عمران سیریز
اسمگلر گنگ
مظہر کلیم
ایم اے

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور
پیش کردہ سچوایشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی جزوی
یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز
مصنف و پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوگی۔

ناشران ------ اشرف قریشی
------ یوسف قریشی
پرنٹر ------ محمد یونس
طابع ------ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------ -/40 روپے

چند باتیں

محترم قارئین : سلام مسنون !
آپ سے براہِ راست باتیں کرنے کے لئے پبلشر حضرات نے ہمارے لئے یہی ایک مہربانی کر رکھی ہے کہ ایک صفحے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ مگر قارئین کرام بھلا آپ خود انصاف کیجئے۔ عمران کو تو ملیں دو ڈھائی سو صفحات اور بیچارے مصنف کے حصے میں صرف ایک صفحہ۔ اور اس پر بھی سرخی جمادیتے ہیں "پیش لفظ" کی۔ یعنی لفظ تو کہتا ہے عمران اور ہم اس لفظ سے پہلے صرف پیش ہی ڈال سکتے ہیں۔ چنانچہ آج میں نے احتجاج کے طور پر اس صفحہ کا نام رکھ دیا ہے "میرا صفحہ"
خدا کرے کتابت، پروف ریڈنگ اور چھپائی کے مراحل طے کرنے کے بعد جب یہ صفحہ آپ کے پاس پہنچے تو تب تک یہ میرا صفحہ ہی رہ جائے کہیں پبلشر کا صفحہ نہ بن جائے۔
اب رہ گئی یہ بات کہ میں اس صفحہ کا کیا کروں گا۔ تو محترم قارئین یہ میرا صفحہ ہے اور اس صفحے میں ظاہر ہے آپ سے بغیر پبلشر کی مداخلت کے آزادی سے باتیں کروں گا۔ تو محترم قارئین۔ پہلی بات جو میں آپ سے

براہِ راست کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ...... معاف کیجئے ابھی تو میں نے اس بات پر غور ہی نہیں کیا کہ آپ سے براہِ راست بات کیا کروں۔ تو محترم قارئین۔ فی الحال مجھے غور کرنے دیجئے اور آپ یہ نیا ناول "راسکلز کنگ" پڑھیئے۔ اس ناول کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا۔ آپ ہی ناول پڑھ کر مجھے بتائیے کہ آپ کو یہ ناول کیسا لگا۔ ویسے اگر آپ مجھے نجومی نہ سمجھ بیٹھیں تو اتنا بتا دوں کہ ناول آپ کو یقیناً پسند آئے گا۔ کیونکہ اس میں وہ سب کچھ ہے جسے پڑھنے کی آپ ہمیشہ خواہش رکھتے ہیں۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان ایک سرکاری دورے پر ملک سے باہر گئے ہوئے تھے اور ان کی واپسی دو ہفتوں بعد ہونی تھی۔ اس لئے انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض آجکل اونچی اڑانوں میں تھا۔ وہ ایک لحاظ سے پوری انٹیلی جنس کا کرتا دھرتا بنا ہوا تھا اور ظاہر ہے کہ جب جواب طلب کرنے والا ہی کوئی نہ ہو تو پھر سوپر فیاض کو من مانی کرنے سے کون روک سکتا تھا۔

سوپر فیاض اپنے دفتر میں میز پر دونوں ٹانگیں رکھے بڑے اطمینان سے غیر ملکی سگریٹ پینے میں مصروف تھا۔ ایک چپڑاسی بڑے مؤدبانہ انداز میں ناف پر دونوں ہاتھ باندھے تقریباً جھکا کھڑا تھا کہ سوپر فیاض کے منہ سے حکم برآمد ہوا اور وہ الٰہ دین کے چراغ کے جن کی طرح فوری طور پر اس کی تعمیل کرے۔ دفتر کا پورا عملہ سہما ہوا تھا کیونکہ سوپر فیاض عملی طور پر ڈائریکٹر جنرل تھا اور جب تک ڈائریکٹر جنرل واپس آتے سوپر فیاض انہیں جہنم میں پہنچا چکے ہوتے۔

"محمد دین"۔۔۔ سوپر فیاض نے منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے سامنے کھڑے چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔ ظاہر ہے لہجہ دیسی افسروں جیسا ہی تھا۔

"یس سر"۔۔۔ محمد دین نے فوراً اٹن شن ہو کر باقاعدہ سیلوٹ مارتے ہوئے جواب دیا۔

"سرفراز کو بلاؤ ۔۔۔ اور اُسے کہو کہ شہر کے تمام ہوٹلوں، کیفوں، باروں، جوا خانوں اور نائٹ کلبوں کا ریکارڈ لے کر آئے" ۔۔۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ محمد دین نے بڑے مستعد لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

سوپر فیاض نے پروگرام بنایا تھا کہ ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کی عدم موجودگی سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ یہی سوچ کر اس نے ریکارڈ کیپر سرفراز کو معہ ریکارڈ طلب کیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سرفراز ہاتھوں میں ایک ضخیم فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یس سر" ۔۔۔ سرفراز نے اندر داخل ہو کر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ریکارڈ لے آئے ہو" ۔۔۔؟ سوپر فیاض نے اسی انداز میں بیٹھے بیٹھے بڑے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر" ۔۔۔ سرفراز نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"میز پر چھوڑ جاؤ ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ میں کسی کام میں کوتاہی برداشت نہ کروں گا۔ اب سر رحمان موجود نہیں ہیں جو تمہاری کوتاہیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں ۔۔۔ تم لوگوں سے ذرا سی کوتاہی ہوئی تو جوتے بھی ماروں گا اور کان سے پکڑ کر باہر بھی نکال دوں گا ۔۔۔ سنا ۔۔۔ اب گٹ آؤٹ" ۔۔۔ سوپر فیاض نے اُسے ڈانٹتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب" ۔۔۔ سرفراز نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد سوپر فیاض سیدھا ہو کر بیٹھا اور اس نے فائل کھول لی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی انگلیاں تیزی سے فون کے ڈائل پر چل رہی

تھیں۔ اس نے تمام بڑے بڑے ہوٹلوں، کلبوں اور جوا خانوں کے منیجروں کو بھتہ کی رقم فوری طور پر ڈبل کرنے کے لئے کہا اور ساتھ ہی دھمکیاں بھی دے دیں کہ اگر وہ نہ مانے تو ان کے کاروبار ٹھپ ہو جائیں گے۔

اور پھر اس نے ہوٹل جاگردا کا نمبر ملایا۔ یہ ہوٹل دارالحکومت کا سب سے خوبصورت اور جدید ترین ہوٹل تھا اور ابھی حال ہی میں اس کا افتتاح ہوا تھا۔ نمبر ملتے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"سوپر فیاض فرام انٹیلی جنس سپیکنگ" ۔۔۔ سوپر فیاض نے منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

"سوئیپر فیاض ۔۔۔ یعنی کہ جمعدار ۔۔۔ نہیں بھئی میرا فلش ٹھیک کام کر رہا ہے مجھے کسی جمعدار کی ضرورت نہیں ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک منحنی سی آواز سنائی دی اور سوپر فیاض کے جسم میں غصے کی شدت سے بارہ ہزار وولٹ کا کرنٹ دوڑ گیا۔

"شٹ اپ! ۔۔۔ کون بول رہا ہے ۔۔۔؟ میں تمہیں کتے کی طرح بھونکنے پر مجبور کر دوں گا" ۔۔۔ سوپر فیاض نے انتہائی غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

"بڑی انگریزی بولتے ہو جمعدار فیاض! ۔۔۔ کہیں لندن کے فلش صاف کرتے کرتے واپس تو نہیں آ گئے ۔۔۔؟ اور باقی رہ گیا کتے کی طرح بھونکنا ۔۔۔ وہ تو خیر بھونکتے ہی رہتے ہیں ۔۔۔ میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی انسان کو بھونکتے ہوئے سنا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے بڑے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"یو ڈرٹی سن آف بچ نان سنس! ۔۔۔ میں تمہارے ہوٹل کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا" ۔۔۔ اب تو سوپر فیاض کا غصہ کھولاؤ کے آخری درجے پر پہنچ

بکا تھا اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر دوسری طرف سے بولنے والے کی گردن پکڑے اور پھر جس طرح دھوبی کپڑے مروڑتے ہیں اس طرح مروڑ کر رکھ دے۔

"شانتی شانتی —— سوپر فیاض! —— مجھے اتنی گاڑھی انگریزی نہیں آتی اور رہی ہوٹل کی اینٹ سے اینٹ بجانے والی بات —— تو میری طرف سے کسی بھی ہوٹل کے ساتھ جو مرضی آئے کرو۔ میرا کیا تعلق —— ؟ اور ہاں بھئی سوپر! تم شاید آثار قدیمہ کے جمعدار ہو —— بھئی آجکل ہوٹل کی تعمیر میں اینٹیں استعمال نہیں ہوتیں۔ سیمنٹ اور بجری اور سریا استعمال ہوتا ہے —— اور دوسری بات یہ کہ تمہیں بجانے کے لئے اینٹ کہاں سے ملے گی —— ؟ اب تو مدت ہوئی اینٹیں بنانے والے بھٹے بھی ختم ہو گئے ہیں" —— دوسری طرف سے بڑے ناصحانہ انداز میں کہا گیا۔ اور شدید غصے کے باوجود سوپر فیاض پر پہلی بار یہ انکشاف ہوا کہ دوسری طرف سے بولنے والے کا ہوٹل جاگور سے کوئی تعلق نہیں۔

"ابے تو ہے کون —— ؟ ذرا اپنا حدود اربعہ تو بتا —— پھر میں دیکھتا ہوں کہ تو کتنے سانس لینے میں کامیاب ہوتا ہے" —— سوپر فیاض غصے کی شدت میں ادب اخلاق بھول کر تو تڑاق پر اتر آیا۔

"واہ واہ! —— اب بولی ہے نا تم نے سوپروں والی زبان —— لندن کا اثر دور ہو گیا نا —— ویسے یہ تو بتاؤ سوپر صاحب! —— ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سر رحمان کہاں ہیں" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے ہیں —— مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ بس تم اپنا نام بتاؤ۔ پھر میں تمہیں دیکھ لوں گا —— سر رحمان یہاں نہیں ہیں جن کا رعب مجھے دے رہے ہو" —— سوپر فیاض نے ہری مرچیں چباتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا تو یہ بات ہے —— میں بھی کہوں کہ تم اپنی اصلیت پر کیسے آ گئے —— واہ بھئی واہ سوپر مزے آ گئے —— اسی لئے ہوٹلوں کو فون کئے جا رہے ہیں۔ سر رحمان کی عدم موجودگی میں بھتہ ڈبل کمانے کا پروگرام ہو گا" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور سوپر فیاض کا دماغ ایک بار پھر بھک سے اڑ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ایسا کون شخص ہے جسے اس کے تمام رازوں کا علم ہے۔

"بکواس مت کرو —— تم اپنا نام بتاؤ —— میں ابھی ایکس چینج سے تمہارا فون نمبر پوچھ لوں گا اور پھر دیکھوں گا کہ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچاتا ہے" —— سوپر فیاض نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔ مگر اس بار اس کے لہجے میں پہلے جیسی گھن گرج مفقود تھی۔

"یہی دعویٰ نمرود نے کیا تھا اور نتیجے میں ایک معمولی سے مچھر نے اس کا ناطقہ بند کر دیا —— ویسے تمہارے نتھنے کا سائز کیا ہے سوپر فیاض! تاکہ اسی سائز کا مچھر ابھی سے پالنا شروع کر دوں" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور سوپر فیاض نے ایک جھٹکے سے کریڈل پر ہاتھ مارا اور پھر تیزی سے سنٹرل ایکس چینج کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے تقریباً دھاڑتے ہوئے کہا۔

"میں قائم مقام ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس بول رہا ہوں —— فون نمبر تین صفر تین صفر تین سے ابھی ابھی جس فون پر میری بات ہو رہی تھی اس کا نمبر بتاؤ" —— سوپر فیاض نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات فون نمبر سکس زیرو تھری فور نائن پر ہو رہی تھی" —— دوسری طرف سے آپریٹر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"یہ کس کا فون ہے —— ؟ جلدی بتاؤ —— پورا نام و پتہ چاہیئے" —— فیاض نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ فون نمبر ٹریس ہوتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے جناب" —— آپریٹر نے جواب دیا اور سوپر فیاض دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگا۔

"جناب یہ فون کسی فیاض حسین کے نام پر رجسٹرڈ ہے —— اور پتہ ہے جناب! فلیٹ نمبر ایک سو گیارہ کنگ روڈ" —— آپریٹر نے جواب دیا۔

اور سوپر فیاض کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ میں کسی نے بارود بھر کر آگ لگا دی ہو۔ اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔

سوپر فیاض سمجھ گیا تھا کہ دوسری طرف سے بولنے والا عمران تھا جو آواز بدل کر بول رہا تھا۔ ظاہر ہے عمران جس فلیٹ میں رہتا تھا وہ فیاض کی ملکیت تھی۔ اور فون بھی اسی کے نام سے لگا ہوا تھا۔ عمران نے اس پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اب یہ فیاض کی بدقسمتی تھی کہ جاگورا ہوٹل کا نمبر ملاتے ملاتے غلطی سے اس نے عمران کا نمبر ڈائل کر دیا تھا اور دوسری طرف سے عمران نے ہی فون اٹھایا۔ اور جیسے ہی فیاض نے اپنا تعارف کرایا اس نے فوراً ہی آواز بدل کر اسے اڑانا شروع کر دیا۔

"میں اسے کچا چبا جاؤں گا —— اب موقع ہے کہ سر رحمان یہاں نہیں ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب یہ میرے ہاتھ سے کیسے بچتا ہے —— ہتھکڑیاں ڈال کر حوالات میں بند نہ کیا تو فیاض نام نہیں" —— فیاض نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے میز پر پڑی ہوئی گھنٹی پر زور سے ہاتھ مارا۔

"یس سر" —— چپڑاسی نے تیزی سے اندر داخل ہو کر سیلوٹ جھاڑتے ہوئے کہا

"انسپکٹر عرفان کو کہو کہ چار آدمی تیار کرے اور ہتھکڑیوں کا ایک جوڑا بھی جیب میں رکھ لو —— جلدی" —— سوپر فیاض نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر" —— چپڑاسی نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

فیاض نے سوچا تھا کہ بس جاتے ہی عمران کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال

دیگا اور اسے لا کر حوالات میں بند کر دے گا —— بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا کم سے کم اس کی حسرت تو پوری ہو جائے گی۔

تھوڑی دیر بعد چپڑاسی نے جیپ اور آدمیوں کے تیار ہونے کی اطلاع دی اور سوپر فیاض تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

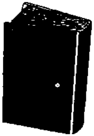

ہوٹل الاسکا کے ایک بڑے تہہ خانے میں ایک میز کے گرد دس کرسیاں موجود تھیں۔ تہہ خانے کے دروازے پر دو اشخاص ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔ وہ دونوں شکل و صورت سے ہی چھٹے ہوئے غنڈے لگ رہے تھے۔ جس گیلری میں وہ دونوں کھڑے تھے اس کے آخر میں ایک لوہے کا مضبوط دروازہ تھا جس کے باہر بھی دو مسلح اشخاص موجود تھے۔ آج اس تہہ خانے میں دارالحکومت میں موجود غنڈوں کے دس نامی گرامی گروہوں کے سربراہوں کا اجلاس ہونے والا تھا۔ عام طور پر یہ گروہ آپس میں ہی برسرپیکار رہتے تھے مگر گزشتہ دو ماہ سے کسی پراسرار شخص نے ان سارے گروہوں کے درمیان اختلافات ختم کرا دیئے تھے اور یہ اجلاس بھی اسی کی ہدایت پر ہو رہا تھا تاکہ ہر گروہ اپنا اپنا ایریا مخصوص کر لے اور کوئی گروہ دوسرے گروہ کے ایریا اور کاموں میں مداخلت نہ کرے۔ اس پراسرار آدمی کو راسکلز کنگ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس کی ہدایت پر جب سب

گروہوں نے منظم ہو کر کام شروع کیا تو پورے دارالحکومت میں منشیات کی فراوانی ، سمگلنگ ، ڈاکہ زنی ، لوٹ مار اور قتل و غارت کا ایک طوفان سا آگیا اور پولیس باوجود کوشش کے کسی واردات کا بھی پتہ نہ چلا سکی ۔ کیونکہ سب گروہ ایک دوسرے کے حق میں جان دیتے ۔ اس سے پہلے یہ ہوتا تھا کہ ہر گروہ دوسرے کے متعلق پولیس کو اطلاعات مہیا کرتا اور اس طرح پولیس انہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جاتی مگر اب ایسا نہ تھا ۔ اس لئے پولیس بے بس نظر آتی تھی ۔

دس گروہوں کے سردار یوں تو بڑے پھنے خاں تھے اور شاید وہ راسکلز کنگ کو بھی خاطر میں نہ لاتے ۔ مگر راسکلز کنگ نے بڑے پُراسرار طریقے سے پہلے ان کی کمزوریوں کا پتہ کیا اور پھر ان سب کے خلاف ایسا مواد اکٹھا کر لیا کہ اگر وہ راسکلز کنگ کا کہا نہ مانتے تو پھر وہ ساری عمر جیل میں ہی سڑتے رہ جاتے ۔ یہی وجہ تھی کہ وہ راسکلز کنگ کی ہدایات پر عمل کرنے لگے اور اب تو انہیں خود بھی احساس ہو گیا تھا کہ اس طرح منظم ہو کر کام کرنے سے انہوں نے دونوں ہاتھوں سے دولت کمائی ہے اور پھر سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ راسکلز کنگ نے کبھی کوئی حصہ یا کمیشن نہ مانگا تھا اس لئے وہ مطمئن تھے بلکہ اب راسکلز کنگ کی ہر بات یوں مانتے تھے جیسے وہی ان کا سربراہ ہو ۔ اس طرح دیکھا جائے تو دارالحکومت کے تمام غنڈے ایک گروہ کی شکل اختیار کر گئے تھے اور ان کا سربراہ وہی پُراسرار شخص راسکلز کنگ تھا ۔

آہستہ آہستہ گروہوں کے سربراہ گیلری میں آنے شروع ہو گئے ۔ گیلری کے دروازے کے باہر جو مسلح شخص تھے وہ اس میدان کے پرانے کھلاڑی تھے اس لئے وہ ذاتی طور پر سب کو جانتے تھے ۔ ایک ایک کر کے سب اس تہہ خانے میں اکٹھے ہوتے چلے گئے اور آخر میں میزبان گروہ کا سربراہ رچرڈ تہہ خانے میں داخل ہوا ۔ ہوٹل الاسکا

اس کی ملکیت تھی اور یہی اس کا ہیڈ کوارٹر تھا ۔

سب کے اکٹھے ہوتے کے بعد مسلح اشخاص ٹرالیاں دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور چند لمحوں بعد میز قیمتی اور غیر ملکی شراب سے بھر گئی ۔

" دوستو ! ۔۔۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ ہم سب یہاں راسکلز کنگ کی ہدایت پر جمع ہوتے ہیں اور ہمارا مقصد اپنے اپنے کام اور ایریئے تقسیم کرنا ہے راسکلز کنگ کی ہدایت پر میں نے دارالحکومت کے نقشے کو دس حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور راسکلز کنگ نے بھی اس کی منظوری دے دی ہے ۔۔۔ یہی ہمارے مخصوص ایریئے ہوں گے ۔۔۔ کوئی گروہ دوسرے گروہ کے ایریئے میں مداخلت نہ کرے گا ۔۔۔ اور اگر کوئی شکایت پیدا ہو تو دوسرے ایریئے کے سربراہ کے نوٹس میں یہ شکایت لائی جائے گی اور وہ اُسے دور کرنے کا پابند ہوگا ۔ شدید اختلاف کی صورت میں آخری فیصلہ راسکلز کنگ کرے گا ۔۔۔ آپ لوگ یہ نقشہ دیکھ لیں اور اس کی رسمی منظوری دے دیں " ۔۔۔ رچرڈ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔ اور پھر اس کے اشارے پر ایک مسلح شخص نے ایک کافی بڑا رول الماری سے نکال کر رچرڈ کے حوالے کر دیا ۔

یہ دارالحکومت کا کافی بڑا اور تفصیلی نقشہ تھا ۔ رچرڈ نے اُسے سامنے دیوار پر لٹکا دیا ۔

نقشے پر سُرخ رنگ سے موٹی موٹی لکیریں ڈال دی گئی تھیں ۔ اور پورے نقشے کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا ۔ ہر حصے کے درمیان میں سرخ روشنائی سے موٹے نمبر لکھے گئے تھے جو ایک سے دس تک تھے ۔

" دوستو ! ۔۔۔ اس تقسیم کے مطابق میرا نمبر ایک ہے ۔۔۔ ہیری کے گروہ کا نمبر ۲ تھامسن نمبر ۳ ۔۔۔ نزالو نمبر ۴ ۔۔۔ کارٹک نمبر ۵ ۔۔۔ ایبل نمبر ۶ ۔۔۔ کراس نمبر ۷

چیکو نمبر ۸ ــــ شوبرز نمبر ۹ ــــ اور مارٹن نمبر ۱۰ ــــ کسی کو کوئی اعتراض ہے تو بتا دے" ــــ رچرڈ نے سب کے نمبر بتاتے ہوئے کہا۔

جن افراد کے نام رچرڈ نے لئے تھے وہ سب اس اجلاس میں موجود تھے۔ اور ان سب کی نظریں نقشے پر جمی ہوئی تھیں کہ وہ اس حد برداری میں کوئی سقم نکال سکیں۔ مگر یہ تقسیم کچھ اس مہارت سے کی گئی تھی کہ چاہنے کے باوجود بھی کوئی اعتراض نہ کر سکا اور سب نے رضامندی کے طور پر سر ہلا دیئے۔

"چلو ایک بڑا مسئلہ تو حل ہوا ــــ اب آیئے دوسرے نکتے پر ــــ راسکلز گنگ کے مطابق آئندہ جب ہم آپس میں بات چیت کریں گے تو ناموں کی بجائے ایک دوسرے کے نمبر پکاریں گے اور اپنی اپنی حدود میں ہر غیر قانونی کام کے لئے پوری طرح آزاد ہوں گے ــــ البتہ کسی ایسے کام کے لئے جس کا تعلق پورے ملک سے ہو۔ ہم ایک دوسرے کی امداد کریں گے ــــ اور جو جو گروہ اس کام میں ملوث ہوں گے انہیں باقاعدہ کمیشن ادا کیا جائے گا ــــ راسکلز گنگ تمام گروہوں کا سربراہ ہوگا ــــ اس کا حکم آخری ہوگا اور جو گروہ اس کے حکم سے سرتابی کرے گا اُسے عبرتناک سزا دی جائے گی" ــــ رچرڈ نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"منظور ہے" ــــ سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ تو یہ اجلاس کامیاب رہا" ــــ رچرڈ نے بڑے مطمئن انداز میں اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مگر مسٹر رچرڈ! ــــ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کہیں ہماری سرگرمیوں کی بنا پر خفیہ پولیس ہمارے پیچھے نہ لگ جائے" ــــ نمبر تو نے کہا۔

"گنگ نے اس کا انتظام کر لیا ہے ــــ خفیہ پولیس کا سپرنٹنڈنٹ نیاض خریدا جا چکا ہے ــــ اُسے ہر گروہ کی طرف سے باقاعدہ حصہ ادا کیا جائے گا اور وہ ہماری

حفاظت کرے گا اور کوئی بھی قدم اٹھانے سے قبل وہ ہمیں اطلاع کرے گا تاکہ ہم اپنا بندوبست کر سکیں" ــــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"بس پھر ٹھیک ہے ــــ پھر یہ شہر تو ہم سب کے لئے جنت بن جائے گا" ــــ نمبر نو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بن چکا ہے ــــ پولیس بےبس ہو چکی ہے ــــ ایک بھی واردات کا سراغ اُسے نہیں مل سکا" ــــ نمبر سات نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں ایک بات اور ــــ راسکلز گنگ نے سختی سے کہا ہے کہ اس کا نام کسی کی زبان پر نہ آئے ــــ وہ اپنا نام پولیس یا خفیہ پولیس تک نہیں پہنچانا چاہتا" ــــ رچرڈ نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔

"ویسے ایک بات ہے رچرڈ! ــــ آخر گنگ کا اصل مقصد کیا ہے ــــ؟ وہ کمیشن بھی نہیں لیتا ــــ اور نہ ہی اس نے ہم سے کوئی کام لیا ہے" ــــ نمبر چھ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ بات ہمارے سوچنے کی نہیں ــــ وہ اس بارے میں خود بہتر جانتا ہے۔ ہمیں تو یہ معلوم ہے کہ اس کے آنے سے ہمارا کام نہ صرف بڑھ گیا ہے بلکہ اب ہم پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں ــــ ویسے اگر وہ کمیشن طلب کرے تو ہم وہ بھی دینے کے لئے تیار ہیں ــــ اور رہا کوئی کام ــــ تو ظاہر ہے وہ ہم سب کا سربراہ ہے ہم سے جو چاہے کام لے سکتا ہے" ــــ نمبر تین نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ ہم اس بارے میں سوچ کر اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں ــــ؟ وہ مکمل طور پر پردے میں ہے ــــ اور سوائے آواز کے ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور ہمیں ضرورت بھی نہیں" ــــ نمبر چار نے کہا اور باقی سب نے سر ہلا دیئے۔

تھوڑی دیر اور باتیں کرنے اور پینے پلانے کے بعد اجلاس برخاست ہو گیا اور ایک ایک کر کے سب رخصت ہو گئے۔

سب سے آخر میں رچرڈ باہر نکلا اور پھر گیلری میں سے ہوتا ہوا وہ اپنے مخصوص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر کے رچرڈ نے ایک جدید ترین ٹرانسمیٹر الماری کے خفیہ خانے سے نکالا اور پھر ایک فریکوئنسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر میں سے چڑیوں کی چہکار کی سی آواز نکلی اور پھر آہستہ آہستہ مدھم ہوتی چلی گئی۔

"ہیلو کنگ سپیکنگ اوور" ــــ ایک بھاری اور کرخت آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"رچرڈ سپیکنگ باس اوور" ــــ رچرڈ نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"نمبر ایک کہو رچرڈ، اوور" ــــ کنگ نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری باس! ــــ آئندہ غلطی نہ ہو گی۔ اوور" ــــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"اوکے! ــــ اجلاس کی رپورٹ دو۔ اوور" ــــ کنگ نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"اجلاس کامیاب رہا ہے باس! ــــ تمام ممبر تقسیم پر راضی ہیں۔ کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا ــــ اور باقی تمام پوائنٹس پر بھی رضامندی کا اظہار کیا گیا ہے اوور" رچرڈ نے جواب دیا۔

"بہت خوب! ــــ اچھا سنو نمبر ایک! ــــ میں تمہیں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔

تم تمام گروہوں کی خفیہ طور پر نگرانی کرو گے اور مجھے براہ راست رپورٹ دو گے ــــ مگر یہ سن لو کہ میں معمولی سی کوتاہی بھی برداشت نہ کروں گا۔ اوور" ــــ کنگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ــــ آپ بے فکر رہیں ــــ آپ کے احکامات کی پوری پوری تعمیل کی جائے گی۔ اوور" ــــ رچرڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میں ہر کام ٹھیک ٹھاک چاہتا ہوں اور بس، اوور" ــــ کنگ نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس! ــــ آپ کے ہوتے ہوئے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا ــــ پولیس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ــــ رہ گئی انٹیلی جنس ــــ تو اس کا بندوبست آپ نے کر ہی دیا ہے، اوور" ــــ رچرڈ نے کہا۔

"ہاں! ــــ ان کی طرف سے بے فکر رہو ــــ ان کے علاوہ اگر کوئی اور خطرہ ہو تو وہ مجھے بتا دو تاکہ میں اس کا انتظام بھی کر دوں، اوور" ــــ کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس اور تو کسی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ــــ البتہ ایک احمق سا شخص ہے۔ وہ اگر ہماری لائن پر لگ گیا تو ہمیں دشواریاں پیش آ سکتی ہیں۔ اوور" ــــ رچرڈ نے رک رک کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"احمق سا شخص! ــــ کیا مطلب ــــ کھل کر بات کرو۔ اوور" ــــ کنگ نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"باس! ــــ یہاں دارالحکومت میں ایک نوجوان رہتا ہے ــــ اس کا نام علی عمران ہے ــــ وہ انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکلوتا لڑکا ہے بظاہر بالکل احمق سا نوجوان ہے مگر انتہائی خطرناک، عیار اور ذہین ہے۔ مجھے دارالحکومت میں کام کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں۔ میں نے بے شمار بین الاقوامی

مجرموں کا اس کے ہاتھوں خاتمہ ہوتے دیکھا ہے۔ اوور" —— رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— مگر وہ کس محکمہ سے متعلق ہے۔ اوور" —— کنگ کی آواز میں تشویش نمایاں تھی۔

"بظاہر تو اس کا تعلق کسی محکمہ سے نہیں —— وہ انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست ہے —— وہی اس کا خرچہ اٹھاتا ہے —— مگر جب بھی وہ کسی تنظیم یا شخص کے پیچھے لگ جائے تو پھر عزرائیل کا کام کرتا ہے۔ اوور" —— رچرڈ نے جواب دیا۔

"تو کیا آج تک اس کے خاتمے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ اوور" —— ؟ کنگ نے پوچھا۔

"بے شمار بار کوششیں کی گئیں —— مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی —— البتہ کوشش کرنے والے انجام کو پہنچ گئے۔ ویسے عام طور پر وہ مقامی زیرزمین سرگرمیوں میں دخل نہیں دیتا —— صرف بین الاقوامی تنظیموں اور مجرموں کے خلاف کام کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس سے فی الحال تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اوور" —— رچرڈ نے جواب دیا۔

"مگر میں ایسے شخص کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتا —— اس کا کانٹا راستے سے نکالنا ہی پڑے گا —— اس کی رہائش گاہ جانتے ہو۔ اوور —— ؟ کنگ نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں! —— وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر ایک سو گیارہ میں رہتا ہے۔ مگر اکثر فلیٹ سے غائب رہتا ہے۔ اوور" —— رچرڈ نے جواب دیا۔

"اچھا تم ایسا کرو کہ اس کے فلیٹ کے سامنے جا کر ٹھہرو اور اس کی نگرانی کرو جیسے

ہی وہ فلیٹ سے باہر نکلے یا اندر جائے اپنے سر پر اس طرح ہاتھ پھیرنا جیسے بال سنوار رہے ہو۔ اس کے بعد تم چلے جانا —— پھر میں دیکھ لوں گا کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔ اوور" —— کنگ نے کہا۔

"بہتر باس! —— کیا میں ابھی روانہ ہو جاؤں۔ اوور" —— ؟ رچرڈ نے پوچھا۔

"نہیں —— پہلے تم اس کے فلیٹ پر فون کر کے پتہ کرو کہ آیا وہ فلیٹ میں ہے یا نہیں —— اور مجھے بتاؤ —— اگر وہ موجود ہو تو پھر وہاں چلے جانا۔ اوور" —— کنگ نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس —— مگر میرا مشورہ ہے کہ آپ اُسے نہ چھیڑیں —— اگر ہمارا حملہ ناکام رہا تو وہ ہماری لائن پر لگ جائے گا۔ اوور" —— رچرڈ سے فقرہ مکمل نہ ہو سکا۔

"تم بزدل ہو نمبر 1 —— اور میں بزدلی برداشت نہیں کرسکتا —— تم نے ایک عام سے شخص کو مافوق الفطرت سمجھ لیا ہے —— تم دیکھنا کہ اس کا حشر کیا ہوتا ہے۔ اوور" —— کنگ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! —— جیسا آپ چاہیں —— میں ابھی فون کر کے اس کا پتہ کرتا ہوں۔ اوور" —— رچرڈ نے کہا۔

"ٹرانسمیٹر آن رکھو اور فون کرو —— میں اس کی آواز سننا چاہتا ہوں۔ اوور" —— کنگ نے کہا۔

اور رچرڈ نے تیزی سے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ جلد ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"عمران صاحب ہیں —— ؟ میں ایئرپورٹ سے بول رہا ہوں" —— رچرڈ نے

آواز تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

"ایئر اور پورٹ سے!۔۔۔ تو کیا اب ہوائیں بھی بندرگاہیں بن گئی ہیں۔۔۔؟ میں عمران بول رہا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب!۔۔۔ آپ کا ایک مہمان ایئرپورٹ پر موجود ہے۔۔۔ آپ ان سے یہاں آکر مل لیں"۔۔۔ ریچرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں نے سُن لیا ہے۔۔۔ تم نے اچھا کیا کہ اُسے ایئرپورٹ جانے کے لئے کہہ دیا۔۔۔ تم فوراً اس کے فلیٹ پر پہنچو۔ اوور"۔۔۔ کنگ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر ٹرانسمیٹر سے چڑیوں کی چہکار سنائی دینے لگی۔

ریچرڈ نے پھرتی سے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے الماری میں رکھا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ اُسے معلوم تھا کہ کنگ روڈ وہاں سے نزدیک ہے اور وہ چند ہی منٹ میں وہاں پہنچ جائے گا۔ مگر اس کے باوجود وہ ہر ممکن جلدی سے کام لے رہا تھا تاکہ کنگ سے پہلے پہنچ جائے۔

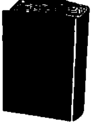

عمران نے رابطہ ختم ہوتے ہی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے لبوں پر شریر سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ آجکل وہ فارغ تھا اور اس فراغت کے دور میں وہ

تفریح کرتے کرتے جب بور ہو گیا تو اس نے مطالعے میں اپنے آپ کو غرق کر لیا۔ نجانے کہاں سے کتابیں بذریعہ ڈاک آ رہی تھیں۔ اور عمران اپنے کمرے میں کرسی پر بیٹھا کتابیں پڑھتا رہتا۔

سلیمان بے چارہ عمران کو سارا دن اور ساری رات چائے پلا پلا کر تنگ آ چکا تھا۔ کتابیں ختم ہی نہ ہو رہی تھیں۔

عمران نے ٹیلیفون وہیں اپنے کمرے میں رکھا ہوا تھا اور جب کسی کتاب کے مطالعے سے تھک جاتا تو بین الاقوامی ڈائریکٹری سے بڑے بڑے کتب فروشوں اور پبلشروں کے ٹیلیفون نمبر چھانٹتا اور پھر کال بک کرا کے انہیں نئی نئی کتابوں کے آرڈر دیتا رہتا۔

اُسے مطالعے میں غرق ہوتے ابھی صرف پندرہ روز ہی گزرے تھے کہ اس کے کمرے میں ہر طرف کتابیں ہی کتابیں بکھر گئیں۔

"صاحب!۔۔۔ خدا کے لئے اب ان کتابوں کو بند کر دیجئے"۔۔۔ سلیمان نے ایک بار ہاتھ جوڑتے ہوئے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"ابے جاہل باورچی!۔۔۔ تم ان کتابوں کو کیا جانو۔۔۔ ان کے پڑھنے سے دماغ میں روشنی آتی ہے"۔۔۔ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"جناب!۔۔۔ اب آپ کے دماغ میں اتنی روشنی بھر چکی ہے کہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں فیوز ہی نہ اڑ جائے"۔۔۔ سلیمان نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

سلیمان نے بڑی خوبصورت بات کہی تھی اور عمران کی فطرت تھی کہ خوبصورت اور تکنیکی بات چاہے جس سے بھی سنتا اسی کی دل کھول کر تعریف کرتا۔

"اچھا جی!۔۔۔ اب ہم پر بھی جگت بازی شروع ہو گئی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب! — آپ جو بازی جی چاہے کر لیجئے — مگر یہ کتاب بازی بند کر دیجئے — میرا تو چلتے بناتے بناتے اور پلاتے پلاتے دماغ خراب ہو چکا ہے اور جب تک یہ کتاب بازی چلتی رہے گی — چلتے بھی چلتی رہے گی۔ اور سلیمان غریب پر قہر خداوندی ٹوٹتا رہے گا" — سلیمان نے اسی طرح عاجزانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"سوپر فیاض فرام انٹیلی جنس سپیکنگ" — دوسری طرف سے سوپر فیاض کی بڑی فاخرانہ آواز سنائی دی۔ اور عمران کو تو ایسا موقع اللہ دے۔ اس نے آواز بدل کر فیاض کے لتے لینے شروع کر دیتے۔

اور پھر جب فیاض نے جھنجلا کر رابطہ ختم کیا تو عمران تصور ہی میں اس کا اندازہ کر رہا تھا اور اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اب فیاض ہر ممکن طریقے سے اس کا کھوج لگانے کی کوشش کرے گا اور اُسے آسانی سے سنٹرل ایکس چینج سے عمران کا نمبر مل جائے گا — پھر ظاہر ہے کہ فیاض آندھی اور طوفان کی طرح اُڑا چلا آئے گا۔ اور اب جبکہ سر رحمان ملک میں موجود نہیں ہیں وہ یقیناً عمران کو نیچا دکھانے کے لئے اپنی آخری حد تک چلا جائے گا۔ چنانچہ جب رابطہ ختم ہوتے ہی عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا تو اس کے لبوں پر شریر سی مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔

رسیور رکھتے ہی عمران تیزی سے اچھلا اور پھر سیدھا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے میک اپ کیا۔ لباس بدلا اور اپنے کمرے سے نکل کر سیدھا ڈرائینگ روم میں آگیا۔

"سلیمان — ابے او سلیمان! — جلدی سے آ — ورنہ باقی ساری عمر حوالات میں سڑتے گزر جائے گی" — عمران نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے ہانک لگائی اور سلیمان دوڑتا ہوا ڈرائینگ روم میں آیا مگر سامنے عمران کی بجائے ایک سنجیدہ سے شخص کو بیٹھے دیکھا تو ٹھٹھک گیا۔

"ابے دیکھتا کیا ہے — سوپر فیاض ہتھکڑیاں لئے بس اب پہنچنے ہی والا ہے تم ایسے کرنا کہ جب وہ آئے تو بڑی معصوم سی شکل بنا کر کہہ دینا کہ عمران صاحب تو بس ابھی ابھی نکل کر گئے ہیں اور میں ظاہر ہے عمران سے ملنے آیا ہوں اور اس کا انتظار کر رہا ہوں" — عمران نے اُسے پورا ڈرامہ سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! — مگر میں مہمان کو چائے پلوانے کا پابند نہیں ہوں — پہلے کتابیں پڑھتے ہوئے آپ چائے پیتے رہے اور اب مہمان بن کر پینا شروع کر دیں" — سلیمان نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا — بس اب بھاگ کر جاؤ اور بیرونی دروازہ اندر سے کھول دو"۔ عمران نے کہا اور سلیمان بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے کی چٹخنی کھول کر جیسے ہی سلیمان واپس مڑا۔ اُسے اندر کمرے میں پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجتی سنائی دی۔

"ٹیلیفون یہیں اٹھا لا — دیکھو اب کون ٹپک پڑا ہے" — عمران نے بھی گھنٹی کی آواز سن لی تھی۔

سلیمان نے خاموشی سے ٹیلیفون سیٹ لاکر درمیانی میز پر رکھ دیا اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"عمران صاحب ہیں — ؟ میں ایئرپورٹ سے بول رہا ہوں" — دوسری طرف سے ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔

"ایئر ادہ پورٹ سے ——— تو کیا اب ہوا میں بھی بندرگاہیں بن گئی ہیں ——؟ میں عمران بول رہا ہوں" ——— عمران نے حسب عادت مذاق کے بعد اپنا نام بتایا۔

"عمران صاحب! ——— آپ کا مہمان ایئر پورٹ پر موجود ہے ——— آپ اس سے یہاں آ کر مل لیں" ——— دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران چند لمحے حیرت سے رسیور کو دیکھتا رہا۔ بات اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی۔ اس نے رسیور آہستہ آہستہ سے کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ سوچنے لگا کہ ایئر پورٹ پر مہمان وغیرہ کا چکر شائد اس کی فلیٹ میں موجودگی کا پتہ کرنے کے لئے چلایا گیا ہے یا پھر کوئی شخص اُسے کسی مقصد کے لئے ایئر پورٹ پر بلانا چاہتا ہے۔

ابھی عمران سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ اچانک سیڑھیوں پر دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں۔ جیسے کئی آدمی انتہائی تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے چلے آ رہے ہوں۔ سب سے آگے آنے والے کے قدموں میں ضرورت سے زیادہ ہی تیزی تھی اور پھر ایک دھماکے سے دروازہ کھلا اور سوپر فیاض ہاتھ میں ریوالور پکڑے آندھی اور طوفان کی طرح ڈرائینگ روم میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک غصے اور جوش کے آثار نمایاں تھے۔ اس کے پیچھے چار اور آدمی ہاتھوں میں ریوالور سنبھالے اندر داخل ہوئے۔

"کہاں ہے ——؟ عمران کہاں ہے" ——— ؟ سوپر فیاض نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم ——— اس کے باورچی سے پوچھ لو" ——— عمران نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم کون ہو ——؟ اور یہ عمران کہاں ہے" ——— ؟ سوپر فیاض تیزی

سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

اسی لمحے سلیمان دروازے پر ظاہر ہوا

"عمران کہاں ہے" ——— ؟ سوپر فیاض نے ریوالور کی نال سلیمان کے سینے پر رکھتے ہوئے انتہائی غضیلے لہجے میں کہا۔

"میری جیب میں ہے جناب" ——— سلیمان نے خلاف توقع انتہائی ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا۔

اور دوسرے لمحے سوپر فیاض کا ہاتھ گھوما۔ مگر سلیمان تیزی سے نیچے جھک گیا اور سوپر فیاض کا ہاتھ فضا میں ہی گھوم گیا۔

"تم بدمعاش کمینے ——— تم بھی عمران کے جوڑی دار ہو ——— اسے گرفتار کر لو" ——— سوپر فیاض نے جھلا کر پیچھے کھڑے ہوئے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ایک آدمی جو ہاتھ میں ہتھکڑیاں پکڑے ہوئے تھا تیزی سے آگے بڑھا۔

"ٹھہرو! ——— کیا بات ہے ——— ؟ کون ہو تم ——— ؟ اور اسے کیوں گرفتار کر رہے ہو" ——— ؟ اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی۔

"تم کون ہو پوچھنے والے ——— ؟ اسے بھی گرفتار کر لو ——— اس نے مجھ پر غرانے کی جرأت کی ہے" ——— سوپر فیاض جھلا کر عمران پر چڑھ دوڑا۔

"ہوش میں رہ کر بات کرو مسٹر! ——— تم ایک شریف آدمی سے بات کر رہے ہو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا حدود اربعہ کیا ہے" ——— ؟ عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا

اور سوپر فیاض نجانے اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی بے پناہ سنجیدگی سے مرعوب ہو گیا یا اس کے لہجے سے ——— وہ عمران کو غور سے دیکھنے لگا۔ پھر قدرے

ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں سپرنٹنڈنٹ فیاض ہوں فرام انٹیلی جنس" ــــ سوپر فیاض نے اپنا تعارف کرایا۔

"اوہ! ــ تو تم ہی ہو سپرنٹنڈنٹ فیاض! ــ بہت خوب! ــــ یہاں کی حکومت نے واقعی چن کر تمہیں سپرنٹنڈنٹ بنایا ہے" ــــ عمران نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ــ؟ کیا تم اس ملک کے باشندے نہیں ہو" ــــ؟ سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے کرنل فریدی کہتے ہیں ــ اور میں آج ہی یورشیا سے آیا ہوں ــ عمران سے ملنا ہے" ــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی" ــــ سوپر فیاض یوں چونکا جیسے اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔ کرنل فریدی کے کارناموں سے کون واقف نہ تھا۔

"عمران تمہاری تعریفیں بہت کرتا تھا ــــ بہرحال آج تم سے ملاقات ہو گئی۔ مگر یہ قصہ کیا ہے ــــ؟ تم سلیمان کو کیوں گرفتار کر رہے ہو ــــ؟ اور پھر یوں عمران کے فلیٹ میں ہتھکڑیاں اور ریوالور لئے داخل ہوئے ــــ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ــ جناب کچھ نہیں ــــ میں تو بس مذاق کر رہا تھا ــــ عمران اور میرے درمیان ایسی چھیڑ چھاڑ چلتی ہی رہتی ہے ــــ آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ــــ آپ کے کارناموں کی دھومیں تو سنی تھیں۔ آج ملاقات بھی ہو گئی"۔

سوپر فیاض کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے کرنل فریدی کے سامنے وہ عمران کی گرفتاری کا کیا جواز پیش کرتا۔ اور اُسے یہ بھی علم تھا کہ کرنل فریدی کے

تعلقات براہ راست اعلیٰ حکام سے ہیں

"اچھا اچھا تو یہ چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی ــــ بہت خوب ــــ عمران تو ابھی ابھی فلیٹ سے گیا ہے ــــ میرے پاس دس منٹ فالتو تھے۔ میں نے سوچا کہ انتظار ہی کر لوں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب! ــــ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو" ــــ سوپر فیاض نے خجل سے انداز میں کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بڑے بے ڈھب انداز میں کرنل فریدی سے تعارف ہوا ہے

"ارے نہیں ــ بس عمران سے ملنے آ گیا تھا ــــ سر رحمان سے ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں انٹیلی جنس کے بارے میں ایک خصوصی پیغام اپنے ملک جاتے ہوئے صدر مملکت کو دیتا جاؤں ــ چنانچہ میں یہاں ٹھہر گیا" ــــ عمران نے کہا۔

"اوہ! ــ انٹیلی جنس کے بارے میں سر رحمان کا خصوصی پیغام" ــــ سوپر فیاض کے بے اختیار کان کھڑے ہو گئے۔

"ہاں! ــ ایک انتہائی خفیہ پیغام تھا ــــ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں بتا نہیں سکتا ــ ویسے اتنا بتا دوں کہ اس کا مرکزی نقطہ تمہاری ذات ہی ہے"۔ عمران نے اُسے اور زیادہ پریشان کرنے کے لئے شوشہ چھوڑا۔

"میری ذات" ــــ سوپر فیاض کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"تم عمران کے دوست ہو اس لئے اتنا اشارہ کر دوں کہ یہاں کے ایک اعلیٰ ترین ہوٹل کے مالک نے جو سر رحمان کے ذاتی دوست ہیں۔ ان کے علم میں تمہارے متعلق کوئی بات ہوئی ہے جس کے متعلق انہوں نے فوری ایکشن کے طور پر پیغام بھیجا ہے جو میں نے صدر مملکت کو پہنچا دیا ہے" ــــ عمران نے کہا۔

"ج ج — ج — جی — مگر ——" سوپر فیاض کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ وہ کیا جواب دے۔

"بہر حال بھئی میں کیا کہہ سکتا ہوں —— یہ تمہارے اپنے مسائل ہیں۔ ویسے ایک بات کہہ دوں کہ اگر تم نے عمران کو درمیان میں نہ ڈالا تو پھر تمہارے لئے بڑی مشکل پیدا ہو جائے گی —— میرے نزدیک عمران ہی اس سلسلے میں تمہاری کوئی مدد کر سکتا ہے" —— عمران نے کہا۔

"بب — بب — بہتر —— آپ میری سفارش کر دیجئے" —— سوپر فیاض نے التجائیہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو! —— میں پانچ منٹ اور اس کا انتظار کرونگا۔ پھر میں تو چلا جاؤنگا اگر اس دوران عمران آگیا تو میں ضرور سفارش کرونگا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا جناب مجھے اجازت! —— میں پھر آؤنگا — آپ پلیز ضرور میری سفارش کر دیجئے" —— سوپر فیاض نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر پُراسرار سی مسکراہٹ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اب سوپر فیاض اس کے آگے ہاتھ جوڑنے پر مجبور ہو جائے گا۔

"صاحب! — خوب بیوقوف بنایا" —— سلیمان جو دروازے میں کھڑا سب باتیں سن رہا تھا، ہنستے ہوئے بولا۔

"اسے شکر کرو کہ تمہاری جان بچوا دی —— ورنہ سوپر فیاض نے آج تمہیں ہتھکڑیاں لگا دینی تھیں —— بس اب جاؤ اس خوشی میں ایک چائے پلوا دو" ——

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ اس کے ذہن میں وہ کال کھٹک رہی تھی جس میں اُسے ایئرپورٹ پر بلایا گیا تھا۔

اور پھر جب تک عمران اپنے اصل روپ میں واپس ڈرائینگ روم میں آتا۔ سلیمان نے چائے کی پیالی میز پر لا کر رکھ دی۔

"سنو سلیمان! —— میں ذرا ایئرپورٹ پر جا رہا ہوں —— کوئی ٹیلیفون آئے تو اٹینڈ کر لینا" —— عمران نے چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"بہتر —— بس اب آپ جلدی سے چل پڑیئے تاکہ میں اطمینان سے حریرہ بادام تیار کر کے کھا سکوں" —— سلیمان نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔

"ہوں! —— تو یہ عیش ہو رہے ہیں —— میں بھی کہوں کہ آخر یہ باورچی خانے کا خرچ یکدم ڈبل کیوں ہو گیا ہے" —— عمران نے چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ سے دن بھر جو بک بک جھک جھک کرنا پڑتی ہے —— اگر میں حریرہ بادام نہ کھاؤں تو اب تک پاگل خانے پہنچ چکا ہوتا" —— سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے باورچی خانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران مسکراتا ہوا مڑا اور پھر دروازہ کھول کر فلیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا۔

رچرڈ جلد ہی کنگ روڈ پر عمران کے فلیٹ کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے گاڑی ایک ایسی جگہ پر کھڑی کی۔ جہاں قریب ہی بک سٹال تھا۔ کار سے نکل کر اس نے ایک اخبار خریدا اور پھر اخبار کی اوٹ سے اس نے عمران کے فلیٹ سے نکلنے والی سیڑھیوں پر نظریں جما دیں۔ اُسے معلوم تھا کہ راسکلز کنگ اُسے دیکھ رہا ہوگا۔ چونکہ جس بلڈنگ میں عمران کا فلیٹ تھا وہاں کئی دوسرے فلیٹ بھی تھے اس لئے عمارت کے دروازے سے کئی لوگ آ جا رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد رچرڈ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو عمارت سے باہر نکلتے دیکھ کر چونک پڑا۔ وہ بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں باہر آیا تھا۔ اس کے پیچھے چار افراد تھے جن میں سے ایک کے ہاتھ میں ہتھکڑی تھی وہ سب تیزی سے قریب کھڑی ہوئی جیپ کی طرف بڑھتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد جیپ آگے بڑھ کر موڑ مڑ گئی۔

رچرڈ عمران کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ اُسے سب سے زیادہ خطرہ اس بات کا تھا کہ کہیں عمران میک اَپ میں نہ ہو۔ کیونکہ میک اَپ میں عمران کو وہ شاید نہ پہچان سکتا۔

مگر دوسرے لمحے رچرڈ چونک پڑا۔ اُسے عمارت کے صدر دروازے سے عمران باہر نکلتا نظر آیا اور تھا بھی وہ اکیلا۔ رچرڈ نے فوراً ہاتھ اٹھا کر اس طرح

سر پر پھیرنا شروع کر دیا جیسے اپنے بال سنوار رہا ہو

عمران صدر دروازے سے نکل کر سڑک پر آ گیا۔ وہ شاید ٹیکسی روکنا چاہتا تھا اب رچرڈ کی تیز نظریں عمران کے ساتھ ساتھ اردگرد کے ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ بار بار اپنا ہاتھ سر پر پھیر رہا تھا۔

سڑک پر کافی ٹریفک تھا۔ عمران کی تیز نظریں سڑک پر دوڑنے والی ٹیکسیوں پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور عمران کے بالکل سامنے سے گزرنے والی ایک بس کا شیشہ ٹوٹ گیا اور بس کے اندر سے ایک انسانی چیخ بلند ہوئی۔

رچرڈ نے جیسے ہی گولی چلنے کی آواز سنی۔ اس نے عمران کو اچانک اپنی جگہ سے اچھلتے اور انتہائی تیزی سے قریبی مارکیٹ کے برآمدے کی ستون کی آڑ میں ہوتے دیکھا۔

بس ذرا دور جا کر رک گئی تھی اور اب وہاں ایک اودھم مچ گیا۔ لوگ جمع ہونے لگ گئے۔ یہ عمران کی خوش قسمتی تھی کہ اچانک سامنے بس آ جانے سے وہ بچ گیا تھا۔

رچرڈ کی نظریں اس جگہ پر جم گئیں جہاں سے گولی چلائی گئی تھی۔ مگر جس سمت سے گولی آئی تھی وہاں ایک کیفے تھا۔ کیفے کی چھت پر کسی ٹوتھ پیسٹ کا بہت بڑا نیون سائن بنا ہوا تھا۔ وہاں ایسی کوئی جگہ نہ تھی جہاں سے گولی چلائی جا سکتی رچرڈ کی تیز نظریں اسی کیفے پر جمی ہوئی تھیں۔ مگر وہاں ایسا کوئی آدمی یا جگہ نظر نہ آ رہی تھی جہاں سے دُور مار رائفل سے گولی چلائے جانے کا امکان ہوتا۔ رچرڈ کا ذہن چکرا گیا کہ آخر گولی کہاں سے چلائی گئی تھی۔

اب دکاندار بھی دوڑ دوڑ کر بس کی طرف جا رہے تھے اور پھر رچرڈ نے

عمران کو ایک شخص کی آڑ میں ہو کر بس کی طرف بھاگتے دیکھا۔ مگر دوسرے لمحے اُسے اس نیون سائن کے اوپر ایک شعلہ سا چمکتا نظر آیا۔ اور اُسی لمحے اُس نے عمران کو پھرتی سے نیچے گرتے دیکھا۔ ایک لمحے کے لئے اُسے محسوس ہوا کہ عمران کو گولی لگی ہے مگر دوسرے لمحے اس نے ایک اور شخص کو زمین پر گر کر تڑپتے دیکھا۔

عمران نے نیچے گرتے ہی تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر ایک ہی چھلانگ میں وہ ایک اور ستون کی آڑ میں ہو گیا تھا۔

اب تو بازار میں بُری طرح بھگدڑ مچ گئی۔ رچرڈ کی نظریں نیون سائن بورڈ پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے اس نے گولی چلنے سے چند لمحے قبل شعلہ چمکتے دیکھا تھا۔ مگر نیون سائن بورڈ پر اُسے ایسی کوئی جگہ نظر نہ آرہی تھی جہاں سے کوئی شخص گولی چلا سکتا۔

رچرڈ نے عمران کو اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اُسے اچھل کر دوسرے ستون کے پیچھے چھپتے دیکھا اور اسی دوران ایک اور گولی چلی جو عمران کے بالکل قریب سے گزرتی ہوئی ایک دکان کے شوکیس کا شیشہ توڑتی ہوئی اندر گھس گئی۔

عمران اس بار بھی بچ گیا تھا۔

رچرڈ عمران کی قسمت پر حیران تھا کہ اُسی لمحے اُسے دُور سے پولیس کاروں کے سائرن سنائی دیئے۔ سائرن سنتے ہی وہ تیزی سے کار کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے اس کی کار تیز رفتاری سے مڑتی ہوئی جائے وقوعہ سے دور ہوتی چلی گئی۔ وہ ایسے خطرناک موقع پر پولیس کے سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔

راسکلز کنگ کا حملہ بُری طرح ناکام ہو چکا تھا اور اب رچرڈ کو خدشہ تھا کہ عمران کسی شکاری کتے کی طرح ان کی بُو پر نہ لگ جائے۔ وہ خاصی تیز رفتاری سے

کار دوڑاتا ہوا سیدھا اپنے ہوٹل پہنچا اور چند لمحوں بعد وہ اپنے مخصوص کمرے میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر گھبراہٹ تھی۔ اسے کنگ کی طرف سے کسی کال کا انتظار تھا۔ اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ رچرڈ نے بڑی پھرتی سے رسیور اٹھالیا۔

"نمبر ون سپیکنگ" ـــــ رچرڈ نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

"کنگ سپیکنگ! ـــ تم واپس آگئے ـــ کیا رزلٹ رہا" ـــــ؟ دوسری طرف سے راسکلز کنگ کی مطمئن آواز سنائی دی۔

"جناب! ـــ حملہ ناکام ہو گیا ہے ـــــ عمران بچ گیا ہے اور اب مجھے خدشہ ہے کہ وہ ہاتھ دھو کر ہمارے پیچھے پڑ جائے گا" ـــــ رچرڈ نے ہانپتے ہوئے جواب دیا۔ ویسے اُسے یہ سُن کر مایوسی ہوئی تھی کہ کنگ بذاتِ خود حملہ نہ کر رہا تھا جبکہ اس سے پہلے اس کا خیال یہی تھا کہ شائد کنگ بذاتِ خود حملہ کرے۔ اور وہ نیون سائن پر نظریں اسی لئے جماتے ہوئے تھا کہ شائد کنگ کی شکل نظر آجائے۔

"حملہ ناکام ہو گیا! ـــ کیا کہہ رہے ہو ـــ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ـــ؟ کنگ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب! ـــ آپ کے آدمی نے جگہ تو بڑی اچھی منتخب کی تھی اور شائد وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا کیونکہ جب اس نے پہلی گولی چلائی تو اس وقت عمران سڑک کے کنارے ٹیکسی کے انتظار میں بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا مگر جیسے ہی گولی چلی ایک قریبی روڈ سے اچانک ایک بس عمران کے سامنے آگئی ـــ دوسری گولی کے وقت عمران نیچے گر گیا ـــ اور تیسری گولی اُسے چھو نہ سکی۔ اور ہونا بھی ایسا ہی تھا کیونکہ عمران پہلی گولی چلتے ہی سنبھل گیا تھا" رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — اسے بیڈ لک ہی کہا جا سکتا ہے — بہرحال تم فکر نہ کرو۔ عمران کنگ کے ہاتھوں زیادہ دیر تک نہیں بچ سکتا — میں دیکھوں گا کہ قسمت اُسے کتنی دیر محفوظ رکھتی ہے" — کنگ نے بڑے پُراعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب! — مگر میں ایک بار پھر کہوں گا کہ آپ محتاط رہیں" — رچرڈ نے کہا۔

"شٹ اپ! — تم کنگ کو نہیں جانتے — جس کی موت کا فیصلہ کنگ کر لے اس کے سانس گنے جاتے ہیں — خبردار! آئندہ مجھے اس قسم کے مشورے دینے کی جرأت نہ کرنا" — کنگ کی سخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

رچرڈ نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اُسے اب کنگ سمیت اپنی عاقبت صاف نظر آ رہی تھی۔ وہ عمران کو اچھی طرح جانتا تھا کہ ایک بار وہ کسی کی راہ پر لگ جائے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اُسے نہیں روک سکتی۔ مگر وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ کنگ اس کے بس سے باہر تھا۔ پھر چند لمحوں کے غور و فکر کرنے کے بعد اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ چند روز کے لئے انڈر گراؤنڈ چلا جائے تاکہ اگر عمران کوئی کارروائی کرے بھی سہی تو اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ یہ سوچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور اپنے خاص آدمیوں کو ٹیلیفون پر ہدایات دینے کے لئے تیزی سے نمبر گھمانے میں مصروف ہو گیا۔

عمران اپنے فلیٹ سے نکل کر سڑک پر آیا۔ اس کا ارادہ ٹیکسی کر کے ایئرپورٹ جانے کا تھا۔ وہ سڑک کے کنارے پر اطمینان سے کھڑا سڑک پر دوڑنے والی ٹیکسیوں کو گھور رہا تھا کہ اچانک اس کی نظریں قریبی بک سٹال پر پڑ گئیں۔ اس نے وہاں ہوٹل الاسکا کی سٹاف کار کھڑی دیکھی۔ کار کی نمبر پلیٹ پر ہوٹل الاسکا کا مخصوص نشان موجود تھا۔ اور پھر اس کی نظریں قریبی آدمی پر پڑ گئیں جو منہ کے سامنے اخبار رکھے کھڑا تھا۔ عمران نے تیزی سے منہ پھیر لیا مگر کن انکھیوں سے اُسے دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے اخبار ہٹا کر عمران کی طرف دیکھا اور عمران نے ہوٹل الاسکا کے مالک کو پہچان لیا۔ رچرڈ کے متعلق وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ زیرِ زمین سرگرمیوں میں ملوث ہے مگر یہ بات بھی اُسے معلوم تھی کہ اس کی سرگرمیاں بڑی محدود رہتی ہیں۔ پھر یہ پُراسرار کال اور عمران کے فلیٹ کے باہر رچرڈ کی پُراسرار موجودگی، یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

اسی لمحے عمران نے قریبی بائی روڈ سے ایک بس کو نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا جیسے ہی بس اس کے سامنے پہنچی، اچانک عمران کے کانوں میں دُور مار رائفل کے چلنے کی مخصوص آواز اور پھر بس کا شیشہ ٹوٹنے اور انسانی چیخ سنائی دی اور عمران ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ یہ حملہ اس پر کیا گیا تھا جو اچانک بس کے سامنے آنے کی وجہ سے

ختم ہو گیا۔ عمران تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور انتہائی تیزی سے قریبی مارکیٹ کے برآمدے کے ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ بس آگے جا کر رک گئی تھی اور اب وہاں ایک اودھم سا مچ گیا تھا۔

عمران کی تیز نظریں اس جگہ کا جائزہ لے رہی تھیں جہاں سے اس کے خیال کے مطابق فائر کیا گیا تھا۔ مگر سامنے ایک کیفے تھا جس کی سیدھی چھت اس طرف سے صاف نظر آ رہی تھی۔ کیفے کی چھت پر ایک ٹوتھ پیسٹ کا جہازی سائز کا نیون سائن جل بجھ رہا تھا۔

ستون کی آڑ میں چند لمحے رکنے کے بعد عمران نے مجرم کو سامنے لانے کی ایک اور کوشش کی اور ایک اور شخص کی آڑ لے کر وہ تیزی سے ستون کے پیچھے سے نکل کر بھاگا اور اسی لمحے عمران کو نیون سائن پر ایک ننھا سا شعلہ چمکتا نظر آیا اور عمران ایک جھٹکے سے نیچے گرا۔ دور مار رائفل کی مخصوص آواز ایک بار پھر سنائی دی اور پھر عمران کے پیچھے ایک اور شخص زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔

اب عمران مجرم کی پناہ گاہ دیکھ چکا تھا۔ مجرم نیون سائن کے پیچھے بیٹھا فائر کر رہا تھا۔

عمران نے نیچے گرتے ہی تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر ایک ہی چھلانگ میں وہ ایک اور ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ اب تو بازار میں بری طرح بھگدڑ مچ گئی۔

عمران کی نظریں اس نیون سائن پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد عمران اچانک ستون کی آڑ سے نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے ایک اور ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ اسی لمحے نیون سائن پر ایک بار پھر شعلہ سا چمکا اور گولی عمران کے بالکل قریب سے نکلتی ہوئی ایک دکان کے شوکیس کے شیشے میں گھستی چلی گئی۔

عمران جیسے ہی اس ستون کی آڑ میں پہنچا اس نے دور سے پولیس کاروں کے

سائرن تیزی سے نزدیک آتے ہوئے سنے۔ اور ایک لمحے کے لئے عمران کی نظریں بکسٹال کی طرف اٹھ گئیں۔ اس نے رچرڈ کو اخبار پھینک کر تیزی سے کار میں بیٹھتے اور پھر کار موڑ کر واپس جاتے دیکھا۔ اسی لمحے اس نے نیون سائن کے پیچھے سے ایک سائے کو نیچے کودتے اور پھر تیزی سے کیفے کی چھت پر بھاگ کر پچھلی گلی میں کودتے دیکھا اور عمران ایک طویل سانس لیکر ستون کی آڑ سے نکل آیا۔ مجرموں کا یہ اچانک حملہ ناکام ہو چکا تھا۔ اور اس سلسلے میں فی الحال اس کے سامنے ہوٹل الاسکا کا مالک رچرڈ ہی واحد کلیو تھا۔

پھر پولیس کے جائے وقوعہ کو گھیر لینے سے پہلے ہی عمران وہاں سے دور نکل گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ ایک خالی ٹیکسی میں بیٹھا دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں رچرڈ کے متعلق کھچڑی سی پک رہی تھی۔ وہ رچرڈ کی محدود سرگرمیوں کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا۔ پھر یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اس بار وہ ایسے کونسے گروہ سے منسلک ہو گیا ہے جس نے یوں دیدہ دلیری سے برسرعام عمران پر حملہ کر دیا ہے۔

ٹیکسی عمران نے دانش منزل سے تھوڑی دور پہلے رکوا لی اور پھر ڈرائیور کو کرایہ دے کر وہ نیچے اتر آیا۔ گو اس نے اپنے تعاقب کا دھیان تو رکھا تھا مگر اس کے باوجود ٹیکسی سے اتر کر وہ سیدھا دانش منزل کی طرف جانے کی بجائے ایک قریبی کیفے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کے قریب بیٹھ کر چائے کا آرڈر دیا اور پھر اطمینان سے چائے کی چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ چائے پینے تک اس کی نگاہیں دروازے کی طرف ہی رہیں مگر جب اس نے کسی مشکوک آدمی یا کار کو نہ دیکھا تو بل ادا کر کے وہ کیفے سے باہر نکلا اور اطمینان سے دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد عمران بلیک زیرو کے سامنے موجود تھا۔

"بلیک زیرو! — ذرا بی الیون ٹرانسمیٹر اٹھا لاؤ" — عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں خیریت" — بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! — فی الحال تو نزلہ زکام پر ہی گزارا ہو رہا ہے — ویسے ٹائیفائڈ کا شدید خطرہ ہے اس لئے خیریت قطعی نہیں ہے" — عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا اور بلیک زیرو بڑے ندامت آمیز انداز میں اٹھ کر سٹور روم کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے اپنے احمقانہ سوال کا اچھی طرح احساس ہو گیا تھا۔

"یہ لیجئے" — بلیک زیرو نے واپس آکر بی الیون ٹرانسمیٹر عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر کے ایک مخصوص فریکونسی سیٹ کی اور پھر ٹرانسمشن بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر میں سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور اس کے ڈائل پر سُرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ عمران کی نظریں اس بلب پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر اچانک سیٹی کی آواز آنا بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی بلب بھی سبز ہو گیا اور ایک آواز سنائی دی۔

"یس نمبر الیون مقری سپیکنگ، اوور"۔

"ایکسٹو اوور" — عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

"یس سر اوور" — دوسری طرف سے آنے والی آواز یکدم مودبانہ ہو گئی۔

"کوئی رپورٹ اوور" — عمران نے کہا۔

"یس سر! — ایک بات ابھی ابھی میرے علم میں لائی گئی ہے کہ کل رات الاسکا ہوٹل کے خفیہ تہہ خانوں میں شہر کے تمام چوٹی کے بدمعاشوں کا اجلاس ہوا ہے جس

کی سربراہی ہوٹل الاسکا کے مالک رچرڈ نے کی ہے — پوری تفصیلات تو معلوم نہیں ہو سکیں۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ سب نے مل کر ایک تنظیم بنائی ہے اور شہر کے مختلف علاقے آپس میں بانٹ لئے ہیں — اور اس سلسلے میں کسی راسکلز کنگ کا نام بھی سنائی دیا ہے۔ اوور" — نمبر الیون مقری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"رچرڈ اس وقت کہاں ہے۔ اوور" — عمران نے پوچھا۔

"وہ اپنے مخصوص کمرے میں ہے جناب! — ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ کار میں باہر سے آیا ہے۔ اوور" — الیون مقری نے جواب دیا۔

"ہوں! — الیون مقری! اس اجلاس کی مجھے مکمل رپورٹ چاہیئے اور اس کے ساتھ ہی اپنا کوئی آدمی رچرڈ کی نگرانی پر لگا دو — اس کی نقل و حرکت کی بھی مکمل رپورٹ مجھے ملنی چاہیئے۔ اوور" — عمران نے الیون مقری کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! — میں رپورٹ ملتے ہی آپ کو اطلاع کر دوں گا۔ اوور" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل" — عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"بلیک زیرو! — بین الاقوامی مجرموں کی کیٹلاگ لے آؤ — یہ راسکلز کنگ مجھے کچھ جانا پہچانا معلوم ہو رہا ہے — شاید اس کے متعلق کہیں میں نے پڑھا ہے" عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ٹائیگر سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"عمران سپیکنگ" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"یس سر" ـــــ ٹائیگر کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر ! ـــــ ہوٹل الاسکا میں کوئی ملازمت حاصل کرو اور وہاں رہ کر اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھو ـــــ کسی بھی خاص بات کی رپورٹ مجھے ملتی رہنا چاہیئے" عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا اور دوسری طرف سے عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اسی لمحے بلیک زیرو ایک ضخیم سی فائل اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے فائل عمران کے سامنے رکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے" ـــــ

"ہاں ! ـــــ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے ایئرپورٹ پر بلانے والی کال سے لیکر اپنے پر ہونے والے حملوں کی تفصیل بلیک زیرو کو بتائی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی نظریں فائل کے اندراجات پر پھسلتی چلی جارہی تھیں۔

تقریباً ایک گھنٹے تک عمران فائل کے مطالعے میں مصروف رہا۔ مگر پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"اس فائل میں تو راسکل گنگ کا کہیں کوئی ذکر نہیں ـــــ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے اس کے بارے میں پڑھا یا سنا ضرور ہے ـــــ بلیک زیرو ذرا انٹرنیشنل ایجنسی کی سپیشل برانچ میں کال بک کرا کر مسٹر مارکم سے میری بات کراؤ ـــــ حوالہ ایکسٹو کا دے دینا" ـــــ عمران نے کہا۔

بلیک زیرو نے تیزی سے فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر میز کی دراز سے ایک چھوٹی سی فائل باہر نکال لی۔ وہ اس میں انٹرنیشنل ایجنسی کی سپیشل برانچ کا نمبر دیکھنا چاہتا تھا۔ انٹرنیشنل ایجنسی بین الاقوامی مجرموں کے خلاف اقوام متحدہ کے تحت ایک تنظیم بنائی گئی تھی۔ اس کی عملی کارکردگی تو اتنی اچھی نہیں تھی مگر اس ایجنسی کے تحت بین الاقوامی مجرموں کے متعلق جو لائبریری بنائی گئی تھی۔ وہ بڑی جامع اور مکمل تھی اور مسٹر مارکم اس لائبریری کے انچارج تھے جنہیں مجرموں کا انسائیکلوپیڈیا بھی کہا جاتا تھا۔ کیونکہ زیادہ تر مجرموں کے کوائف انہیں زبانی ہی یاد رہتے تھے۔ اس تنظیم کا صدر دفتر جنیوا میں تھا۔

نمبر دیکھ کر بلیک زیرو نے سنٹرل ایکس چینج میں فون کیا اور ایکسٹو کا حوالہ دیکر جنیوا ایجنسی کی سپیشل برانچ کے نمبر پر فوری طور پر کال ملانے کے لئے کہا۔ اور شائد یہ ایکسٹو کا حوالہ ہی تھا کہ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ بعد ہی ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس" ـــــ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر محتاط لہجے میں کہا۔

"سر ! ـــــ انٹرنیشنل ایجنسی کی سپیشل برانچ سے بات کریں" ـــــ دوسری طرف سے آپریٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ بات کراؤ" ـــــ بلیک زیرو نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو سپیشل برانچ انٹرنیشنل ایجنسی" ـــــ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو چیف آف سیکرٹ سروس پاکیشیا سپیکنگ ! ـــــ مسٹر مارکم سے بات کرائیں" ـــــ بلیک زیرو نے بڑے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے — ایک منٹ ہولڈ آن کیجئے" — دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

پھر تقریباً بیس پچیس سیکنڈ کے بعد ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر ایک باوقار مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس مارکم سپیکنگ"۔

"مسٹر مارکم! — میرا ایک ماتحت علی عمران آپ سے بات کرنا چاہتا ہے" — بلیک زیرو نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ علی عمران فرام پاکیشیا — ضرور جناب! — ان سے بات کر کے مجھے دلی مسرت ہوگی" — دوسری طرف سے مارکم کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے عمران کا نام سنتے ہی اس کے دل پر پھلجھڑیاں چھوٹنے لگی ہوں۔

"ہیلو مسٹر کارگم! — کیا حال چال ہیں" — عمران نے رسیور لیتے ہی اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہو — ہو — ہو! — بھئی عمران! تمہاری خوش طبعی ابھی تک برقرار ہے — ویسے اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میرا نام کارگم نہیں مارکم ہے" — مارکم نے بے اختیار ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"یعنی آپ کو کم مار پڑتی ہے کار گم کرنے پر — پھر تو آپ بڑے خوش قسمت ہیں — بائی دی وے آپ نے اب تک کتنی کاریں گم کی ہیں اور اس کے نتیجے میں کتنے جوتے کھائے ہیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! — تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے — میں بڑا مصروف آدمی ہوں۔ ذرا جلدی بتاؤ کہ کیوں کال کی ہے" — مارکم نے جواب میں کھسیانی ہنسی

ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا! — تو اب جناب میں بہت سی صفات پیدا ہوگئی ہیں — یعنی آپ آدمی بھی ہیں خیر سے — اور پھر مصروف بھی رہتے ہیں۔ اس لئے آپ کو جلدی بھی رہتی ہے اور جلدی کس کی یعنی کال کی — کال آف نیچر کی جلدی تو نہیں رہتی — آپ کال آف نیچر سمجھتے ہیں یعنی حاجت ضروریہ — اور آسان لفظوں میں لیٹرین کی ضرورت" — عمران کی زبان قینچی کی طرح چلنے لگی۔

"تم واقعی بدمعاش ہو — تم سے باتوں میں جیتنا ناممکن ہے" — مارکم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! — بدمعاش پر یاد آیا — یہ بتاؤ کہ بدمعاشوں کے بادشاہ یعنی راسکلز کنگ کے متعلق کیا جانتے ہو" — عمران نے کہا۔

"راسکلز کنگ! — کیوں کیا وہ تمہارے ملک میں جا پہنچا ہے" — مارکم نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"پہنچا تو نہیں — بلکہ میں خود بننا چاہتا ہوں — مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ مجھ سے پہلے اس مملکت کا کنگ بھی موجود ہے — میں نے سوچا کہ تم سے پوچھ لوں کہ اس کا حدود اربعہ کیا ہے" — عمران نے اصل بات چھپاتے ہوئے کہا۔

"عمران! — اگر راسکلز کنگ تمہارے ملک میں پہنچ چکا ہے تو پھر پوری طرح ہوشیار رہنا — یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس کا کوئی مستقل گروپ نہیں ہے البتہ جس ملک میں جاتے وہاں اپنا گروپ بنا لیتا ہے اور اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس ملک کے بدمعاشوں کو بلیک میل کر کے ان سب کی ایک تنظیم بناتا ہے اور خود اس کا سربراہ بن جاتا ہے اور پھر ان کے

ذریعے سے اس ملک میں بدمعاشی ـــــ قتل و غارت ـــــ سمگلنگ ــ ۔ اور منشیات کی فراہمی کا بحران پیدا کر دیتا ہے ـــــ اس ملک کی پولیس ۔ انٹیلی جنس ـــ اور سیکرٹ سروس جب اس چکر میں پوری طرح مصروف ہو جاتی ہے تو یہ بڑی خاموشی سے اپنا مشن سرانجام دے کر وہاں سے غائب ہو جاتا ہے ـــــ انتہائی ظالم ـ چالاک ـ عیار ـ اور ذہین شخص ہے ـــــ خود ہمیشہ پردے میں رہتا ہے۔ اور کبھی سامنے نہیں آتا۔ اسی لئے آج تک نہ ہی پکڑا گیا ہے اور نہ ہی اس کے متعلق تفصیلی معلومات ملی ہیں" ـــــ مارکم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتائی۔

" اوہ ! ـــ بہت بہت شکریہ مارکم ! ـــ میرا خیال ہے کہ میں پہلے اس کا خاتمہ کروں ۔ پھر خود کنگ بننے کا سوچوں ۔ بھلا ایک ملک میں دو کنگ کس طرح ہو سکتے ہیں ـــــ اچھا خدا حافظ شکریہ" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" میرا خیال ہے کہ راسکلز یہاں پہنچ چکا ہے اور یہ حملہ بھی اسی کی طرف سے کرایا گیا ہے" ـــــ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں ! ـــ معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے ـــــ پھر الیون عقری کی اطلاع ہے کہ الاسکا ہوٹل میں بدمعاشوں کا اجلاس ہوا ہے صاف اس کی طرف اشارہ کرتا ہے" ۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" اوکے ـــ پھر لوہے کو لوہا کاٹتا ہے ـــ اب مجھے بھی بدمعاش بننا پڑے گا" ـــــ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" وہ کیسے" ـــــ ؟ بلیک زیرو نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

" جیسے بدمعاش ہوتے ہیں اور میں نے کوئی سینگ لگا لینے ہیں ـــ تم ایسا کرو کہ پوری سیکرٹ سروس کو ہدایات دے دو کہ وہ سب بدمعاشوں کے روپ میں

ہوٹل شوبرا پہنچ جائیں ـــــ وہاں ان کے کمرے ریزرو ہوں گے ـــ جولیا اس ہوٹل کی چیف مینجر ہو گی اور میں اس بدمعاشوں کی ٹولی کا سربراہ ـــ میرا نام پرنس راسکل ہو گا ـــ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے سامنے بدمعاشوں کا دیا کیسے جلتا ہے" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مگر شوبرا ہوٹل ـــــ " بلیک زیرو نے کچھ کہنا چاہا۔

" اس کی فکر نہ کرو ـــ میں ابھی بندوبست کر دیتا ہوں" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" شوبرا ہوٹل" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" اس الو کے پٹھے مارٹن سے بات کراؤ ـــ میں پرنس راسکل بول رہا ہوں۔ جلدی" ـــ عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔ البتہ آواز میں زخمی چیتے کی سی غراہٹ نمایاں تھی۔

" ج ـ جی ـ اک ـ ایک ـ ہولڈ کریں" ـــ دوسری طرف سے گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

" کیا ـ جی ـ جی ـ لگا رکھی ہے تم نے کتیا ـــ میں کہتا ہوں جلدی بات کراؤ" ـــ عمران نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور پھر ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور دوسری طرف سے ہوٹل شوبرا کے مالک مارٹن کی آواز سنائی دی۔

" مارٹن سپیکنگ "

" بولتے رہو پیارے مارٹن ! ـــ تمہاری آواز سے مجھے عشق ہو گیا ہے ۔ واہ واہ

کیسی مدھر اور ترنم سے بھرپور آواز ہے ــــ جیسے کسی مندر میں کانسی کی گھنٹیاں بج رہی ہوں" ــــ عمران نے اچانک اپنے اصل لہجے اور خوشگوار موڈ میں کہا اور بلیک زیرو حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا جو ایک لمحے میں گرگٹ کی طرح رنگ بدل لیتا تھا۔

"اوہ عمران صاحب! ــــ آپ نے کیسے یاد فرمایا آج اپنے خادم کو" ــــ؟ مارٹن نے دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہیں خدمت سے برخواست کرنے کے لئے ــــ آج سے تم ڈسمس ــــ کیا سمجھے" ــــ عمران نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ــــ مجھ سے کیا غلطی ہو گئی" ــــ؟ مارٹن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"غلطی ہوتی تو پھر ڈسمس کیوں کرتا ــــ ہمارے ملک کا رواج تو یہی ہے کہ بغیر غلطی کے ڈسمس کر دیتے ہیں ــــ سنو مارٹن! ــــ تم ایسا کرو کہ دو چار ماہ کے لئے غیر ملکی دورے پر سیر و تفریح کے لئے نکل جاؤ۔ اس دوران تمہارے ہوٹل کا مالک مشہور بدمعاش اور غنڈہ پرنس راسکل ہو گا ــــ اور ظاہر ہے جب ہوٹل کا مالک پرنس راسکل ہو گا تو اس ہوٹل میں وہ سب کچھ ہو گا جو اب تک نہیں ہوتا رہا" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"ارے کیوں میرے ہوٹل کا کباڑہ کرنے پر تلے ہوئے ہو ــــ اب تک بڑی مشکل سے میں نے اس کی ساکھ اور عزت بنائی ہے" ــــ مارٹن نے مرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو ــــ جب تم واپس آؤ گے تو میں عزت اور ساکھ دو منزلہ تعمیر کر دوں گا ــــ فی الحال تم چھٹی کرو ــــ کل صبح پرنس راسکل چارج سنبھال لے گا۔ تمام عملے کو الرٹ کر دو ــــ اوکے" ــــ عمران نے کہا۔

"اچھا ــــ جیسے تمہاری مرضی ــــ اب میں کیا کروں ــــ؟ ظاہر ہے تم باز تو نہیں آ سکتے" ــــ مارٹن نے جواب دیا۔

"اوکے! ــــ کل دس بجے چارج لینے آ جاؤں گا ــــ بائی بائی" ــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"بس یہ کام تو ہو گیا ــــ تم ٹیم کو بارہ بجے بھیج دینا مکمل ہدایات دے کر ــــ اب میں چلتا ہوں ــــ ذرا سوپر فیاض کی خبر لوں۔ اُسے کرنل فریدی نے بُری طرح ڈرا دیا ہے۔ نجانے اس غریب کا خوف کے مارے کیا حال ہو گا" ــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

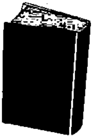

سوپر فیاض عمران کے فلیٹ سے واپس اپنے دفتر میں آ تو گیا مگر اس بار اس کی حالت پتلی تھی۔ نہ ہی اب وہ ٹھاٹھ کا انداز تھا اور نہ ہی وہ رعب داب وہ سر جھکائے کرسی پر یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے ابھی ابھی اس کا والد اُسے یتیم کر گیا ہو۔

محمد دین چپڑاسی حسب عادت بڑے مؤدبانہ انداز میں سامنے کھڑا تھا مگر اس کے چہرے پر بھی فیاض کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

فیاض سوچ رہا تھا کہ سر رحمان نے کرنل فریدی کے ذریعے آخر اس کے متعلق

صدر مملکت کو کیا پیغام دیا ہوگا۔ اب اتنی ہمت کا تو وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ صدر مملکت سے خود بات کرتا۔ وہ شدید الجھن میں تھا۔ گھوم پھر کر اُسے عمران کا خیال آتا مگر پھر وہ سوچتا کہ اگر عمران چاہے کتنا ہی چالاک اور بااثر کیوں نہ ہو۔ صدر مملکت اور سر رحمان جیسے اعلیٰ حکام کے کاموں میں مداخلت تو نہیں کر سکتا۔

ابھی وہ اسی ادھیڑ بُن میں مصروف تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سوپر فیاض نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا۔ اس کا رنگ یکدم پیلا پڑ گیا۔ چہرے پر ویرانی سی چھا گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ صدر مملکت کا فون ہوگا اور ظاہر ہے اب اس کا تیا پانچہ ہونے والا ہے۔ بہرحال مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق اس نے بڑے ڈھیلے انداز میں رسیور اٹھایا۔

"ہیلو۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض سپیکنگ" ــــ لہجہ ایسا تھا جیسے ابھی چند منٹوں میں وہ مرنے والا ہو۔

"راسکلز کنگ سپیکنگ" ــــ دوسری طرف سے ایک گمبھیر آواز سنائی دی اور سوپر فیاض کی جان میں جان آگئی۔

"کیا بات ہے" ــــ ؟ اس بار سوپر فیاض کے لہجے میں مخصوص گھن گرج عود کر آئی تھی۔

"تم کچھ پریشان معلوم ہو رہے ہو سوپر فیاض! ــــ مجھے بتاؤ کہ تمہیں کیا پریشانی ہے" ــــ ؟ راسکلز کنگ نے نرم لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ــــ مگر تم نے مجھے دفتر کیوں فون کیا ہے ــــ ؟ میں نے رچرڈ کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ مجھے دفتر فون نہ کیا جائے" ــــ سوپر فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

"سنو سوپر فیاض! ــــ میرے ہاتھ بہت لمبے ہیں ــــ اس ملک کا صدر مملکت

بھی میرے پنجوں میں کسی چڑیا کی طرح دبکا رہتا ہے ــــ آئندہ مجھ سے تیز لہجے میں بات کرنے کی جرآت نہ کرنا" ــــ راسکلز کنگ نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ ایسی تو کوئی بات نہیں ــــ بہرحال یہ دفتر ہے اس لئے احتیاط ضروری ہے ــــ اور سنو! کیا واقعی صدر مملکت سے تمہارے تعلقات ہیں" ــــ ؟ سوپر فیاض نے سہمے سے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ــــ صدر مملکت کی ایک ایسی کمزوری میرے ہاتھ میں ہے کہ جب چاہوں وہ کسی خارش زدہ کتے کی طرح میرے پیچھے دم ہلاتا پھرے ــــ کیوں کیا بات ہے" ــــ ؟ راسکلز کنگ نے کہا۔

"وہ دراصل مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سر رحمان نے میرے خلاف صدر مملکت کو کوئی خصوصی پیغام بھیجا ہے ــــ بس یہی پریشانی ہے"۔ سوپر فیاض نے جواب دیا۔ اس کی حالت اس وقت کسی ڈوبنے والے شخص کی سی تھی جو تنکے کا سہارا لینے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے۔

"اوہ! ــــ پھر تو واقعی کوئی سیریس بات ہوگی ــــ بہرحال اگر میں چاہوں تو تمہاری یہ پریشانی ٹل سکتی ہے" ــــ راسکلز کنگ نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تم میرا کام ضرور کرو ــــ اور سنو! ــــ میں نے رچرڈ سے تمہاری سرگرمیوں کو نظر انداز کرانے کا جو ماہانہ طے کیا ہے وہ میں نہیں لونگا اور تم پر کوئی آنچ بھی نہ آئے گی ــــ یہ میرا وعدہ ہے" ــــ سوپر فیاض نے اسے پیشکش کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معاوضے وغیرہ کی کوئی پرواہ نہیں سوپر فیاض! ــــ البتہ تمہارا کام ایک شرط پر ہو سکتا ہے" ــــ راسکلز کنگ نے جواب دیا۔

"کونسی شرط پر" ــــ ؟ سوپر فیاض نے پُرجوش انداز میں پوچھا۔

"علی عمران کو جانتے ہو" ــــ ؟ راسکلز کنگ نے پوچھا۔

"عمران کو ــــ ہاں ہاں! ــــ جانتا ہوں۔ کیوں کیا بات ہے" ــــ ؟ سوپر فیاض نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اگر تم اپنا کام کرانا چاہتے ہو تو تمہیں عمران کو ہلاک کرنا پڑے گا" ــــ راسکلز کنگ نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ــــ ؟ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا" ــــ ؟ سوپر فیاض کا اپنا دماغ راسکلز کنگ کی بات سُن کر بھک سے اُڑ گیا تھا۔

"کیوں ــــ ؟ اس میں دماغ کی خرابی کی کونسی بات ہے" ــــ ؟ راسکلز کنگ نے سخت لہجے میں کہا۔

"ایسا سوچنا ہی حماقت ہے ــــ اور سنو! ــــ اگر تم نے عمران سے ماتھا لگا لیا ہے تو پھر سمجھو کہ تمہارے دن گنے جا چکے ہیں ــــ میری بات مانو تو فوراً اس ملک سے نکل جاؤ ورنہ یقین کرو تمہاری لاش پر آنسو بہانے والا بھی کوئی نہ ہوگا" ــــ سوپر فیاض نے پُرزور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ نان سنس! ــــ عمران جیسے لوگ میرے سامنے مکھیوں سے بھی حقیر ہیں ــــ تم نہیں جانتے کہ راسکلز کنگ کیا ہے ــــ میں نے تو تمہیں صرف اس لئے آفر کردی تھی کہ میں تمہیں پریشانی سے بچاؤں اور تم میرا کام کردو۔ ورنہ میں جب چاہوں اور جس وقت چاہوں عمران کے بدن میں ایک چھٹانک سیسہ اتار دوں" ــــ راسکلز کنگ نے پورے جلال سے کہا۔

"یہ تمہاری بھول ہے راسکلز کنگ! ــــ عمران کے مقابلے میں بڑے بڑے بغدادی مجرم آئے اور خارش زدہ کتوں کی طرح مارے گئے ــــ تمہاری تو حیثیت

ہی کچھ نہیں" ــــ سوپر فیاض نے پُرزور لہجے میں عمران کی وکالت کرتے ہوئے کہا۔

"سنو! ــــ میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ میں تمہاری آنکھوں کے سامنے عمران کو ہلاک کروں گا۔ بس تم اتنا کرو کہ جب تمہاری عمران سے ملاقات ہو تو تم رچرڈ کو فون کردو اور کوڈ ورڈ میں بتادو کہ تم کہاں ہو۔ اس کے ٹھیک پانچ منٹ بعد عمران اس دنیا سے فارغ ہوچکا ہوگا اور اس کے معاوضے میں تمہاری پریشانی صدر مملکت سے کہہ کر میں دُور کردونگا" ــــ راسکلز کنگ نے جواب دیا۔

"او۔کے! ــــ مجھے یہ شرط منظور ہے ــــ مگر یقین رکھو تم عمران کا بال بھی بیکا نہ کرسکو گے" ــــ سوپر فیاض نے جواب دیا۔

"تم اس بات کی فکر نہ کرو ــــ اگر میرا حملہ ناکام رہا تو پھر بھی تمہارا کام ہوجائے گا" ــــ راسکلز کنگ نے جواب دیا۔

"او۔کے" ــــ سوپر فیاض نے جواب دیا۔

اور پھر راسکلز کنگ نے رابطہ ختم کردیا اور سوپر فیاض نے رسیور کریڈل پہ رکھ دیا۔

اب سوپر فیاض کی حالت پہلے سے قدرے بہتر ہوگئی تھی مگر اب وہ سوچ رہا تھا کہ عمران اگر راسکلز کنگ کے پیچھے لگ گیا ہے تو یقیناً وہ اسے ختم کرنے میں کامیاب ہوجائے گا ــــ اور اگر اس دوران عمران کو پتہ چل گیا کہ میں نے راسکلز کنگ سے بھتہ وصول کیا ہے تو وہ پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ جائے گا۔ آخر سوچ سوچ کر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اشاروں اشاروں میں عمران کو راسکلز کنگ کے متعلق بتادیا جائے۔

ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک دروازے کا پردہ ہٹا اور عمران اندر داخل ہوا۔

" السلام وعلیکم یا اخی " ـــــ عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سوپر فیاض کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

" تم ــ کاش تم مجھے فلیٹ پر مل جاتے تو یقین کرو اس وقت حوالات میں ہوتے " ـــــ سوپر فیاض نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو میں آیا ہوں ــ مجھے کرنل فریدی سے اطلاع ملی تھی کہ تم ہتھکڑیاں اور ریوالور لے کر مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرنے میرے فلیٹ پر گئے تھے میں نے سوچا کہ میں خود ہی چھیڑ چھاڑ کے لئے پہنچ جاؤں ــ اب بتاؤ کہ چھیڑ چھاڑ ہوتی کیسے ہے " ـــــ عمران نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا

" اوہ ! ــ تم نے فون پر مجھے تنگ کیا تو مجھے غصہ آ گیا تھا ــ بہرحال کوئی بات نہیں ــ آؤ چل کر کسی کیفے میں چائے پئیں ــ یہاں دفتر میں تو چائے کے نام پر جوشاندہ ملتا ہے " ـــــ سوپر فیاض نے شوخ لہجے میں کہا۔

" یعنی تم مجھے چائے پلاؤ گے ـــ اور وہ بھی خود ہی آفر کر رہے ہو ـــ ! یا حیرت ! آج سورج کس طرف سے نکلا تھا " ـــــ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

" ارے ایسی کوئی بات نہیں ــ تم میرے دوست ہو ــ کرنل فریدی نے میرے متعلق کچھ کہا تھا " ـــــ سوپر فیاض نے ندامت آمیز ہنسی ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" ارے ہاں بھئی ! ــ اگر تم اس چکر میں چائے پلوا رہے ہو تو پھر رہنے دو۔ وہ کام نہیں کر سکتا۔ صدر مملکت اپنے کاموں میں مداخلت برداشت نہیں کرتے بجفادر ڈیڈی ــ خدا کی پناہ " ـــــ عمران نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

" ارے چھوڑو اس بات کو ـــ اس کا میں نے انتظام کر لیا ہے " ـــ فیاض نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

" اچھا یہ بات ہے ! ـــ بڑے لمبے ہاتھ ہو گئے ہیں تمہارے ــ چلو کوئی بات نہیں خود ہی بھگتو گے ـــ چلو چائے پلواؤ " ـــــ عمران نے بھی لاپرواہی سے جواب دیا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ آخر فیاض اتنا مطمئن کیوں ہے ؟

" ٹھہرو ! ــ میں ایک فون کر لوں " ـــــ سوپر فیاض نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ہیلو ــ سوپر فیاض بول رہا ہوں ــ بھئی فی الحال ملاقات کینسل کر دو۔ میرا ایک دوست عمران آ گیا ہے اور ہم چائے پینے کیفے سلور سینڈ جا رہے ہیں " ـ سوپر فیاض نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا اور پھر دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" آؤ چلیں " ـــ فیاض نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی تیز نظروں نے جانچ لیا تھا کہ سوپر فیاض نے ہوٹل الاسکا کا نمبر ڈائل کیا تھا۔ مگر یہ بات عمران کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ آخر فیاض نے خاص طور پر عمران کا نام لے کر پیغام کیوں دیا ہے۔ بہرحال وہ خاموش رہا۔

دفتر سے باہر آ کر سوپر فیاض نے گیراج سے اپنی کار نکالی اور عمران کو لے کر انٹیلی جنس کی عمارت کے کمپاؤنڈ سے باہر آ گیا۔ اس کا رخ سلور سینڈ کی طرف تھا۔ جو فیاض کے دفتر سے چار پانچ میل کے فاصلے پر ایک جدید ترین کیفے تھا۔

" یار سوپر ! ـــ ایک بات بتاؤ ! ـ سنا ہے کہ آجکل شہر میں غنڈہ گردی اور بدمعاشی کا طوفان آیا ہوا ہے " ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں

پوچھا۔

"کیا کہا۔۔۔ غنڈہ گردی اور بدمعاشی کا طوفان! ۔۔۔ ارے نہیں۔ سوپر فیاض کے ہوتے ہوئے ایسا نہیں ہو سکتا"۔۔۔ فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔ مگر لہجے کا کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

"کمال ہے۔۔۔ میں نے تو یہاں تک سُنا ہے کہ بدمعاشوں نے اپنا بادشاہ بھی منتخب کر لیا ہے ۔۔۔ اُسے راسکلز کنگ کہتے ہیں ۔۔۔ ارے ارے سٹیرنگ سنبھالو"۔۔۔ عمران نے فقرہ مکمل کرنے سے پہلے ہی چیخ کر کہا اور سوپر فیاض نے یکدم لہراتی ہوئی کار کو بڑی مشکل سے کنٹرول کیا۔ اگر اُسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو ایک بہت بڑے ٹرک سے خوفناک ٹکر ناگزیر ہو چکی تھی۔

راسکلز کنگ کا نام سنتے ہی فیاض کے ہوش اڑ گئے۔ اس کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا۔ دوسرے لمحے فیاض نے کار ایک طرف روکی اور پھر اس نے تیزی اور پھرتی سے جھک کر عمران کے پیر پکڑ لئے اور ایک لمحے کے لئے تو عمران بھی بوکھلا گیا۔

"ارے ارے میرے پیر کیوں پکڑ رہے ہو ۔۔۔ ؟ کیا جرابیں اتارنے کا ارادہ ہے ۔۔۔ بھئی بڑی مشکل سے ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے اڑائی ہیں"۔۔۔ عمران نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں اُسے کندھوں سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے جوتیاں مارو عمران! ۔۔۔ مجھے مار ڈالو۔۔۔ میں کمینہ ہوں۔۔۔ میں لالچ میں اندھا ہو گیا ہوں ۔۔۔ مجھے مار ڈالو ۔۔۔ بس مجھے مار ڈالو"۔۔۔ فیاض نے عمران کی گود میں سر رکھ کر باقاعدہ بین کرنا شروع کر دیا۔

"ارے ہوا کیا ہے ۔۔۔ ؟ بھئی کچھ بتاؤ تو سہی ۔۔۔ نا رو۔ اچھے بچے رویا نہیں کرتے"۔۔۔ عمران نے اُسے پچکارتے ہوئے کہا۔ ویسے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ سوپر فیاض نے آج تک ایسی حرکت کبھی نہ کی تھی اور

اس لمحے تو عمران پر واقعی حیرت کا دورہ پڑ گیا جب اس نے فیاض کی آنکھوں سے بڑے تسلسل سے آنسو بہتے دیکھا۔

"ارے آخر ہوا کیا ہے ۔۔۔ کچھ بتاؤ تو سہی ۔۔۔ بھئی اگر کرنل فریدی والی بات پر رو رہے ہو تو فکر نہ کرو ۔۔۔ میں نے اس کا بندوبست کر لیا ہے۔ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا"۔۔۔ عمران نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"عمران! ۔۔۔ مجھے معاف کر دو ۔۔۔ میں تمہیں مقتل کی طرف لے جا رہا تھا"۔ فیاض نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"مقتل کی طرف ۔۔۔ مگر اتنی دُور جانے کی کیا ضرورت تھی ۔۔۔ تم جہاں آنکھ مار دو وہیں مقتل بن جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو عمران!۔۔۔ ایک بین الاقوامی مجرم آجکل ہمارے ملک میں آیا ہوا ہے اس کا نام راسکلز کنگ ہے ۔۔۔ ہوٹل الاسکا کے مالک رچرڈ کی معرفت اس نے مجھ سے بات کی ہے کہ اگر میں شہر میں ہونے والی سمگلنگ اور منشیات کی ریل پیل کو نظر انداز کر دوں تو وہ مجھے ایک لاکھ روپے ماہانہ ادا کریں گے"۔۔۔ فیاض نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"چلو وصول کر لو ۔۔۔ مگر سنو! ہو گا ففٹی ففٹی ۔۔۔ آجکل میں بڑی کڑکی میں جا رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے حسب عادت جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو تو ۔۔۔ ابھی تمہارے آنے سے پہلے اس کا فون آیا تھا ۔۔۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کے صدر مملکت سے خصوصی تعلقات ہیں ۔۔۔ کرنل فریدی کی بات نے مجھے پریشان کر دیا تھا چنانچہ میں نے اس کا تذکرہ اس کے ساتھ کیا تو اس نے اس کام کو کرنے کے لئے ایک شرط عائد کر دی کہ میں تمہیں ہلاک کر دوں جس پر میں نے اُسے خوب لتاڑا اور صاف انکار کر دیا اور اُسے کہا کہ عمران سے ماتھا

نہ لگاؤ ورنہ تمہاری لاش پر آنسو بہانے والا بھی کوئی نہ ہوگا" ــــ سوپر فیاض نے کہا۔

" واہ ــ کیسے کوئی نہیں ہوگا ــــ تمہارا دم سلامت رہے ــ آخر ایک لاکھ روپے ماہانہ کے خاتمہ پر تم آنسو بھی نہ بہاؤ گے" ــــ عمران نے کہا۔

" میں بڑی سنجیدگی سے بات کر رہا ہوں ــ جب میں نے انکار کر دیا تو اس نے ایک اور شرط پیش کر دی کہ جب بھی میری تم سے ملاقات ہو۔ میں ہوٹل الاسکا میں فون کر کے کوڈ ورڈ میں بتا دوں ــــ بس اس کے پانچ منٹ بعد وہ تمہارا خاتمہ کر دے گا ــــ ابھی یہ بات ختم ہوئی ہی تھی کہ تم آ گئے ــــ میں چونکہ کرنل فریدی والی بات پر بے حد پریشان تھا اس لئے میں نے ہوٹل الاسکا فون کر کے تمہارے متعلق بتا دیا اور جان بوجھ کر کیفے سلور سینڈ کا نام لیا تاکہ ہمارے وہاں تک پہنچنے سے پہلے وہ اپنا انتظام کر لے ــــ مگر عمران ! ۔ یقین جانو مجھے اپنی کمینگی کا احساس ہو گیا ہے ــ بس تم مجھے جوتیاں مارو" ــــ فیاض نے ایک بار پھر عمران کی گود میں سر رکھ کر " مجھے جوتیاں مارو" ــــ کی گردان شروع کر دی۔

عمران کا ہاتھ تیزی سے اپنے پیر میں پہنے ہوئے گم بوٹ کی طرف بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ سوپر فیاض سر اٹھاتا۔ عمران کا ہاتھ واپس آیا تو جوتا اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے تڑاک سے جوتا فیاض کے سر پر مار دیا اور فیاض جوتا کھاتے ہی یوں اچھلا کہ اس کا سر کار کی کھڑکی سے جا لگا۔

" کک ــ کیا ــــ تمہاری یہ جرأت کہ مجھے جوتے مارو ــــ میں تمہیں جیل میں سڑا دوں گا ــ تم ــ ہیں" ــــ فیاض کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا۔

" کمال ہے یار ! ــ تم بھی کسی گرگٹ کی نسل سے تعلق رکھتے ہو ــ خود ہی تو

کہہ رہے ہو کہ جوتیاں مارو اور پھر پہلے ہی جوتے پر بدل گئے" ــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

" چلو نیچے اترو ــ دفع ہو جاؤ ــــ غضب خدا کا ــــ تم نے واقعی مجھے جوتا مار دیا ــ یعنی کہ سپرنٹنڈنٹ انٹیلی جنس اب تم جیسے ٹٹ پونجیئے سے جوتے کھائے ــ میں تمہیں گولی مار دونگا" ــــ فیاض نے بڑے غصے میں ریوالور نکالنے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا۔

" اچھا بھئی ــ ناراض نہ ہو ــ چلو میں جوتا نہیں مارتا ــــ کسی دکان پر چل کر جوتی خرید لیتے ہیں وہی مار کر تمہاری خواہش پوری کر دونگا" ــــ عمران نے جوتا پیر میں پہنتے ہوئے کہا

" یہ بات ہے تو پھر بھگتو ! ــــ میں دیکھتا ہوں کہ تم راسکلز کنگ سے کیسے بچتے ہو" ــــ فیاض نے جھنجلا کر کہا اور پھر ایک جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھا دی۔

" ارے ارے روکو ــــ بھئی وہ مجھے مار ڈالے گا ــــ مجھے یہیں اتار دو" عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

" نہیں ــ اب تمہیں مرنا ہی پڑے گا ــــ فیاض کو جوتے مارنے والا زندہ نہیں رہ سکتا" ــــ فیاض نے جھنجلا کر کار کی رفتار اور تیز کر دی۔

" چلو ــ جیسی تمہاری مرضی ــــ کم از کم میرے مزار پر قوالی تو کروا دو گے نا" ــ عمران نے بڑے اطمینان سے سیٹ کی پشت سے سر ٹیکتے ہوئے کہا۔ مگر اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے سرخ رنگ کی ایک سپورٹس کار کو اپنے پیچھے آتے دیکھا تھا اور کار میں سوار دونوں آدمیوں کو بھی اس نے پہچان لیا تھا۔ ان دونوں کا تعلق پیشہ ور قاتلوں کے گروہ سے تھا۔

تھوڑی دیر بعد فیاض نے کار کیفے سلور سینڈ کے سامنے روک دی اور عمران نے سرخ کار کو بھی اپنے پیچھے رکتے دیکھا۔

جیسے ہی کار رکی، عمران نے دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا اور پھر بجائے نیچے اترنے کے پہلے سے بھی زیادہ جھٹکے سے دروازہ بند کر کے سر نیچے کر لیا۔ اس کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ جیسے ہی عمران نے دروازہ کھولا، پچھلی کار میں بیٹھے ہوئے شخص نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ باہر نکالا۔ اس کے ہاتھ میں بھاری ریوالور موجود تھا۔

عمران نے دروازہ کھول کر اپنے نیچے اترنے کا انہیں ڈاج دیا تھا اور وہ اس ڈاج میں آ گئے۔ کیونکہ اس سے پہلے کہ عمران دروازہ بند کرتا، ایک دھماکہ ہوا اور گولی عمران کی کار کے دروازے سے رگڑ کھاتی ہوئی نکل گئی۔

سوپر فیاض اسی لمحے دروازہ کھول کر نیچے اتر چکا تھا۔ عمران نے نیچے جھکتے ہی فیاض کی طرف کے کھلے ہوئے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور وہ اڑتا ہوا فیاض سمیت سڑک پر جا گرا۔ پھر اس سے پہلے کہ فیاض سنبھلتا، عمران نے ایک اور چھلانگ لگائی اور اچھل کر سڑک کے دوسرے کنارے پر جا گرا اور عین اسی لمحے ایک بھاری ٹرک اس جگہ سے گزرنے لگا۔ اگر عمران کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ یقیناً اس ٹرک کے نیچے آ کر رگڑا جاتا۔ مگر عمران کے اندازے غلط ثابت نہیں ہوتے۔ اس نے ٹرک کو آتے دیکھ کر جان بوجھ کر چھلانگ لگائی تھی۔ وہ ٹرک کی آڑ لے کر سنبھلنا چاہتا تھا اور وہی ہوا۔ اس سے پہلے کہ ٹرک گزرتا، عمران سڑک کے کنارے پر موجود ایک درخت کی آڑ لے چکا تھا۔

پھر جیسے ہی ٹرک گزرا، عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نے شعلہ

اگلا اور سرخ کار کا اگلا ٹائر دھماکے سے پھٹ گیا۔

سرخ کار میں موجود دونوں آدمی عمران کو اس طرح باہر نکلتے اور پھر ٹرک کے سامنے سے چھلانگ لگا کر دوسری طرف جاتے نہ دیکھ سکے۔ وہ شاید اسی خیال میں تھے کہ عمران ابھی تک کار میں ہے اس لئے وہ ریوالور سنبھالے تیار بیٹھے تھے۔ مگر جب ان کی کار کا ٹائر برسٹ ہوا تو وہ بری طرح چونکے۔ ان میں سے ایک نے کار چلانے کی کوشش کی مگر بے سود۔ عمران کی دوسری گولی کھڑکی توڑ کر ڈرائیور کی گردن میں پیوست ہو گئی۔

ڈرائیور کی دوسری طرف بیٹھا ہوا غنڈہ تیزی سے نیچے اتر کر بھاگنے لگا مگر عمران کے ریوالور نے ایک اور شعلہ اگلا اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح ہوا میں لہراتا ہوا نیچے آ گرا۔

بازار میں فائرنگ کی اچانک آوازوں اور ان غنڈوں کی موت سے بھگدڑ سی مچ گئی۔ دونوں غنڈوں کے ہلاک ہوتے ہی عمران تیزی سے درخت کی آڑ سے نکلا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا فیاض کی کار کی طرف بڑھا۔

سوپر فیاض بڑے حیرت بھرے انداز میں کھڑا آنکھیں جھپکا رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں اب تک سچوئیشن نہیں آئی تھی۔

"سوپر فیاض! — یہ دونوں پیشہ ور قاتل اور اشتہاری مجرم ہیں — ان کی ڈرامائی موت پر کل ملک کے تمام اخبارات سوپر فیاض کی جرأت اور بہادری کے قصیدے گا رہے ہوں گے — کیا سمجھے" — عمران نے بڑے مطمئن انداز میں فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ہاں — واقعی یہ تو مشہور قاتل ہیں" — سوپر فیاض نے جیب سے ریوالور نکال کر تیزی سے ان کی طرف لپکتے ہوئے کہا۔

"اور سنو! — اپنے راسکلز کنگ سے کہہ دینا کہ عمران جوتے مار کر بھی زندہ رہنا جانتا ہے — بائی بائی" — عمران نے ہانک لگاتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے فیاض کی کار کے سٹیرنگ پر بیٹھا اور فیاض ہائیں ہائیں کرتا رہ گیا مگر عمران نے کار کو فل سپیڈ پر دوڑا دیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد عمران کی کار اس سڑک پر آگئی جہاں ہوٹل الاسکا موجود تھا۔ اس نے کار ہوٹل کے پارکنگ میں روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر کر مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ سے گزر کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ کاؤنٹر پر کوئی نیا کاؤنٹر مین موجود تھا۔

"فرمایئے" — کاؤنٹر مین نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس سے ملنا ہے — کنگ کا ایمرجنسی پیغام ہے" — عمران نے بڑے رازدارانہ انداز میں کہا۔

"اوہ! — مگر باس تو —" کاؤنٹر مین نے ہچکچاتے ہوئے کہنا چاہا۔

"ارے انتہائی ایمرجنسی ہے — ہر قیمت پر کنگ کا پیغام باس تک پہنچنا چاہیے ورنہ غضب ہو جائے گا" — عمران نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا — آؤ میرے ساتھ" — کاؤنٹر مین نے بوکھلا کر کہا اور پھر ایک بیرے کو اشارہ کر کے کہ وہ اس کی جگہ سنبھالے وہ تیزی سے کاؤنٹر سے باہر آگیا۔

کاؤنٹر سے باہر نکلتے ہی وہ ایک قریبی راہداری میں مڑ گیا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ راہداری کے آخر میں موجود ایک ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور عمران کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ ٹوائلٹ کے اوپر "خراب ہے" کا بورڈ

لگا ہوا تھا۔

عمران کے اندر داخل ہوتے ہی کاؤنٹر مین نے سوئچ بورڈ کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبایا تو وہ کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد کمرہ رکا اور دروازہ خود بخود کھل گیا۔ وہ دونوں باہر آگئے۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر میں سٹیل کا بنا ہوا ایک دروازہ تھا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ کاؤنٹر مین دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔

"باس! — کنگ کا ایک آدمی آیا ہے — انتہائی ایمرجنسی پیغام ہے اس لئے میں اسے اپنے ساتھ لے آیا ہوں" — کاؤنٹر مین نے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا۔

عمران جان بوجھ کر کاؤنٹر مین کے عین عقب میں کھڑا تھا تاکہ اگر اندر سے باہر دیکھا جائے تو اس کی شکل نظر نہ آئے۔

"کنگ کا ایمرجنسی پیغام — اچھا ٹھیک ہے — اسے اندر بھیج دو اور تم جاؤ" — دروازے کے اوپر لگے ہوئے ایک نظر نہ آنے والے سپیکر سے رچرڈ کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی سرخ بلب بجھ گیا۔

"اندر چلے جاؤ" — کاؤنٹر مین نے کہا اور خود تیزی سے واپس مڑ گیا۔

عمران بڑے اطمینان سے قدم بڑھاتا دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کو دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے رچرڈ بیٹھا ہوا تھا۔

جیسے ہی عمران اندر داخل ہوا۔ رچرڈ بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تت — تم — تم کیسے آگئے —؟" رچرڈ کی آواز میں شدید حیرت تھی۔

"میں تمہیں اور تمہارے باس راسکلز کنگ کو پیغام دینے آیا ہوں کہ تمہارا دوسرا حملہ بھی ناکام ہو گیا ہے — دونوں پیشہ ور قاتلوں کی لاشیں کیفے سلور سینڈ کے

سامنے پڑی ہوئی ہیں" ـــــ عمران نے بڑے اطمینان سے میز کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ریچرڈ کا رنگ عمران کی بات سنتے ہی زرد پڑ گیا۔

"مم ـ مگر ـ میں تو ـــــ" ریچرڈ نے کچھ کہنا چاہا۔

"کسی بہلنے کی ضرورت نہیں ہے ـ مجھے سب معلوم ہے اور اگر میں چاہتا تو تمہاری لاشیں بھی اس وقت یہاں پڑی ہوتی ـــــ مگر تم جیسی چھوٹی مچھلیوں پر ہاتھ اٹھانا میری توہین ہے اس لئے اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنے باس کو فون کر کے میرا پیغام دے دو" ـــــ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز سے اطمینان جھلک رہا تھا۔

"مگر مجھے اس کا فون نمبر معلوم نہیں ـــ وہ خود ہی فون کرتا ہے ـــ یقین جانو میرا اس میں کوئی قصور نہیں ـــ مجھ میں اتنی جرأت ہی نہیں کہ میں تم پر ہاتھ اٹھا سکوں" ـــ ریچرڈ نے قدرے سنبھلتے ہوئے کہا۔ وہ اب واپس کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"مجھے معلوم ہے ـــ اسی لئے تو تم اب تک زندہ ہو ـــ مگر اب تمہیں تمام تفصیل بتانی پڑے گی ـــ ورنہ یاد رکھو تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ ہڈیوں سے علیحدہ ہونے پر مجبور ہو جائے گا" ـــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"یقین جانو عمران ـــ مجھے کچھ نہیں معلوم ـــ میں تو ـــــ" ریچرڈ نے میز پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بکو مت ـــ سیدھی طرح سب کچھ بتا دو ورنہ ـــــ" عمران کسی زخمی درندے کی طرح غرایا۔

"اچھا ـ اچھا ـ میں بتاتا ہوں ـ بتاتا ہوں" ـــ ریچرڈ نے سہمے ہوئے لہجے

میں کہا اور اس کا ایک ہاتھ نامعلوم طور پر میز کے کنارے کی طرف کھسک گیا۔

عمران جو ریچرڈ کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں اچانک ابھرتی ہوئی چمک دیکھ کر چونکا ـــ مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا اچانک اس کی کرسی کے نیچے فرش انتہائی تیزی سے ہٹتے گیا اور عمران اچھل کر سر کے بل نیچے بننے والے خلا میں گرتا چلا گیا۔ اس نے میز کو پکڑنے کی کوشش کی۔ مگر وہ اتنا اچانک گرا تھا کہ بالکل نہ سنبھل سکا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی انتہائی گہرے اور اندھے کنوئیں میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ اس نے اپنے ہوش و حواس قائم رکھے اور حفظ ماتقدم کے طور پر اپنے دونوں ہاتھ سر سے آگے کر لئے اور انہیں ایک مخصوص انداز میں موڑ لیا۔

چند لمحوں بعد اس کے ہاتھوں کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور ساتھ ہی وہ قلابازی کھا کر نیچے گر گیا۔ اب وہ پختہ فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس طرح گرنے سے گو اسے چوٹیں تو ضرور آئیں مگر یہ چوٹیں قابل برداشت تھیں۔ اگر وہ ذرا سی لاپرواہی کرتا تو یقیناً اتنی بلندی سے نیچے پختہ فرش پر گرنے سے اس کی ہڈیاں چورے میں تبدیل ہو چکی ہوتیں۔

ابھی عمران فرش پر گرا صورت حال کو ذہنی طور پر قبول کر ہی رہا تھا کہ اچانک اس کی ناک سے تیز بو کا بھبکا سا ٹکرایا۔ عمران نے اپنا سانس روکنے کی کوشش کی کیونکہ وہ بیہوش کر دینے والی گیس کی بو کو پہچان گیا تھا مگر اچانک گرنے اور چوٹوں کی وجہ سے وہ بر وقت اپنے سانس کو کنٹرول نہ کر سکا اور زود اثر گیس اس کے دماغ پر چڑھتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو چکا تھا۔

ٹائیگر عمران کا فون ملتے ہی ہوٹل الاسکا کی طرف روانہ ہوگیا۔ ہوٹل الاسکا کا پرچیز آفیسر اس کا دوست تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ وہ وہاں فوری طور پر ایسی ملازمت حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے گا جس سے وہ رچرڈ کی نگرانی کر سکے۔ اور اب اسے اتفاق ہی کہا جاسکتا ہے کہ جب ٹائیگر نے اپنے دوست سے ملازمت کی بات کی تو اس نے بتایا کہ رچرڈ کے پرسنل سیکرٹری کی پوسٹ خالی ہے اگر وہ چاہے تو وہاں ملازم ہوسکتا ہے۔ ٹائیگر کو بھلا اور کیا چاہیئے تھا اس نے فوراً حامی بھر لی۔ اور پھر پرچیز آفیسر کی سفارش پر ہوٹل کے منیجر نے اُسے ... کی سیٹ دیدی۔

رچرڈ نے خود بھی ٹائیگر کا انٹرویو لیا اور پھر وہ مطمئن ہوگیا اور اس نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس طرح ٹائیگر رچرڈ کا پی اے بن گیا۔

رچرڈ ہوٹل کے نیچے بنے ہوئے ایک خفیہ تہہ خانے میں منتقل ہوچکا تھا اور ظاہر ہے ٹائیگر کو بھی وہیں منتقل ہونا پڑا۔ رچرڈ کے کمرے کی بغل میں اس کا کمرہ تھا اور رچرڈ کو ملنے والی تمام ٹیلیفون کالیں ٹائیگر کے توسط سے ہی اس تک پہنچتی تھیں۔ مگر ٹائیگر اور رچرڈ کے کمرے ایک دوسرے سے بالکل جدا تھے۔ اور ان کے درمیان کوئی دروازہ نہ تھا۔ ٹائیگر تمام ہدایات فون پر

ہی رچرڈ سے لیتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں ٹائیگر اور رچرڈ کا صرف ٹیلیفون پر رابطہ قائم تھا۔ مگر اس طرح ٹائیگر کو ایک فائدہ تھا کہ رچرڈ کے سامنے آئے بغیر وہ اس کی تمام مصروفیات سے واقف ہوجاتا تھا۔

آج بھی وہ اپنے کمرے میں بیٹھا اخبار پڑھنے میں مصروف تھا کہ اچانک کال کا اشارہ ہوا۔ ٹائیگر نے تیزی سے کال رچرڈ سے کنکٹ کی اور پھر بٹن دبا کر خود بھی سننے لگا۔

یہ کال کسی کنگ کی طرف سے تھی جس نے رچرڈ کو ہدایت کی تھی کہ جب بھی سوپر فیاض کی کال موصول ہو، وہ مخصوص فریکوئنسی پر ٹرانسمیٹر کے ذریعے کال کو منتقل کردے اور رچرڈ نے حامی بھر لی تھی۔

کال کے خاتمہ کے تقریباً پانچ منٹ بعد ہی سوپر فیاض کی کال آگئی جس میں اس نے عمران کے ساتھ سٹور سینڈ میں چائے پینے کا تذکرہ کیا تھا۔ ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ ڈیوٹی سے فارغ ہوتے ہی وہ عمران سے بات کرکے اُسے سوپر فیاض کے متعلق بتلائے گا۔ مگر ابھی ڈیوٹی کے ختم ہونے میں کافی دیر تھی اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد رچرڈ نے اُسے فون کیا۔

"ہیلو خالد! ــــ کنگ کا فون جیسے ہی آئے۔ مجھے فوری طور پر کنکٹ کرا دینا۔ اِٹ اِز ایمرجنسی" ــــ رچرڈ نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

ٹائیگر نے یہاں اپنا نام خالد بتایا ہوا تھا۔ وہ رچرڈ کی اس کال پر حیران رہ گیا۔ کیونکہ خلاف معمول رچرڈ بے حد گھبرایا ہوا اور پریشان معلوم ہوتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی اہم اور خلاف توقع واقعہ پیش آگیا ہو۔ مگر کوئی ایسی بات اس کے ذہن میں نہ آرہی تھی۔ بہرحال وہ چوکنا ہوگیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی

کنگ کی کال آگئی۔

ٹائیگر نے فوری طور پر رچرڈ سے کنکٹ کیا اور خود بھی گفتگو سننے میں مصروف ہو گیا۔

"ہیلو کنگ سپیکنگ" ——— کنگ کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"باس! — میں نمبر ایک بول رہا ہوں ——— مجھے آپ کی طرف سے کال کا شدت سے انتظار تھا" ——— رچرڈ نے تیز مگر گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں — ؟ کیا بات ہے" ——— ؟ کنگ نے پوچھا۔

"باس! — عمران پر دوسرا حملہ بھی ناکام ہو گیا ہے ——— دونوں حملہ آور ہلاک ہو گئے ہیں" ——— رچرڈ نے کہا۔

"ہاں! — مجھے رپورٹ مل گئی ہے ——— یہ کم بخت عمران تو واقعی بیحد سخت جان واقع ہوا ہے ——— بہر حال وہ میرے ہاتھوں بچ نہیں سکتا" ——— کنگ کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"باس! — میں نے عمران کو قابو میں کر لیا ہے ——— وہ اس وقت بے بسی کے عالم میں میرے پاس بیہوش پڑا ہوا ہے" ——— رچرڈ نے قدرے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہا — ؟ عمران تمہارے پاس موجود ہے" ——— ؟ کنگ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں باس! — ہمارے آدمیوں کو ختم کر کے وہ سیدھا میرے پاس آیا۔ کاؤنٹر مین کو چکمہ دے کر وہ یہاں نچلے تہہ خانے میں پہنچ گیا ——— وہ مجھ سے آپ کے متعلق تفصیلات پوچھنا چاہتا تھا ——— چنانچہ میں نے اُسے تہہ خانے کے

نیچے بنے ہوئے خفیہ کنوئیں میں گرا دیا اور پھر بیہوش کر دینے والی گیس بھی چھوڑ دی تاکہ رہی سہی کسر بھی پوری ہو جاتے" ——— رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ ابھی تک زندہ ہے" ——— ؟ کنگ کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس باس! — وہ آسانی سے مرنے والا آدمی نہیں ——— بہر حال اس وقت وہ تہہ خانے میں بیہوش پڑا ہوا ہے ——— اس لئے مجھے آپ کی طرف سے کال کا شدت سے انتظار تھا" ——— رچرڈ نے جواب دیا۔

"تم فوری طور پر اُسے گولی مار دو — ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر ——— اور پھر اس کا سر کاٹ کر اپنے کمرے میں لے آؤ۔ میرا آدمی تم سے وہ سر لے آئے گا" کنگ نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں باس! ——— اگر وہ زندہ نکل گیا تو کم از کم میری موت یقینی ہے" ——— رچرڈ نے جواب دیا۔

"اُسے کسی قیمت پر زندہ نہیں رہنا چاہیئے ——— میں آدھے گھنٹے بعد اپنا آدمی بھیج دونگا — تم کاؤنٹر پر ہدایات دے دو، اس بار کوڈ عمران کا سر ہو گا" ——— کنگ نے جواب دیا۔

"بہتر جناب!" ——— رچرڈ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ٹائیگر جو خاموش بیٹھا یہ سب گفتگو سن رہا تھا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ کم سے کم وقت میں رچرڈ کے پاس پہنچنا چاہتا تھا تاکہ رچرڈ کے عمران تک پہنچنے سے پہلے ہی اس تک پہنچ جائے۔

دروازے سے نکل کر وہ تیزی سے بائیں طرف مڑا اور پھر بجائے ایک

لمبا چکر کاٹ کر رچرڈ کے کمرے تک پہنچنے کے وہ رچرڈ کے کمرے کی دیوار کے قریب پہنچا۔ اس دیوار کے قریب ایک کھردری اینٹوں کا ستون چھت تک چلا گیا تھا اس ستون کے اوپر ایک بڑا سا ایئر کنڈیشنڈ رکھا ہوا تھا۔ جس کی ہوا ایک بڑے سے سوراخ کے ذریعے رچرڈ کے کمرے کے اندر جاتی تھی۔

ٹائیگر بندر کی سی تیزی سے اس ستون پر چڑھتا چلا گیا۔ کھردری اینٹوں کی وجہ سے اُسے اوپر جانے میں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ ایئر کنڈیشنڈ کے قریب پہنچتے ہی اس نے ایئر کنڈیشنڈ کو بجلی سپلائی کرنے والی تار پر ہاتھ ڈالا اور پھر پوری قوت سے ایک جھٹکا دیا۔ بجلی کی تار جس پر دبیز ربڑ چڑھا ہوا تھا خاصی موٹی تھی اور ایئر کنڈیشنڈ کے اندر مضبوطی سے نصب تھی اس لئے بجائے اس کے وہ تار ٹوٹ جاتی، زبردست جھٹکا لگنے سے ایئر کنڈیشنڈ اڑتا ہوا ستون سے نیچے ایک زوردار دھماکے سے جا گرا اور اس کے نیچے گرتے ہی ٹائیگر بڑی پھرتی سے اوپر چڑھا اور دوسرے لمحے وہ ایئر کنڈیشنڈ کی جگہ والے چوڑے سوراخ میں داخل ہو گیا۔

سوراخ میں سے ٹائیگر نے دوسری طرف جھانکا تو اس نے رچرڈ کو بڑے حیرت آمیز انداز میں اسی سوراخ کی طرف دیکھتے پایا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ وہ شاید ایئر کنڈیشنڈ گرنے کے دھماکے سے چونکا تھا۔

"خالد تم" ۔۔۔۔؟ رچرڈ نے ٹائیگر کی شکل سوراخ میں دیکھتے ہی حیرت بھرے انداز میں کہا۔

مگر ٹائیگر اسے سنبھلنے یا سوچنے کا موقع کہاں دے سکتا تھا۔ اس نے سوراخ میں سے ہی چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ پنجوں کے بل فرش پر آ گرا۔ اور اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"کیا بات ہے ۔۔۔۔؟ اس طرح کیوں آئے ہو" ۔۔۔۔؟ رچرڈ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔ مگر شاید اس کے ذہن میں اس بات کا تصور تک نہ تھا کہ ٹائیگر عمران کا ساتھی ہے اس لئے اس نے ریوالور ویسے ہی ہاتھ میں پکڑ کر لٹکایا ہوا تھا۔

"عمران کہاں ہے" ۔۔۔۔؟ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رچرڈ پر چھلانگ لگا دی۔

مگر رچرڈ بھی بے حد پھرتیلا تھا۔ اس نے انتہائی تیزی سے پہلو بچایا اور ٹائیگر کمرے کے درمیان میں پڑی میز پر جا گرا۔ رچرڈ نے بڑی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو سیدھا کیا مگر ٹائیگر میز پر گرتے ہی چکنی مچھلی کی طرح پھسلتا ہوا دوسری طرف پہنچ گیا۔ اور پھر دو کام بیک وقت ہوئے ادھر رچرڈ کے ریوالور نے شعلہ اگلا۔ اُدھر ٹائیگر انتہائی تیزی سے میز کے درمیانی خلا سے اس طرف نکل آیا۔ اور پہلی گولی میز کی سطح پر لگ کر اچٹ گئی رچرڈ نے دوسری گولی چلانی چاہی مگر ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے اس کی دونوں ٹانگیں کھینچ لیں اور رچرڈ دھڑام سے فرش پر آگرا۔ جھٹکا لگنے سے اس کا ریوالور بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ اور پھر ٹائیگر نے وہیں سے چھلانگ لگائی اور تقریباً اڑتا ہوا عین اس جگہ جا گرا جہاں ریوالور پڑا ہوا تھا اور پھر وہ دونوں اکٹھے ہی اٹھ کھڑے ہوئے مگر اس بار ریوالور ٹائیگر کے ہاتھ میں تھا اور رچرڈ خالی ہاتھ تھا۔

"بتاؤ عمران کہاں ہے" ۔۔۔۔؟ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ گولی رچرڈ کا آدھا کان غائب کر گئی ۔۔ اور رچرڈ نے چیخ مار کر دونوں ہاتھوں سے اپنا کان پکڑ لیا۔

"بتاؤ کہاں ہے ـــ جلدی" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رچرڈ کا دوسرا آدھا کان بھی غائب کر دیا۔

"گک ـ سون ـ عمران" ـــــ رچرڈ نے سخت جانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

اور اسی لمحے ٹائیگر نے بجائے اسے گولی مارنے کے اس ہاتھ کو جس میں اس نے ریوالور پکڑ رکھا تھا، بجلی کی سی تیزی سے گھمایا اور ریوالور کا بٹ پوری قوت سے رچرڈ کی ناک پر پڑا۔ اس کی ناک سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا اور وہ ایک دھماکے سے پشت کے بل فرش پر گر گیا۔ ضرب اتنی قوت سے لگی تھی کہ اس کے ناک کی ہڈی پچک گئی تھی۔

"بتاؤ ـــ ورنہ میں تمہاری ہڈیاں چور کر دوں گا" ـــــ ٹائیگر نے پوری قوت سے اس کی پسلیوں میں لات مارتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر کی بھرپور لات نے نہ صرف رچرڈ کی چیخیں نکلوا دیں بلکہ اس کی دو تین پسلیوں کا بھی کباڑہ کر دیا۔ ٹائیگر پر تو وحشت سوار تھی۔ اور پھر اس نے دوسری بار لات اٹھائی ہی تھی کہ رچرڈ چیخ پڑا۔

"ٹھہرو ـــ بتاتا ہوں ـــ وہ نیچے کنوئیں میں ہے" ـــــ رچرڈ نے کراہتے ہوئے کہا۔

"وہ تو مجھے معلوم ہے ـــ کنوئیں کا دروازہ کھولو ـــ جلدی کرو" ـــ ٹائیگر نے لات کا ایک اور بھرپور وار کرتے ہوئے کہا اور رچرڈ کی ایک بار پھر چیخیں نکل گئیں۔

"میز کے دائیں کنارے پر لگا ہوا سفید بٹن" ـــــ رچرڈ نے تیسری بار لات کو اٹھتے دیکھ کر چیخ کر کہا اور ٹائیگر بڑی پھرتی سے میز کے کنارے کی

طرف دوڑ پڑا۔

میز کے دائیں کنارے پر واقعی ایک سفید بٹن موجود تھا۔ ٹائیگر نے تیزی سے وہ بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی رچرڈ کے قریب ہی فرش کا ایک تختہ تیزی سے ہٹتا چلا گیا۔ ٹائیگر بٹن دبا کر واپس لوٹا تو اس نے رچرڈ کو بیہوش پڑے دیکھا۔ شاید اس کی قوت برداشت جواب دے گئی تھی۔

کنواں خاصا گہرا تھا۔ اس کے نچلے حصے میں گہری تاریکی تھی۔ کنوئیں کے اندر دیوار کے ساتھ ہی ٹائیگر نے ایک پتلی سی لوہے کی سیڑھی نیچے جاتی دیکھی اور پھر وہ تیزی سے اس سیڑھی کے ذریعے نیچے اترتا چلا گیا۔

کافی گہرائی میں جا کر فرش آیا اور اب چونکہ ٹائیگر کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہو گئی تھیں اس لئے اس نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے عمران کو دیکھ لیا۔

ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے عمران کو اٹھا کر کندھے پر لادا اور ایک بار پھر تیزی سے سیڑھیاں چڑھنا شروع کر دیں۔ مگر ابھی وہ آدھی سیڑھیاں ہی چڑھ سکا تھا کہ اچانک ایک تیز سرسر کی سی آواز گونجی اور کنوئیں کے اوپر والا فرش برابر ہو گیا۔

اب عمران اور ٹائیگر دونوں ہی کنوئیں میں قید ہو چکے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ یا تو رچرڈ کو خلاف توقع ہوش آ گیا تھا یا پھر کمرے میں کوئی اور آدمی آ پہنچا ہے۔

ٹائیگر نے فرش برابر ہونے کے باوجود اپنے قدم نہ روکے اور وہ اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اسے خطرہ تھا کہ رچرڈ کنوئیں میں بیہوش کر دینے والی گیس نہ چھوڑ

دے۔ اس لئے وہ زیادہ سے زیادہ اوپر جانا چاہتا تھا۔

فرش کے قریب پہنچ کر ٹائیگر رک گیا۔ اب ایک تو اس کے کاندھے پر عمران کا وزن لدا ہوا تھا اور دوسرا وہ پتلی سی سیڑھی پر کھڑا تھا چنانچہ اس کے لئے توازن برقرار رکھنا ہی مسئلہ بن گیا تھا۔ کجا وہ باہر نکلنے کے لئے ہاتھ پیر مارتا۔

ابھی ٹائیگر سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہیں کہ اچانک اس کے پیروں کے نیچے موجود سیڑھی انتہائی تیزی سے نیچے سمٹنی شروع ہو گئی اور ٹائیگر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور عمران سمیت ہوا میں چکراتا ہوا کنوئیں کے فرش کی طرف گرنے لگا۔ اس نے ایک ہاتھ سے چونکہ عمران کا بازو پکڑا ہوا تھا اس لئے عمران کا جسم اس سے علیحدہ نہ ہو سکا اور وہ دونوں اکٹھے ہی قلا بازیاں کھاتے ہوئے سر کے بل فرش کی طرف گرتے چلے گئے۔

ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے فرش کے قریب جا کر عمران کا ہاتھ چھوڑ دیا اور خود دونوں ہاتھوں اور پیروں کے بل زمین پر جا گرا۔ اس کی پشت اوپر کی طرف تھی اور جسم کمان کی طرح جھکا ہوا تھا

جیسے ہی ٹائیگر کے دونوں ہاتھ اور پیر فرش سے لگے۔ عین اسی لمحے عمران کسی بھاری بوری کی طرح ٹھیک اس کی پشت سے آ ٹکرایا اور پھر اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے جسم کو سیدھا کر لیا۔

اب ٹائیگر نیچے فرش پر پیٹ کے بل پڑا ہوا تھا اور عمران اس کے اوپر تھا اگر ٹائیگر ایسا نہ کرتا تو یقیناً عمران پہلے نیچے گرتا اور ٹائیگر اس کے اوپر ـ اس طرح ٹائیگر تو یقیناً بچ گیا مگر بیہوش عمران کا بچنا محال تھا جب کہ اس ترکیب سے نہ صرف ٹائیگر نے اپنے آپ کو بچا لیا تھا بلکہ عمران کو بھی شدید

چوٹ لگنے سے محفوظ کر لیا تھا۔

نیچے گرتے ہی ٹائیگر تیزی سے اٹھا اور عین اسی لمحے اس کے کانوں سے عمران کی کراہ ٹکرائی۔ جھٹکا اور چوٹ لگنے سے شاید عمران ہوش میں آ گیا تھا۔

" عمران صاحب ـــ عمران صاحب ـــ ہوش میں آئیے ـــ ہم شدید خطرے میں ہیں " ـــ ٹائیگر نے عمران کو جھنجوڑتے ہوئے کہا۔ اسے معلوم تھا کہ ابھی رچرڈ کنوئیں میں بیہوش کر دینے والی گیس چھوڑ دے گا اور پھر وہ بے بس ہو جائیں گے۔

" ٹائیگر تم ـــ " اچانک عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ـــ عمران صاحب ! ـــ ہم اس کنوئیں میں قید ہیں اور رچرڈ شاید بیہوش کر دینے والی گیس دوبارہ چھوڑنے ہی والا ہے " ـــ ٹائیگر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" تمہارے پاس غبارے ہیں " ـــ ؟ عمران نے قدموں کے بل کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

" غبارے " ـــ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں بھئی رچرڈ گیس چھوڑے گا تو ہم غبارے بھر لیں گے ـــ چلو کچھ بچت ہو جائے گی ـــ آجکل تو گیس والے غبارے بازار میں بڑے مہنگے بک رہے ہیں " ـــ عمران ہوش میں آتے ہی اپنی عادت سے باز نہ رہ سکا۔

" عمران صاحب ! ـــ یہ مذاق کا وقت نہیں " ـــ ٹائیگر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تو پھر کس چیز کا وقت ہے ـــ تم ہی بتاؤ " ـــ عمران کے لہجے میں گہرا اطمینان جھلک رہا تھا۔

"باہر نکلنے کا" ـــــ ٹائیگر نے بدستور جھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو چلو پھر باہر نکلتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ایک ہاتھ بڑھایا اور کنوئیں کی دیوار پر پھیرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے جھکا اور اس نے بڑی پھرتی سے اپنے دونوں بوٹ اتارے اور ان کی نوکیں فرش سے مخصوص انداز میں ٹکرائیں۔ بوٹ کی نوکوں سے خنجر جیسے تیز مگر پتلے سے پھل باہر نکل آئے۔

"میری کمر سے لپٹ جاؤ" ـــــ عمران نے کہا اور ایک ہاتھ بڑھا کر پوری قوت سے جوتے کی نوک دیوار پر ماری۔ بوٹ کی نوک سے نکلا ہوا تیز پھل دیوار کے رخنے میں گھستا چلا گیا اور عمران نے اچھل کر دوسرا بوٹ بھی دیوار میں پیوست کر دیا۔

اب ٹائیگر بھی بات کو سمجھ گیا تھا۔ چنانچہ وہ عمران کی کمر سے لپٹ گیا۔ اور عمران نے اپنا ایک پیر بوٹ پر رکھ دیا۔ بوٹ کسی سیڑھی کے ڈنڈے کی طرح اکڑا ہوا تھا۔ عمران نے اوپر والا بوٹ پکڑا اور اپنا جسم اوپر کی طرف اٹھایا۔ جیسے ہی اس کا جسم اونچا ہوا۔ ٹائیگر نے پھرتی سے نچلا بوٹ نکال کر عمران کے دوسرے ہاتھ میں پکڑا دیا اور عمران نے ہاتھ بلند کر کے اسے اور اوپر دیوار میں پیوست کر دیا اور پھر ایک جھٹکے سے اچھل کر وہ بوٹ پکڑ لیا۔ اب وہ خاصی بلندی پر آ گئے تھے۔

ٹائیگر نے اسی طرح ایک ہاتھ عمران کی کمر کے گرد رکھا اور دوسرے ہاتھ سے نچلا بوٹ نکال کر عمران کے دوسرے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اور اس طرح بوٹوں کے سہارے چڑھتے ہوئے وہ تھوڑی دیر بعد فرش کے قریب پہنچ گئے۔ اب عمران

ایک ہاتھ سے بوٹ پکڑے لٹک رہا تھا۔ اس کا ریڈی میڈ ذہن تیزی سے فرش کا ڈھکنا کھلوانے کی ترکیب سوچ رہا تھا کہ اچانک ان کے سروں پر موجود فرش تیزی سے ہٹتا چلا گیا اور رچرڈ کا چہرہ خلا میں نظر آیا۔ وہ شاید نیچے جھانک رہا تھا۔ عمران کا دوسرا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے اس نے رچرڈ کی گردن پکڑ کر اندر کی طرف ایک زوردار جھٹکا دیا اور رچرڈ کا جسم ایک زوردار جھٹکے سے کھسک کر خلا میں آیا اور پھر نیچے کنوئیں کی تہہ کی طرف گرتا چلا گیا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کنواں گونج اٹھا۔

چند لمحوں بعد نیچے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور رچرڈ کی چیخیں کراہوں میں بدل گئیں اور چند لمحوں بعد کراہیں آہستہ ہوتی ہوتی سکوت میں بدل گئیں۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ایک ہاتھ سے کنارے کو پکڑا اور پھر دوسرا ہاتھ بھی بوٹ کو چھوڑ کر کنارے کو پکڑ لیا۔ گو ٹائیگر اس کی کمر سے لٹکا ہوا تھا مگر عمران کے بازوؤں میں اتنی طاقت تھی کہ وہ بازوؤں کے بل اوپر اٹھتا چلا گیا اور پھر ٹائیگر کا ہاتھ بھی کنارے پر پڑ گیا اور اس نے عمران کو چھوڑ کر دونوں ہاتھوں سے کنارہ پکڑ لیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ دونوں ہی اوپر اٹھتے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔

کمرے کے فرش پر لیٹ کر وہ دونوں چند لمحوں تک سانسیں درست کرتے رہے۔ پھر وہ دونوں ہی بیک وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔

کمرہ خالی تھا اور فرش پر رچرڈ کے گھسٹنے کی وجہ سے نشانات صاف نظر آ رہے تھے۔ ان نشانات سے ظاہر ہوتا تھا کہ رچرڈ ہوش میں آتے ہی میز کی طرف بڑھا اور اس نے فرش کو برابر کیا اور سیڑھی نیچی کر دی۔ مگر شاید وہ گیس والا بٹن نہ دبا سکا۔ شاید وہ کہیں دور ہو گا۔ بہرحال کچھ دیر تک رچرڈ میز کے قریب پڑا

رہا کیونکہ وہاں کافی دُور تک اس کے ہاتھوں کے نشانات نظر آ رہے تھے اور پھر دوبارہ ہوش میں آنے پر اس نے فرش کو کھولنے والا دوبارہ بٹن دبایا۔ اس بار وہ اپنے قدموں پر چل کر گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ اب پوری طرح ہوش میں آ گیا تھا اور اب یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ عین اُسی لمحے عمران اپنے خداداد ذہن کو استعمال کر کے بوٹوں کی مدد سے فرش کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"تم یہاں کیسے پہنچے" ___ ؟ عمران نے فرش سے اٹھتے ہی ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر ٹائیگر نے اپنی ملازمت سے لے کر اب تک کے تمام حالات تفصیل سے عمران کو سنا دیئے۔

"ہوں! ___ اس کا مطلب ہے کہ کنگ کا آدمی یہاں پہنچنے ہی والا ہو گا" ___ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

ابھی عمران کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ ایک آواز بند دروازے کے اوپر لگے ہوئے سپیکر پر گونجی۔

"باس! ___ کنگ کا آدمی آیا ہے ___ آپ کے مطابق اس نے صحیح کوڈ بتایا ہے" ___ یہ آواز کاؤنٹر مین کی تھی۔

"ٹھیک ہے ___ اسے اندر بھیج دو اور تم چلے جاؤ" ___ عمران نے رچرڈ کے لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا کر فرش برابر کر دیا۔

اور پھر اس نے وہ بٹن تلاش کر لیا جس کے نیچے ڈور لکھا ہوا تھا اور ٹائیگر کو دروازے کے پیچھے کھڑے ہونے کا اشارہ کیا

جب ٹائیگر دروازے کے قریب کھڑا ہو گیا تو عمران کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے دروازے والا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک قوی ہیکل غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

غیر ملکی کا انداز بے حد محتاط قسم کا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ چوکنی فطرت کا مالک ہو۔ دروازے میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے واپس مڑا اور عین اسی لمحے ٹائیگر نے اس پر حملہ کر دیا مگر آنے والا کچھ ضرورت سے زیادہ ہی فن حرب کا ماہر تھا کیونکہ پلک جھپکنے میں نہ صرف اس نے اپنے آپ کو بچا لیا بلکہ ٹائیگر اس کے ہاتھوں پر اٹھ کر اڑتا ہوا سیدھا میز کے پیچھے بیٹھے عمران سے ٹکرایا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے الجھ کر نیچے فرش پر جا گرے۔ پھر جب وہ دونوں اٹھے تو اجنبی راہداری میں غائب ہو چکا تھا۔

"نکل گیا" ___ عمران نے بڑے اطمینان سے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ___ بڑا پھرتیلا آدمی تھا" ___ ٹائیگر نے قدرے ندامت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں! ___ خاصا پھرتیلا تھا ___ ویسے میرا مشورہ مانو تو تم وٹامن سی کے کیپسول کھایا کرو" ___ عمران نے میز سے ادھر آتے ہوئے کہا۔

"وٹامن سی" ___ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ___ کیچ کے لفظ کا آغاز حرف سی سے ہوتا ہے اور تم میں اس کی کمی معلوم ہوتی ہے ___ دیکھو! ___ تم اُسے کیچ نہ کر سکے جب کہ اس نے تمہیں نہ صرف کیچ کر لیا بلکہ کسی فاسٹ باؤلر کی طرح پھینک بھی دیا" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اب وہ دونوں کمرے سے نکل کر راہداری میں پہنچ چکے تھے۔ ان کے باہر نکلتے ہی دروازہ خودبخود بند ہو چکا تھا۔

"رچرڈ کا کیا ہو گا" ___ ؟ ٹائیگر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"کاؤنٹر مین کو کہہ دیں گے کہ وہ اس کا چورا کنوئیں سے سمیٹ لے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مگر ابھی وہ لفٹ کے قریب نہ پہنچے تھے کہ لفٹ کا دروازہ کھلا اور چار بدمعاش قسم کے آدمی ہاتھوں میں ریوالور پکڑے باہر آگئے۔ ان کے پیچھے کاؤنٹر مین تھا۔ شاید کلب کی طرف سے آنے والے نے جاتے ہوئے انہیں گڑبڑ کے متعلق بتادیا تھا۔

"ہیلو" ——— ٹائیگر نے کاؤنٹر مین کو دیکھتے ہی بڑے دوستانہ انداز میں کہا۔

"خالد تم ——— باس کہاں ہے" ——— ؟ کاؤنٹر مین نے سخت لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس اندر ہے ——— کیوں کیا بات ہے" ——— ؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"کلب کے آدمی نے بتایا کہ اندر اس پر حملہ ہوا ہے" ——— کاؤنٹر مین نے مشتبہ لہجے میں کہا۔ چاروں مسلح نوجوان لفٹ کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہوتے تھے اس لئے مجبوراً ان دونوں کو بھی رکنا پڑا تھا۔

"ارے نہیں ——— وہ تو ہمارے سامنے اندر آیا تھا ——— تم خود ہی تو اسے چھوڑ کر گئے تھے" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"نہیں ——— کوئی گڑبڑ ضرور ہے ——— تم دروازے کی طرف چلو ——— میں باس سے بات کروں گا" ——— کاؤنٹر مین نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا میرے سامنے سے تو ہٹو ——— خوامخواہ راستہ روک رکھا ہے" ——— عمران نے پہلی بار زبان کھولی۔ لہجہ بے حد سخت تھا۔

"نہیں ——— تم بھی اس کے ساتھ ہی باس کے پاس چلو" ——— کاؤنٹر مین نے ریوالور لہراتے ہوئے کہا۔

"باس ——— باس ——— کہیں تم شاعر تو نہیں ہو ——— میرا وقت ضائع نہ کرو۔ آگے سے ہٹو" ——— عمران نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"اے مسٹر! ——— سیدھی طرح دروازے کی طرف چلو ——— بحث مت کرو" ——— ان مسلح بدمعاشوں میں سے ایک نے برا سا منہ بناتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ عمران کے قریب موجود تھا اس لئے اس کا بولنا اسے بیحد مہنگا پڑا۔ کیونکہ اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور راہداری اس کو لگنے والے تھپڑ کی زوردار آواز سے گونج اٹھی۔ اور وہ اچھل کر اپنے ساتھ والے شخص پر جا گرا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ باقی سنبھلتے ٹائیگر انتہائی پھرتی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے کاؤنٹر مین کے سینے پر پڑیں اور وہ لڑکھڑا کر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے بدمعاشوں پر جا گرا۔ اچانک جھٹکا لگنے سے اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور نکل کر ہوا میں اچھلا جسے عمران نے انتہائی چابکدستی سے کیچ کر لیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سب سنبھلتے، عمران نے فائرنگ شروع کر دی۔ اس کی انگلی نے ٹریگر کو چار بار اتنی تیزی سے دبایا کہ جس کی وجہ سے ریوالور سے گولیاں اتنے تسلسل سے نکلیں کہ یوں لگتا تھا جیسے اس کے ہاتھ میں ریوالور کی بجائے مشین گن ہو اور وہ چاروں بدمعاش فرش پر تڑپنے لگے۔ عمران کی چاروں گولیاں ٹھیک نشانے پر لگی تھیں۔ چند ہی لمحوں بعد وہ ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبایا اور اس بار گولی اٹھتے ہوئے کاؤنٹر مین کی ران میں گھستی چلی گئی اور وہ چیخ مار کر ایک بار پھر فرش پر گر گیا۔

"تمہارا باس اپنے بنائے ہوئے کنوئیں کی تہہ میں موجود ہے۔ وہاں سے

اُسے نکال لینا۔ اور اگر وہ زندہ ہو تو اسے کہہ دینا کہ عمران ایک بار پھر آئیگا"۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھا کر لفٹ کے اندر داخل ہو گیا۔

ٹائیگر نے عمران کی پیروی کی اور پھر عمران نے لفٹ کا دروازہ بند کر کے بٹن دبا دیا اور لفٹ اوپر کی طرف اٹھنا شروع ہو گئی

"دیکھا تم نے ٹامسن سی کا کرشمہ! ــــ کیسے کیچ کیا میں نے ریوالور کو" ــــ عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ اب ظاہر ہے کہ وہ عمران کا مقابلہ تو نہ کر سکتا تھا جس نے پلک جھپکنے میں چار مسلح افراد کا خاتمہ کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ سے نکل کر راہداری میں پہنچ گئے اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ہال سے گزر کر مین گیٹ کراس کر گئے۔ ان کی چال میں ایسا اطمینان تھا کہ کوئی ان کے مسلے ہوئے کپڑوں کے باوجود ان کی طرف سے مشکوک نہ ہو سکا۔

"تم اب فلیٹ پر جاؤ ــــ میں باقی ہدایات وہیں دوں گا" ــــ عمران نے گیٹ سے نکلتے ہی ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب کہ عمران نے پارکنگ میں موجود سوپر فیاض کی کار کا رخ کیا۔

شہر کے مضافاتی علاقے میں موجود ایک چھوٹی سی کوٹھی کے تہہ خانے میں اس وقت تین مقامی ایک میز کے گرد خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان تینوں کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ وہ سب میز پر پڑے ہوئے ایک بڑے سے ٹرانسمیٹر کو دیکھ رہے تھے جس کے ڈائل پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بلب بڑے تسلسل سے جل بجھ رہا تھا۔ پھر اچانک وہ بلب سبز رنگ میں تبدیل ہو کر مسلسل جلنے لگا اور وہ تینوں چونک کر سیدھے ہو گئے۔

"ہیلو راسکلز اوور" ــــ ایک بھاری آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"یس تھری راسکلز سپیکنگ۔ اوور" ــــ ایک نے ہاتھ بڑھا کر بٹن کو نیچے کرتے ہوئے کہا۔

"کنگ سپیکنگ ــــ باری باری رپورٹ دو۔ اوور" ــــ کنگ کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"راسکل ون سپیکنگ باس! ــــ آپ کے حکم کے مطابق میں نے یہاں کی خفیہ ایٹمک لیبارٹری کو تلاش کر لیا ہے۔ اوور" ــــ ایک آدمی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ ــــ تفصیلات بتاؤ۔ اوور" ــــ راسکلز کنگ نے مسرت بھرے

لہجے میں پوچھا۔

"باس! — یہ لیبارٹری دارالحکومت سے بیس میل دور ایک گھنے جنگل کے نیچے بنائی گئی ہے — اس جنگل کے درمیان میں ایک جھیل ہے۔ جھیل اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو سیرگاہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے جہاں پکنک منانے والوں کا ہر وقت ہجوم رہتا ہے — اس جھیل کے عین درمیان میں ایک پگوڈا نما عمارت ہے جہاں صرف کشتی کے ذریعے ہی جایا جا سکتا ہے — ایٹمک لیبارٹری کا راستہ اسی پگوڈا کے اندر سے جاتا ہے" — نمبر ون نے تفصیلات بتاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیسے ٹریس کیا۔ اوور" — کنگ نے سوال کیا۔

"باس! — اتفاق سے ایک ہوٹل کے ریکریشن ہال میں ایک خوبصورت شاہین نامی مقامی لڑکی سے میرا ٹکراؤ ہو گیا — وہ مجھ میں دلچسپی لینے لگی۔ لڑکی چونکہ خاصی خوبصورت اور جوان تھی اس لئے میں نے اسے لفٹ دی اور ہم دونوں رات گزارنے ایک ہوٹل میں چلے گئے — وہاں میرے یونہی پوچھنے پر لڑکی نے بتایا کہ وہ ایٹمی لیبارٹری کے ایک شعبے میں سیکرٹری کا کام کرتی ہے اور آجکل تفریحی چھٹیوں پر ہے — اس پر میں نے جان بوجھ کر اسے خوب شراب پلائی اور اسی طرح میں اس سے تفصیلات پوچھنے میں کامیاب ہو گیا۔ اوور" — نمبر ون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! — اس لڑکی سے مزید تعلقات بڑھاؤ اور اس کی کسی خاص کمزوری کو حاصل کر کے اسے مجبور کر دو کہ وہ لیبارٹری کے متعلق مزید تفصیلات ہمیں مہیا کرے۔ اوور" — کنگ نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس سلسلے میں اقدام کیا ہے — آج رات میں اسے ایک مخصوص

جگہ پر لے جاؤں گا جہاں میں نے خفیہ کیمروں کا بندوبست کیا ہے — عریاں تصاویر کے بعد وہ ہمارے پنجے سے نہ نکل سکے گی۔ اوور" — نمبر ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! — ایسا کرو کہ اس لڑکی کو مجبور کر دو کہ وہ لیبارٹری کا اندرونی نقشہ اور خاص طور پر اس کے حفاظتی نظام کے متعلق تفصیلات ہمیں مہیا کرے۔ اوور" — کنگ نے اسے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ اوور" — نمبر ون نے جواب دیا۔

"نمبر ٹو — رپورٹ دو۔ اوور" — کنگ نے کہا۔

"باس! — آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے منسٹری آف ایٹمک انرجی کے چیف سیکرٹری سے تعلقات قائم کر لئے ہیں — اب وہ مجھ پر اعتماد کرنے لگ گیا ہے۔ اوور" — نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — کام کئے جاؤ اور کوشش کرو کہ اس کی معرفت یہاں کے معروف ایٹمی سائنسدان بھابھا سے بھی تعلقات پیدا ہو جائیں۔ چیف سیکرٹری کے بھابھا سے گھریلو تعلقات ہیں۔ وہ اس سلسلے میں کام آ سکتا ہے۔ اوور" — کنگ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! — میں جلد ہی اس سلسلے میں آپ کو رپورٹ دوں گا۔ اوور" — نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"نمبر تھری! — تمہاری کیا رپورٹ ہے۔ اوور" — ؟ کنگ نے تیسرے آدمی سے پوچھا۔

"باس! — میں نے اپنے آدمی راسکلز پوائنٹس پر تعینات کر دیئے ہیں جو راسکلز پوائنٹ پر ہونے والی سرگرمیاں ہمارے علم میں لاتے رہیں گے۔ اوور" —

نمبر تھری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ میں نے تمہیں اس کام کے لئے اس لئے منتخب کیا ہے کہ تم جدید الیکٹرانک آلات سے واقف ہو ___ تمام راسکلز پوائنٹ پر جاسوسی کے جدید ترین اور خفیہ آلات نصب کر دو تاکہ کوئی بات ہماری نظروں سے اوجھل نہ رہ سکے۔ اوور" ___ کنگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ___ میں نے اس سلسلے میں اقدامات کئے ہیں۔ چار سنٹرز پہ یہ آلات نصب ہو چکے ہیں ___ باقی پر بھی کام جاری ہے۔ اوور"۔ نمبر تھری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل الاسکا یعنی میرا مطلب ہے کہ پوائنٹ نمبر ون پر تمہارا کون سا آدمی کام کر رہا ہے۔ اوور" ___ ؟ کنگ نے پوچھا۔

"جناب! ___ وہاں میرا آدمی کاؤنٹرمین کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ اوور"۔ نمبر تھری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ اسے ہوشیار کر دو ___ جہاں تک میرا خیال ہے کہ رچرڈ ہمارے مطلب کا آدمی ثابت نہیں ہو رہا۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ رچرڈ کو غائب کرا کر اس کی جگہ اس کے میک اپ میں اپنا آدمی بھیج دوں تاکہ کام صحیح طریقے سے ہو سکے۔ اوور" ___ کنگ نے کہا۔

"جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ اوور" ___ نمبر تھری نے جواب دیا۔

"تم نے رچرڈ کو تو دیکھا ہے ___ ایسا آدمی فوری طور پہ تلاش کرو جو آسانی سے اس کی جگہ لے سکے ___ اسے بھرپور معاوضہ دیا جائے گا ___ تمہارا آدمی ہوٹل کے ساتھ ساتھ اس کی نگرانی بھی کرے گا۔ اوور" ___ کنگ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ___ ایک آدمی میری نظروں میں ہے ___ میں اس سے بات کر کے آپ کو رپورٹ دوں گا۔ اوور" ___ نمبر تھری نے جواب دیا۔

"او۔کے! ___ اب آخر میں ایک جنرل بات ___ ہمیں اپنا کام انتہائی تیز رفتاری سے کرنا ہے ___ اور سنو! ___ میں تمہیں گرانقدر معاوضے صرف اس لئے دے رہا ہوں کہ میں ہر کام میں مکمل اور قطعی کامیابی چاہتا ہوں ___ کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی برداشت نہیں کروں گا ___ اور اگر ایسا ہوا تو یاد رکھو کہ تمہارے عبرت ناک انجام پر لوگ صدیوں تک عبرت پکڑتے رہیں گے۔ اوور اینڈ آل" ___ کنگ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ایک نے اٹھ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر وہ تینوں خاموشی سے چلتے ہوئے کمرے کے دروازے سے باہر نکل گئے۔

ٹائیگر عمران سے جدا ہو کر سیدھا اپنے ہوٹل میں پہنچا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک اس ذلت کے آثار موجود تھے جو اسے کنگ کے آدمی کے ہاتھوں اٹھانی پڑی تھی۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ کاش ایک بار پھر وہ آدمی کہیں ٹکرا جاتے تو وہ تمام گلے شکوے دور کر دے۔ ٹائیگر کو خاص طور پہ اس بات کا

احساس اس لئے بھی زیادہ ہو رہا تھا کہ یہ سب کچھ عمران کے سامنے ہوا تھا اور عمران نے اسے وٹامن سی کھانے کا مشورہ دے کر اس پر بڑی لطیف چوٹ کی تھی۔

ٹائیگر اپنے کمرے میں بیٹھا اسی بات پر کڑھ رہا تھا۔ حملہ آور کی شکل ابھی تک اس کے ذہن پر نقش تھی۔ گو اس نے اس کی ایک جھلک ہی دیکھی تھی مگر اس کے خدوخال اس کی آنکھوں میں محفوظ ہو گئے تھے۔

ٹائیگر کا کمرہ ہوٹل کی تیسری منزل پر اور سڑک کے رُخ پر تھا۔ اس لئے جب ٹائیگر فارغ ہوتا تو وہ کھڑکی میں کھڑا ہو کر سڑک پر سے گزرنے والے لوگوں کو غور سے دیکھتا رہتا۔ لوگوں کے چہرے اور چال سے وہ ان کی نفسیات اور کردار کا اندازہ لگاتا۔ یہ اس کی بہت پرانی عادت تھی اور کئی بار اس کے اندازے تجربے سے بالکل درست ثابت ہوتے تھے۔ چنانچہ یہ اس کا مشغلہ بن گیا تھا۔

ٹائیگر حملہ آور کا خیال بدلنے کے لئے اٹھا اور آ کر کھڑکی میں کھڑا ہو گیا نیچے سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھی۔

سڑک پر کاروں اور دیگر سواریوں کا ایک سیلاب سا بہہ رہا تھا جب کہ سڑک کے دونوں اطراف پر بنے ہوئے فٹ پاتھوں پر انسانوں کا ہجوم تھا۔ ہوٹل دارالحکومت کی سب سے مصروف ترین روڈ پر واقع تھا۔

ٹائیگر حسب عادت اپنے مشغلے میں مصروف ہو گیا۔ وہ دُور سے پیدل آتے ہوئے کسی شخص کو تاڑ لیتا اور پھر اس کی چال، لباس اور چہرہ دیکھ کر اس کے کردار، دولت مندی اور نفسیات کے متعلق اندازہ لگاتا۔ جب وہ شخص نظروں سے اوجھل ہو جاتا تو پھر وہ کسی اور شخص کو نظروں میں رکھ لیتا۔

ٹائیگر کو اس مشغلے میں ڈوبے ہوئے آدھا گھنٹہ گزر گیا کہ اچانک اس کی

نظریں ایک سیاہ لیموسین کار پر پڑیں جو مڑ کر ایک بہت بڑی سُپر مارکیٹ کے سامنے رک رہی تھی۔ لیموسین بالکل نئے ماڈل کی تھی اور بہت باوقار اور شاندار تھی۔ ٹائیگر چونکہ اچھی اور اعلیٰ کاروں کا بے حد شوقین تھا۔ اس لئے بے خیالی میں اس کی نظریں لیموسین پر جم گئیں جو بالکل جدید ماڈل کی تھی۔ آج تک ایسے ماڈل کی کار پہلے اس کی نظروں سے نہ گزری تھی۔

کار جیسے ہی سُپر مارکیٹ کے سامنے رکی۔ ایک نوجوان کار سے اترا اور پھر باوقار انداز میں قدم اٹھاتا سُپر مارکیٹ میں داخل ہو گیا۔ اور جیسے ہی ٹائیگر کی نظریں کار سے اترنے والے نوجوان پر پڑیں۔ وہ یوں اپنی جگہ سے اچھلا جیسے اس کے پیر پر کسی بچھو نے کاٹ لیا ہو۔

کار سے اترنے والے نوجوان کی شکل دیکھتے ہی ٹائیگر کے ذہن میں رچرڈ کے کمرے میں آنے والے حملہ آور کی شکل گھوم گئی۔ اور ٹائیگر تیزی سے دوڑتا ہوا اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ وہ اس نوجوان کو قریب سے دیکھنا چاہتا تھا تاکہ اگر یہ وہی ہو تو اس سے پچھلا حساب بے باق کر سکے۔

لفٹ سے اتر کر وہ تیر کی طرح ہال سے ہوتا ہوا مین گیٹ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

مین گیٹ سے باہر نکل کر ٹائیگر نے ایڑیوں کے بل اونچا ہو کر اُدھر دیکھا جدھر سُپر مارکیٹ کے سامنے لیموسین کار موجود تھی۔ وہ دراصل یہ اندازہ کرنا چاہتا تھا کہ لیموسین اس کے وہاں پہنچنے تک ٹھہرے گی یا نہیں۔ اور پھر اُسی لمحے اسے وہ کار آگے کھسکتی نظر آئی۔ چنانچہ وہ تیزی سے کمپاؤنڈ میں کھڑی اپنی چھوٹی سی مگر طاقتور انجن والی سپورٹس کار کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس کے پاس موٹر سائیکل بھی تھی اور کار بھی۔ وہ عام طور پر موٹر سائیکل ہی استعمال کرتا

تھا مگر اب لیموسین کار کے پیش نظر اس نے سپورٹس کار میں اس کا تعاقب کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔

چند ہی لمحوں بعد اس کی سپورٹس کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی روڈ پر آئی اور پھر کاروں کے سیلاب میں شامل ہو گئی۔ چونکہ لیموسین کار کافی آگے جا چکی تھی اس لئے ٹائیگر اسے دیکھ نہ پا رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ جلد از جلد اس کے پیچھے پہنچ جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کسی بائی روڈ پر مڑ جائے۔ چنانچہ ٹائیگر نے کاروں کو اوورٹیک کرنا شروع کر دیا۔ اس کی کار یوں مختلف کاروں کو کاٹتی۔ لہراتی اور ڈولتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی جیسے کسی سرکس میں کمالات دکھائے جا رہے ہوں۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر لیموسین کار کے عقب میں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب وہ بڑے اطمینان سے کار چلا رہا تھا۔ لیموسین کے عقبی شیشے سے اس کی نظریں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان کی پشت پر جمی ہوئی تھیں اور اب اُسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ صحیح آدمی تک پہنچا ہے۔

کافی دُور آگے جا کر لیموسین کار دائیں طرف جانے والی بائی روڈ پر مڑ گئی۔ اس سڑک پر ٹریفک کم تھا۔ اس لئے ٹائیگر پوری تیزی سے کار چلاتا ہوا لیموسین کے برابر سے گزرتا چلا گیا۔ لیموسین کار چلانے والے نے ایک نظر ٹائیگر کی طرف دیکھا اور پھر اس نے بھی شاید ایکسیلیٹر دبا دیا کیونکہ لیموسین ایک زبردست جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور دوسرے لمحے ٹائیگر کی کار کو کاٹتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ ٹائیگر کو بھی جلال آ گیا اور اس نے بھی پوری قوت سے ایکسیلیٹر دبا دیا اور اس کی سپورٹس کار رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح آگے بڑھی اور پھر تو باقاعدہ دونوں کاروں میں ریس شروع ہو گئی۔

لیموسین کار انتہائی طاقتور انجن کی مالک ہوتی ہے اس لیے وہ کئی بار ٹائیگر کی کار کو پیچھے چھوڑ گئی۔ مگر ٹائیگر کی کار بھی سپورٹس کار تھی اور اس کا انجن خصوصی ساخت کا تھا اس لئے مقابلہ تقریباً برابر ہی رہا۔ کبھی لیموسین آگے ہو جاتی اور کبھی سپورٹس کار۔

بہرحال اسی طرح مقابلہ کرتے ہوتے وہ کافی دُور نکل گئے۔ یہ سڑک ایک کالونی کے قریب سے ہوتی ہوئی آگے ایک گھنے جنگل تک چلی جاتی تھی۔ جنگل کے اندر فارسٹ ڈویژن کا فیلڈ آفس تھا۔ اور سڑک اس آفس تک جا کر ختم ہو جاتی تھی۔

ریس کے دوران وہ کالونی کو پیچھے چھوڑ گئے اور اب وہ دونوں جنگل کے قریب پہنچ گئے تھے۔ اب یہاں دُور دُور تک نہ ہی کوئی آبادی تھی اور نہ ہی کوئی کار نظر آ رہی تھی۔ اس وقت لیموسین کار ٹائیگر کی کار سے آگے تھی۔

اچانک لیموسین کار ایک جھٹکے سے مڑی اور پھر سڑک روک کر کھڑی ہو گئی ٹائیگر نے پوری قوت سے بریک لگائے اور اس کی کار کے ٹائروں نے پوری قوت سے چیخیں مار کر سڑک کو پکڑ لیا۔ سپورٹس کار کے ٹائر بریک لگتے ہی ذرا سے ٹیڑھے ہو جاتے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ جلد ہی رک جاتی تھی۔ ورنہ لیموسین کار نے اُسے کچھ زیادہ فاصلہ رکھنے کے لئے نہ دیا تھا۔ اگر ٹائیگر کی کار سپورٹس ماڈل کی نہ ہوتی تو یقیناً وہ ایک دھماکے سے لیموسین کار سے جا ٹکراتی۔

ٹائیگر کی کار جیسے ہی رکی۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا۔ مگر اسی لمحے وہ نوجوان اپنی کار سے اتر کر ٹائیگر کے پاس پہنچ گیا۔

"باہر نکل آؤ نوجوان! —— تم نے مجھے پہچاننے میں غلطی نہیں کی —— مگر مجھے بھی چہرے پہچاننے کا خصوصی ملکہ حاصل ہے" —— لیموسین کار والے نوجوان

نے بڑے طنزیہ انداز میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چلو اچھا ہوا کہ تم نے بھی مجھے پہچان لیا ہے ۔۔۔ اس طرح مجھے قرض چکانے میں آسانی رہے گی" ۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے اطمینان سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

اور پھر جیسے ہی ٹائیگر کے دونوں پیر زمین سے لگے۔ اس نے اچانک چیتے کی سی تیزی سے چھلانگ لگا دی۔ نوجوان نے بڑی پھرتی سے جھکائی دے کر اس کی زد سے اپنے آپ کو بچا لیا۔ مگر ٹائیگر بھی پوری طرح ہوشیار تھا۔ اس نے ہوا میں ہی اپنا رُخ بدلا اور سیدھا نوجوان سے جا ٹکرایا۔ نوجوان لڑکھڑا کر نیچے گرا۔ مگر اس نے انتہائی پھرتی سے ٹائیگر کو ایک طرف اچھال دیا۔ اور پھر وہ دونوں بیک وقت ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

حملہ آور نوجوان کے چہرے پر غصے کی سرخی تھی جبکہ ٹائیگر کے چہرے پر اطمینان تھا۔

"میری زندگی میں تم پہلے شخص ہو جس نے میرے جسم کو چھونے میں کامیابی حاصل کی ہے ۔۔۔ اس کا انعام میں تمہیں دے سکتا ہوں کہ تمہیں آسان موت مار دوں" ۔۔۔ حملہ آور نوجوان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور شاید میں تمہاری زندگی کا پہلا آدمی ثابت ہوں گا جو تمہارے جسم کی ہڈیوں کے چٹخنے کی دلآویز آوازیں سنوں گا" ۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر دوسرے لمحے ان دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے پر چھلانگیں لگا دیں اور پھر وہ دونوں ہوا میں ہی ایک زوردار دھماکے سے ٹکرا گئے۔ ٹائیگر نے ٹکراتے ہی اپنے جسم کو مخصوص انداز میں موڑا اور پھر اس کی کھڑی ہتھیلی پوری قوت سے نوجوان کی پسلیوں پر پڑی اور اسی لمحے نوجوان نے بھی پوری قوت

سے اپنا گھٹنا موڑ کر ٹائیگر کی ناف کے نیچے مارا اور پھر دونوں کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں اور وہ دونوں ہی زمین پر گر پڑے۔

نیچے گرتے ہی ٹائیگر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے قلابازی کھائی اور پھر اس نے اپنی ایک لات پوری قوت سے گھما کر نوجوان کے پہلو میں ماری اور پھر جیسے ہی نوجوان نے لات کھا کر اپنے جسم کو سمیٹا۔ ٹائیگر نے پوری قوت سے اس کے سینے پر ٹکر مار دی۔ مگر اب یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ نوجوان اس کی توقع سے زیادہ جاندار ثابت ہوا۔ اتنی خوفناک ضربیں کھانے کے باوجود اس کے دونوں ہاتھ کسی آکٹوپس کی ٹانگوں کی طرح حرکت میں آئے اور اس نے پوری قوت سے ٹائیگر کی گردن کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم برف کے سمندر میں ڈوبتا چلا گیا ہو۔ وہ اپنے جسم کو حرکت دینے سے بھی معذور ہو گیا۔

نوجوان نے پوری قوت سے ٹائیگر کو ایک طرف دھکیلا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کی جھلکیاں تھیں اور ٹائیگر کی زوردار ضربوں کا عکس بھی اس کے بگڑے ہوئے چہرے سے صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ زور زور سے سانس لے رہا تھا جیسے جسم میں ابھرنے والی تکلیف کی لہروں پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہو۔

ٹائیگر زمین پر بے حس و حرکت پڑا تھا البتہ اس کا ذہن بیدار تھا اور آنکھیں بھی کھلی ہوئی تھیں۔ صرف وہ حرکت کرنے سے معذور تھا۔

نوجوان نے چند لمحوں بعد بڑے نفرت بھرے انداز میں ٹائیگر کو دیکھا اور پھر اس کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مگر مہلک پستول چمک رہا تھا۔ اس نے دانت پیستے ہوئے ریوالور کا رُخ ٹائیگر کے

سینے کی طرف کیا اور پھر اس کی انگلی ٹریگر پر ٹرپنے لگی۔

ٹائیگر نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اُسے یقین آگیا تھا کہ اس کا آخری لمحہ آن پہنچا ہے۔

"نہیں!۔۔۔ تم ایسے نہیں مرو گے۔۔۔ میں تمہیں ایسی موت ماروں گا کہ تم تڑپ تڑپ کر خود مجھ سے موت مانگو گے"۔۔۔ نوجوان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اور پھر ٹائیگر نے آنکھیں کھول دیں۔ نوجوان پستول واپس جیب میں رکھ رہا تھا۔ ٹائیگر نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ فرضی طور پر موت اس کے دروازے سے ہٹ گئی تھی۔

نوجوان نے پستول جیب میں رکھ کر نیچے پڑے ہوئے ٹائیگر کی ٹانگ ایک ہاتھ سے پکڑی اور اُسے زمین پر گھسیٹتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر کا جسم اس قدر بے حس ہو چکا تھا کہ سڑک پر بُری طرح گھسٹنے کے باوجود اُسے کسی قسم کی تکلیف کا احساس تک نہ ہو رہا تھا۔

اپنی کار کے قریب پہنچ کر نوجوان نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر ٹائیگر کو اٹھا کر دونوں نشستوں کی درمیانی جگہ میں آلوؤں کے بورے کی طرح ٹھونس دیا۔ پھر اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ بند کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کے ڈیش بورڈ پر نصب مختلف بٹنوں کی قطار میں سے ایک بٹن کو دبایا تو ڈیش بورڈ کے نیچے ایک خفیہ خانہ کھل گیا۔ نوجوان نے اس میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا مگر جدید قسم کا ٹائم بم نکالا اور اُسے لیکر سڑک پر کھڑی ٹائیگر کی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دو منٹ کا وقت سیٹ کر کے ٹائم بم کو آن کیا اور پھر اسے ٹائیگر کی کار کی نشست پر رکھ کر دروازہ بند کر دیا۔

ٹائم بم ٹائیگر کی کار میں رکھ کر وہ تیزی سے چلتا ہوا اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا اور چند لمحوں بعد لیموسین کار تیزی سے موڑ کاٹ کر ٹائیگر کی کار کے قریب سے گزرتی ہوئی واپس شہر کی طرف دوڑنے لگی۔ نوجوان نے لیموسین کار کی رفتار خاصی تیز کر رکھی تھی۔

اور پھر جب لیموسین کار ٹائیگر کی کار سے تقریباً ڈیڑھ فرلانگ پر پہنچی تو پیچھے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور نوجوان کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔ جب کہ پچھلی نشستوں کے درمیان ٹھنسے ہوئے ٹائیگر نے بے اختیار اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ نوجوان نے اس کی کار کو اڑا دیا ہے۔

ٹائیگر نے بڑے شوق سے یہ کار خریدی تھی اور وہ اسے بیحد پسند کرتا تھا اس لئے اُسے یہ دھماکہ اپنے دل کی گہرائیوں میں ہوتا محسوس ہوا تھا۔ مگر وہ کیا کرتا۔ بے بس تھا۔ نوجوان نے معلوم نہیں اس کی کونسی رگ اپنی اصل جگہ سے ہٹا دی تھی کہ وہ مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔

چونکہ ٹائیگر نشستوں کے درمیان نیچے پڑا ہوا تھا اس لئے اُسے ارد گرد کے مناظر بھی نظر نہ آ رہے تھے۔ مگر چونکہ وہ اسی راستے سے آیا تھا اور اس لئے اُسے فاصلے کا اندازہ تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب لیموسین کار نے ایک موڑ کاٹا اور پھر دوسری کاروں کے چلنے کی آوازیں ٹائیگر کے کانوں سے ٹکرائیں تو ٹائیگر کو معلوم ہو گیا کہ وہ مین روڈ پر پہنچ گئے ہیں۔ پھر اس نے اپنے طور پر سمت کا اندازہ لگانا شروع کر دیا۔ مگر نوجوان اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہی ہوشیار اور چالاک ثابت ہوا۔ اس نے بار بار مختلف سڑکوں پر کار کو کچھ اتنی زیادہ تعداد میں موڑا تھا کہ

ٹائیگر کے تمام اندازے دھرے کے دھرے رہ گئے۔

اور پھر تقریباً مزید آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد کار ایک جگہ رک گئی۔ اور نوجوان نے مخصوص انداز میں کار کا ہارن تین بار بجایا۔

چند لمحوں بعد کار کھسکی اور پھر آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دور چل کر کار پھر رک گئی اور نوجوان دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"پچھلی نشستوں کے درمیان ایک مفلوج شخص پڑا ہوا ہے ـــ اسے اٹھا کر بلیو روم میں پہنچا دو"ـــــ نوجوان نے نیچے اتر کر کسی کو تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس کے قدموں کی آواز دور ہوتی چلی گئی۔

چند لمحوں بعد ہی کار کا دروازہ کھلا اور دو ہاتھوں نے اسے بڑی بیدردی سے باہر کھینچ لیا۔

ٹائیگر نے دیکھا کہ وہ ایک قوی ہیکل نوجوان تھا جس کا چہرہ سرخ رنگ کے نقاب سے ڈھکا ہوا تھا۔ صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ ٹائیگر اس کی آنکھیں ہی دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ کوئی مقامی ہے۔ نقاب کے اوپر بارہ کا ہندسہ لکھا ہوا تھا۔

نقاب پوش نے منہ سے بغیر کوئی لفظ نکالے ٹائیگر کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر لاد لیا۔ ٹائیگر کی نظریں تیزی سے ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لینے لگیں۔ یہ ایک کافی بڑی کوٹھی تھی اور کار اس کے وسیع و عریض مگر انتہائی جدید قسم کے پورچ میں کھڑی تھی۔

نقاب پوش ٹائیگر کو اٹھائے سیڑھیاں چڑھ کر برآمدے میں آیا اور پھر مختلف کمروں سے گزر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے دروازے کی دہلیز کی اندرونی طرف لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو بوٹ کی

نوک سے دبایا تو کمرے کا فرش شمالی دیوار کے قریب سے ہٹتا چلا گیا۔ اب وہاں سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ نقاب پوش ٹائیگر کو اٹھائے سیڑھیاں اتر کر ایک راہداری میں پہنچا اور راہداری کے آخر میں بنے ہوئے ایک دروازے کے سامنے رک گیا۔ اس نے چند لمحے تک دروازے کے قریب رک کر انتظار کیا اور پھر دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ نقاب پوش اندر داخل ہوا اور اس نے ٹائیگر کو کندھے سے اتار کر فرش پر بڑی بیدردی سے پٹخ دیا۔ اس طرح گرنے سے ٹائیگر کی ہڈیوں نے یقیناً احتجاج کیا ہوگا مگر اعصاب مفلوج ہونے کی وجہ سے احتجاج کا اسے احساس تک نہ ہوا۔

نقاب پوش ٹائیگر کو نیچے گرا کر تیزی سے ایک طرف بڑھا اور پھر اس نے دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے لوہے کے ایک صلیب نما سٹینڈ کو اٹھا کر کمرے کے درمیان میں ٹائیگر کے قریب رکھ دیا۔ اس کے کناروں پر لوہے کی چھوٹی چھوٹی زنجیریں نصب تھیں۔

پھر نقاب پوش نے ٹائیگر کو اٹھا کر اس سٹینڈ پر لٹایا اور ایک زنجیر اس کی گردن کے گرد لپیٹ کر دوسری طرف بنے ہوئے کنڈے میں اٹکا دیا۔ دونوں بازوؤں کو بھی پھیلا کر اسی طرح زنجیروں میں جکڑ کر اس نے اس کے دونوں پیر بھی زنجیر سے جکڑ دیئے اور پھر اس نے سٹینڈ کو اٹھا کر کمرے کے درمیان میں کھڑا کر دیا۔

اب ٹائیگر صلیب نما سٹینڈ پر زنجیروں میں بندھا ہوا کھڑا تھا۔ سٹینڈ کو کھڑا کر کے نقاب پوش تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی نہ صرف دروازہ بند ہو گیا بلکہ اسے سائیڈ سے ایک دیوار نے آگے بڑھ کر چھپا لیا۔ اب وہاں دروازے کا وجود تک دکھائی نہ دیتا تھا۔

ٹائیگر نے دیکھا کہ کمرے کی دیواروں پر مختلف قسم کے تشدد کرنے والے آلات لٹکے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ کمرہ خاص طور پر تشدد کرنے کے لئے ہی بنایا گیا ہو۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر کے بالکل سامنے دیوار ایک طرف ہٹی اور وہاں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ دروازہ خود بخود کھلا اور پھر لیموسین کار والا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے اندر آکر دیوار پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارا تو دیوار برابر ہو گئی۔

"ہاں تو نوجوان۔۔۔ اب اپنی زندگی کے سب سے کٹھن لمحات بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔۔۔ نوجوان کے لہجے میں شیطانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

ٹائیگر خاموش رہا۔ ظاہر ہے اس کی زبان بھی جسم کے ساتھ ہی مفلوج ہو چکی تھی۔

نوجوان ایک لمحے تک بغور ٹائیگر کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ٹائیگر کی گردن پر اپنا ہاتھ مخصوص انداز میں رکھا اور پھر اس کا انگوٹھا کسی سانپ کی زبان کی طرح اس کی گردن پر رینگنے لگا۔ پھر ایک مخصوص جگہ پر پہنچ کر انگوٹھے نے تیزی سے حرکت کی اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں رکی ہوئی خون کی گردش تیزی سے بحال ہوتی جا رہی ہو۔

اب ٹائیگر کا مفلوج پن دور ہو چکا تھا۔ اس نے بے اختیار اپنے بازوؤں اور سر کو حرکت دی اب وہ باقاعدہ حرکت میں آگئے تھے۔

نوجوان اس کی رگ کو ٹھیک کر کے مڑا۔ اور پھر تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دیوار پر لٹکا ہوا ایک کوڑا اتارا۔ یہ کوڑا مخصوص انداز کا تھا۔ اس کی رسی کے ساتھ فولادی تاروں کے گچھے جگہ جگہ بندھے ہوئے تھے۔ اس کوڑے کی ایک ضرب ہی جسم کا گوشت جگہ جگہ سے نوچ لیتی تھی۔

کوڑا لہراتا ہوا نوجوان تیزی سے ٹائیگر کی طرف بڑھا اور اس کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک تھی۔

"ہاں!۔۔۔ اب تفصیل سے سب کچھ بتا دو کہ تم کون ہو۔۔۔؟ اور جیپرڈ کے کمرے میں تمہارا ساتھی کون تھا۔۔۔؟ تم کہاں سے میرا تعاقب کر رہے تھے"۔۔۔؟ حملہ آور نوجوان نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوڑے کو لہراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم وہاں سڑک پر مجھے گولی مار دیتے تو پھر یہ باتیں کس سے پوچھتے"۔۔۔؟ ٹائیگر نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہی سوچ کر تو میں رک گیا تھا۔۔۔ دیکھو! مجھے کسی پر خواہ مخواہ کا ظلم اچھا نہیں لگتا۔۔۔ ورنہ تم اس کوڑے کو دیکھ رہے ہو۔ اس کی ایک ضرب تمہارے جسم کی کھال نوچ لے گی۔۔۔ اور پھر اس کمرے میں ایسے ایسے قدیم و جدید آلات موجود ہیں کہ ان کے سامنے پتھر بھی بول پڑتے ہیں۔۔۔ اس لئے تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم منہ کھول دو"۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"اگر تم صرف میرا منہ کھلوانے کے ہی خواہشمند ہو تو یہ لو"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا منہ پھاڑ لیا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے چڑا رہا ہو۔

اور پھر تو نوجوان پر غصے اور وحشت کا دورہ سا پڑ گیا۔ اس نے پوری قوت سے کوڑا لہراتے ہوئے بندھے ہوئے ٹائیگر کے جسم پر مارا۔ اور ٹائیگر نہ چاہتے ہوئے بھی چیخنے پر مجبور ہو گیا۔ کوڑے نے اس کے کپڑے کھال سمیت نوچ لئے تھے۔

نوجوان نے ایک کے بعد لگاتار دوسری ضربیں لگانی شروع کر دیں اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ریشے ریشے سے جان نکلتی چلی جا رہی ہو۔ اس

کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخوں سے کمرہ گونج رہا تھا۔

" بتاتا ہوں ۔ بتاتا ہوں " ـــ اچانک ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا اور نوجوان نے ہاتھ روک لیا۔ وہ غصے کی شدت سے ہانپ رہا تھا۔

ٹائیگر کے جسم کے بیشتر حصوں سے خون بہہ رہا تھا۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ آنکھیں ابل کر باہر کو آگئی تھیں۔

" بتاؤ ۔ جلدی بتاؤ ۔ ورنہ کوڑے مار مار کر تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دوں گا" ـــ نوجوان نے کہا۔

" پپ ۔ پانی ۔ مجھے پانی پلوا دو ۔ میں مر رہا ہوں" ـــ ٹائیگر نے دردناک لہجے میں کہا۔

" کوئی پانی وانی نہیں ہے ـــ جلدی بتاؤ" ـــ نوجوان نے کوڑے کو ایک بار پھر لہراتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے ٹائیگر کا سر ایک طرف کو ڈھلک گیا۔

" اوہ ! کم بخت بیہوش ہو گیا ہے" ـــ نوجوان نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کوڑا ایک طرف پھینکا اور خود دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار کو ایک مخصوص جگہ سے دبایا۔ دوسرے لمحے دیوار کا ایک حصہ ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ اب وہاں الماری سی نظر آ رہی تھی۔

نوجوان نے الماری کے ایک خانے میں رکھی ہوئی شراب کی بوتل اٹھائی اس کا ڈھکن کھولا اور پھر مڑ کر ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کو بلندی سے پکڑ کر شراب کے چھینٹے ٹائیگر کے منہ پر مارنے شروع کر دیئے۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر نے آنکھیں کھول دیں تو نوجوان نے بوتل کا منہ ٹائیگر کے منہ میں دے دیا اور ٹائیگر بے اختیار ہو کر غٹاغٹ شراب پیتا چلا گیا۔ جب

بوتل آدھی ہو گئی تو نوجوان نے بوتل ایک جھٹکے سے کھینچ لی۔

" ہاں ! ـــ اب بتاؤ " ـــ نوجوان نے کہا۔

اب ٹائیگر کے چہرے پر قدرے سکون تھا

" میرا نام ٹائیگر ہے ـــ میں ایک شخص عمران کا ملازم ہوں ـــ اس وقت رچرڈ کے کمرے میں عمران اور میں موجود تھے۔ مگر تم وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ـــ پھر عمران نے مجھے تمہاری کار کا نمبر دے کر ہدایت کی کہ میں کار میں سڑکوں پر گھومتا رہوں اور جب بھی اس نمبر والی کار نظر آئے تو اس کا تعاقب شروع کر دوں" ـــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" میری کار کا نمبر دیا تھا عمران نے ـــ مگر اسے کیسے معلوم ہوا" ـــ ؟ نوجوان نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

" مجھے نہیں معلوم اس نے یہ نمبر کہاں سے لیا تھا" ـــ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم اپنی رپورٹ کسے دیتے ہو" ـــ ؟ نوجوان نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

" عمران کو فون پر رپورٹ دیتا ہوں" ـــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" فون نمبر بتاؤ " ـــ نوجوان نے چونکتے ہوئے کہا اور عمران کے فلیٹ والا فون نمبر ٹائیگر نے بتا دیا۔

" تم اس کی رہائش جانتے ہو" ـــ ؟ نوجوان نے پوچھا۔

" ہاں ! ـــ وہ کنگ روڈ پر فلیٹ میں رہتا ہے" ـــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" مگر رچرڈ کا تو کہنا تھا کہ اس نے عمران کو کنوئیں میں پھینک دیا ہے۔ پھر عمران کیسے باہر آ گیا" ـــ ؟ نوجوان نے کہا۔

اور پھر ٹائیگر نے پوری تفصیل سے تمام واقعات سچ سچ بتا دیئے۔

"ہوں! — تو یہ بات ہے" — نوجوان نے اس کا جواب سُن کر سوچتے ہوئے کہا۔

"دیکھو! — میں نے سچ سچ بتا دیا ہے — میں صرف عمران کے پاس ملازم ہوں — وہ مجھے تنخواہ دیتا ہے۔ اس کے علاوہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے — اگر تم چاہو تو میں اس کی بجائے تمہاری نوکری بھی کر سکتا ہوں" — ٹائیگر نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"مگر مجھے کیسے یقین آئے گا کہ تم میرے وفادار رہو گے" — نوجوان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تم جس طرح چاہو — آزما لو" — ٹائیگر نے اُسے آفر دیتے ہوئے کہا۔

"چلو — یہ بھی دیکھ لیتے ہیں — اگر تم امتحان میں کامیاب رہے تو تمہیں عمران کی نسبت ڈبل تنخواہ دونگا" — نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ہر امتحان کے لئے تیار ہوں" — ٹائیگر نے فوراً جواب دیا۔

"تم عمران کو ایک مخصوص جگہ پر بلاؤ — پھر اس سے ملو اور اُسے اپنے ساتھ لے کر جہاں میں کہوں وہاں پہنچ جاؤ — یہی تمہارا امتحان ہے" — نوجوان نے ٹائیگر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تیار ہوں" — ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او۔کے! — دیکھ لیتے ہیں — لیکن ایک بات سُن لو — میری ہزار آنکھیں ہیں — اگر تم میرے خلاف کسی غلط بات کا تصور بھی ذہن میں لے آؤ گے تو مجھے معلوم ہو جائے گا — اور پھر ایک دردناک موت تمہارا انجام بن جائے گی" — نوجوان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہاری فطرت جان لی ہے — یقین کرو مجھے صرف پیسے سے غرض

ہے — میرے لئے عمران مرے یا جئے — مجھے کوئی پرواہ نہیں" — ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او۔کے!" — نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر دیوار کے اسی حصے کی طرف چل دیا جہاں دروازہ نمودار ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد دیوار ہٹی اور دروازہ دوبارہ نمودار ہوا۔ نوجوان اس دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ دیوار ایک بار پھر برابر ہو گئی۔

تقریباً پانچ منٹ بعد دوسری دیوار سے دروازہ نمودار ہوا اور وہی نقاب پوش دوبارہ اندر داخل ہوا۔

"خاصے سخت جان ہو دوست کہ اس کوڑے کی ضربیں کھا کر بھی زندہ ہو" — نقاب پوش نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور ٹائیگر صرف مسکرا دیا۔

نقاب پوش نے زمین پر پڑا ہوا کوڑا اٹھا کر دوبارہ دیوار پر لٹکایا اور پھر اس نے سٹینڈ کو سیدھا کر کے زمین سے لگا دیا اور پھر ٹائیگر کے ہاتھ پیر کھولنے لگا۔

"کیا تم اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاؤ گے" — ؟ نقاب پوش نے کہا۔

"ہاں" — ٹائیگر نے مختصر سا جواب دیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے زخموں سے ابھی تک خون رس رہا تھا۔

"پھر میرے پیچھے چلے آؤ — اور سنو! — کوئی غلط حرکت نہ کرنا — زندگی بچانے کے موقعے بار بار نہیں ملا کرتے" — نقاب پوش نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو دوست! — میں کوئی غلط حرکت نہ کرونگا" — ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ نقاب پوش کے پیچھے چلتا ہوا اس کمرے سے باہر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد واپس اسی راستے پر چلتے ہوئے وہ اوپر کوٹھی میں آ گئے۔

نقاب پوش اُسے ایک کمرے میں لے آیا اور اُسے بیڈ پر لیٹنے کا اشارہ کیا اور ٹائیگر خاموشی سے بیڈ پر لیٹ گیا۔

"تمہارے باس کا نام کیا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہمیں نام سے کوئی غرض نہیں ۔۔۔ ہم سب اسے باس ہی کہہ کر پکارتے ہیں"۔۔۔ نقاب پوش نے کہا اور پھر اس نے الماری کھول کر اس میں سے فرسٹ ایڈ کا سامان نکالا اور ٹائیگر کے بچے ہوئے کپڑے اتار کر اس نے اس کے زخموں کی مرہم پٹی شروع کر دی۔ وہ اس کام میں خاصی مہارت رکھتا تھا کیونکہ اس کے ہاتھ بڑے ماہرانہ انداز میں چل رہے تھے۔

"تمہارا اپنا نام کیا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"میرا نام روشن اور نمبر بارہ ہے ۔۔۔ یہاں سب ایک دوسرے کو نمبروں سے پکارتے ہیں"۔۔۔ نقاب پوش نے جواب دیا۔

"کام"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"بلیو روم کا انچارج ہوں ۔۔۔ بلیو روم میں مرنے والوں کی لاشیں ٹھکانے لگاتا ہوں ۔۔۔ باس جنہیں زندہ رہنے دے ان کی مرہم پٹی کرتا ہوں"۔۔۔ روشن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ٹائیگر خاموش ہو گیا۔

مرہم پٹی کے بعد روشن نے الماری میں سے ایک لباس نکال کر ٹائیگر کو دے دیا۔

"اسے پہن لو ۔۔۔ اور انتظار کرو کہ باس تمہیں کس وقت بلاتا ہے"۔۔۔ روشن نے لباس ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر نے خاموشی سے لباس پہن لیا۔ یہ بالکل اسی قسم کا لباس تھا جیسا روشن

نے پہن رکھا تھا۔ صرف نقاب اوڑھنا باقی رہ گیا تھا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں"۔۔۔ روشن نے کہا اور دروازے کی طرف مڑا۔ اور اسی لمحے ٹائیگر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کی کھڑی ہتھیلی پوری قوت سے روشن کی گردن کی سائیڈ پر پڑی اور روشن لڑکھڑا کر فرش پر گر گیا۔ اس نے نیچے گر کر بجلی کی سی تیزی سے تڑپ کر اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر ٹائیگر تیزی سے جھکا اور اس کے دونوں ہاتھ روشن کی گردن پر جم گئے۔ اُسے ابھی تک اپنی گردن کے ایک مخصوص حصے میں ہلکا ہلکا درد محسوس ہو رہا تھا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں کی رگ نوجوان نے مخصوص انداز میں دبائی تھی۔

اور پھر ٹائیگر نے بھی وہی تجربہ کیا اور اس کا انگوٹھا تیزی سے روشن کی اس جگہ کو ٹٹولتا چلا گیا۔ اور پھر ٹائیگر نے اندازے سے ایک جگہ کو اپنے انگوٹھے سے دائیں بائیں رُخ پر جھٹکا دے کر دبایا اور دوسرے لمحے ٹائیگر کے چہرے پر مسرت کے آثار اُبھر آئے۔ کیونکہ تڑپتا ہوا روشن یکدم ساکت ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں مگر وہ مفلوج ہو چکا تھا۔

ٹائیگر ایک طویل سانس لیتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ اتنے خوفناک عذاب بھگتنے کے بعد اُسے ایک انتہائی اہم گر ہاتھ لگ گیا تھا۔ اور اب اُسے اس گر کے سامنے وہ تشدد بڑا ہلکا سا معلوم ہو رہا تھا۔

ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے روشن کے چہرے سے نقاب اتار کر اپنے چہرے پر اوڑھ لیا اور پھر اس نے روشن کے لباس کی تلاشی لی۔ روشن کی پتلون کی جیب میں ایک ریوالور موجود تھا۔ ٹائیگر نے اُسے بھی اپنی جیب میں منتقل کر لیا۔ پھر روشن کے بوٹ اتار کر خود پہنے اور تیار ہو کر روشن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معاف کر دینا دوست! ۔۔۔ مگر میں مجبور تھا ۔۔۔ تمہارا باس تمہیں ٹھیک

کرلے گا ــــ یہ گُر میں نے اسی سے سیکھا ہے ــ اور ہاں! ــ اُسے میرا پیغام دے دینا کہ ٹائیگر اپنے پر ہونے والے تشدد کا انتقام ضرور لے گا" ــــ ٹائیگر نے کہا اور پھر تیزی سے دروازے سے باہر نکل آیا۔

وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں تھا۔ راہداری آگے جاکر مڑتی ہوئی بیرونی برآمدے میں آگئی۔ برآمدے میں چار نقاب پوش ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے ہوئے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

"کہاں جارہے ہو نمبر بارہ" ــــ؟ ایک نقاب پوش نے جس کا نمبر دو تھا۔ کرخت لہجے میں کہا۔

"باس نے کہا ہے کہ میں کوٹھی سے باہر جاکر پبلک فون بوتھ سے ایک مخصوص نمبر پر فون کروں" ــــ ٹائیگر نے روشن کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ" ــــ نمبر دو نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر تیزی سے پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے اپنی چال بھی روشن کی چال کے مطابق رکھی۔ وہ کوٹھی سے باہر آنے تک انہیں مشکوک نہ کرنا چاہتا تھا ورنہ اُسے معلوم تھا کہ اس کا زندہ نکل جانا محال ہوجائے گا۔

پھاٹک کے قریب پہنچ کر ٹائیگر نے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھولی اور پھر کوٹھی کی طرف پشت کرکے اس اپنا نقاب اتارا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے باہر کو چھلانگ لگادی۔ اُسے خطرہ تھا کہ نقاب اترتے ہی اس کے بال دوسرے نقاب پوشوں کو نظر آجائیں گے کیونکہ روشن اور اس کے بالوں میں خاصا فرق تھا۔ مگر شائد انہوں نے اس بات پر توجہ نہ دی تھی اس لئے کوئی ردعمل نہ ہوا اور ٹائیگر اطمینان سے چلتا ہوا کوٹھی سے دُور ہوتا چلا گیا۔ البتہ اس نے ایک نظر مڑکر کوٹھی پر ضرور ڈالی تھی۔ باہر نکلتے ہی وہ سمجھ گیا کہ کوٹھی عالیشان کالونی میں واقع ہے۔

جلد ہی اسے ایک ٹیکسی مل گئی اور پھر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو اپنے ہوٹل سے قریبی چوک کا پتہ بتایا اور ٹیکسی تیزی سے اس طرف دوڑنے لگی۔

ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ جلد از جلد ہوٹل پہنچ کر عمران سے رابطہ قائم کرے تاکہ اس کوٹھی پر چھاپہ مارا جاسکے۔

ہوٹل کے قریب چوک پر ٹائیگر ٹیکسی سے اتر گیا اور پھر سیدھا ایک ریڈی میڈ کپڑوں کی دکان میں گھستا چلا گیا۔ اس نے دکان سے ایک ریڈی میڈ سوٹ خریدا۔ وہ اس لباس سے بھی چھٹکارہ پانا چاہتا تھا۔ پھر ایک کیفے میں داخل ہوکر اس نے سیدھا ٹوائلٹ کا رُخ کیا۔ وہاں اس نے اپنا لباس بدلا۔ روشن کا دیا ہوا لباس اس نے اسی لفافے میں پیک کئے جس میں وہ لباس لے کر آیا تھا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کیفے سے باہر آگیا۔

کیفے کے باہر ہی کوڑے کرکٹ کا بڑا ڈرم موجود تھا اس نے لفافہ اس ڈرم میں اچھال دیا اور خود تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

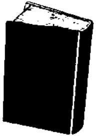

دارالحکومت آجکل غنڈہ گردی، بدمعاشی، ڈاکہ زنی کی لپیٹ میں آیا ہوا تھا۔ منشیات اور سمگلنگ کا مال اتنی کثیر تعداد میں بازاروں میں فروخت ہورہا تھا کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اخبار چیخنے

لگے۔ پولیس اور انٹیلی جنس نے اپنے طور پر خوب بھاگ دوڑ کی مگر سوائے چند چھوٹی مچھلیوں کے کوئی بڑا مجرم ہاتھ نہ آرہا تھا بلکہ یہ سماج دشمن کاروبار دن بدن زور پکڑتا جارہا تھا۔ پولیس والوں کی جان عذاب میں آئی ہوئی تھی۔

پولیس کے اعلیٰ افسر حیران تھے کہ آخر یہ سب کچھ کیسے ہو رہا ہے۔ بدمعاشوں کے گروہوں نے ایک دوسرے کی مخالفت چھوڑ دی تھی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ انہیں کسی قسم کی مخبری نہ ہو رہی تھی بلکہ وہ جسے پکڑتے۔ دوسرا گروپ اس کی جائے واردات سے عدم موجودگی کا ٹھوس ثبوت پیش کر دیتا۔ ان لوگوں نے ملک کے چیدہ چیدہ وکلاء کی خدمات حاصل کر رکھی تھیں جس کا نتیجہ یہ تھا کہ حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے چلے جارہے تھے۔ اب بدمعاشوں کے گروپ ایک دوسرے سے بھی نہ لڑتے تھے۔ وہ لوگ صرف اپنے مخصوص حلقوں میں وارداتیں کرتے اور خوب دھڑلے سے کرتے تھے۔

حتیٰ کہ یہ کام اتنا بڑھ گیا کہ حکومت کو اعلیٰ سطح پر اس کا نوٹس لینا پڑا اور پھر صدر مملکت نے اس سلسلے میں ایک خصوصی میٹنگ طلب کر لی جس میں ایکسٹو کو بھی شرکت کرنی تھی۔

بلیک زیرو اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا اخبار کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اُسے اخبارات کے ذریعے تمام حالات کا بخوبی علم تھا۔ دوسرے لمحے میز پر پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور بلیک زیرو نے چونک کر اخبار ایک طرف رکھا اور رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان سپیکنگ! ——— عمران کہاں ہے" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی باوقار آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب حسب معمول غائب ہیں سر" ——— بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب ——— کیا وہ ملک سے باہر ہے" ——— سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب! ——— چونکہ آجکل کوئی کیس نہیں ہے اس لئے وہ فارغ ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ جب وہ فارغ ہوں تو ادھر کا رُخ نہیں کرتے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔ وہ جان بوجھ کر اصل بات چھپا گیا تھا۔ کیونکہ عمران کی ہدایات یہی تھیں۔

"کیس کیوں نہیں ——— آجکل دارالحکومت میں طوفانِ بدتمیزی برپا ہے ——— اخبارات چیخ رہے ہیں ——— شہریوں کی جان و مال اور عزت سخت خطرے میں ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ کوئی کیس نہیں ہے" ——— سر سلطان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے جناب! ——— مگر یہ کام ہماری لائن کا نہیں ہے ——— یہ فرض پولیس اور انٹیلی جنس کا ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے بدمعاشوں سے نپٹے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— اس کا مطلب ہے کہ اب سیکرٹ سروس کام چور ہوتی جارہی ہے۔ گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اور سیکرٹ سروس سوچتی رہے کہ یہ ہماری لائن کا کام نہیں ہے" ——— سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر! ——— آپ ناراض نہ ہوں ——— آپ نے خود ہی تو ہمیں پابند کیا ہوا ہے کہ ہم ملکی غیر اہم معاملات میں ہاتھ نہ ڈالا کریں ——— سر رحمان شکایت کرتے ہیں" ——— بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ـــ مگر اس بار حالات کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تشویشناک معلوم ہو رہے ہیں اس لئے میں ایسا سوچنے پر مجبور ہوا ہوں ۔ بہرحال صدر مملکت نے اس بارے میں ایک خصوصی میٹنگ کال کی ہے اس میں شاید فیصلہ ہو جائے کہ ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں ـــ میٹنگ ایک گھنٹے بعد شروع ہونے والی ہے ـــ اگر کہیں سے عمران دستیاب ہو سکے تو اسے میٹنگ میں بھیج دینا ورنہ تم خود ہی آجانا" ـــ سر سلطان نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب! ـــ میں کوشش کرتا ہوں کہ عمران کو ڈھونڈ سکوں ـــ ورنہ میں تو حاضر ہی ہوں" ـــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"او کے ـــ بائی بائی" ـــ سر سلطان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے کریڈل دبا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ پھر جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"شوبرا ہوٹل" ـــ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پرنس راسکل سے بات کراؤ" ـــ اپنے اصل لہجے میں بلیک زیرو نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔

عمران نے ہوٹل شوبرا کا چارج سنبھال لیا تھا اور اس وقت سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم بدمعاشوں کے روپ میں ہوٹل شوبرا میں مقیم تھی۔ البتہ جولیا اصل روپ میں ہوٹل کی چیف مینجر بنی ہوئی تھی۔

"پرنس راسکل سپیکنگ" ـــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔ لہجہ ایسا تھا جیسے کوئی زخمی درندہ غرا رہا ہو۔

"طاہر بول رہا ہوں پرنس! ـــ ابھی ابھی ہیڈ کا فون آیا ہے ـــ کوئی بڑی میٹنگ ہونے والی ہے" ـــ بلیک زیرو نے سر سلطان کا نام لینے کی بجائے ہیڈ کے لفظ سے ان کی طرف اشارہ کیا۔

"تو میں کیا کروں ـــ ان کی تو عادت ہی ہے میٹنگ کرنے کی ـــ تم چلے جانا ـــ اور سنو! ـــ کسی بات کی ہوا نہ لگنے دینا ـــ ورنہ وہ آفت برپا کر دیں گے" ـــ عمران نے بدستور اکھڑے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"بہتر" ـــ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

عمران نے بلیک زیرو کو میٹنگ میں جانے کی اجازت دے دی تھی اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ میٹنگ میں اسے ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیئے جس سے اس تمام طوفان کو روکنے کا بوجھ اس پر نہ پڑے۔ کیونکہ وہ عمران کی لائن آف ایکشن کو سمجھ گیا تھا کہ وہ اس بار مجرم بن کر مجرم کو سامنے لے آنا چاہتا تھا۔

بہرحال کچھ دیر کی سوچ بچار کے بعد وہ ایک فیصلے پر پہنچ گیا اور پھر اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنی مخصوص کار میں ایکسٹو کے روپ میں بیٹھا ایوان صدر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کار کے تمام شیشے ونڈ سکرین سمیت خصوصی طور پر بنائے گئے تھے۔ ان شیشوں میں سے اگر باہر سے جھانکا جاتا تو اندر کچھ نظر نہ آتا تھا مگر اندر سے باہر کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا۔ یہ کار عمران صرف میٹنگ میں جانے اور آنے کے لئے استعمال کرتا تھا کیونکہ اسے نقاب سمیت کار ڈرائیو کرنی پڑتی تھی اور وہ سڑکوں پر تماشہ نہ بننا چاہتا تھا۔

کار کی نمبر پلیٹ پر ایکسٹو کا مخصوص نشان موجود تھا اس لئے جیسے ہی کار ایوان صدر کے دروازے پر پہنچی گارڈ نے سیلوٹ کر کے دروازہ کھول دیا۔ اور

بلیک زیرو کار کو عمارت کے اس حصے کی طرف بڑھائے گیا جو صرف ایکسٹو کے لئے مخصوص تھا۔ اور جہاں سے ایکسٹو اتر کر ایک مخصوص راستے سے اندر میٹنگ ہال میں پہنچتا تھا۔

کار روک کر بلیک زیرو نیچے اترا اور پھر تیزی سے اس راہداری میں سے گزرتا چلا گیا جس کے آخر میں میٹنگ ہال کا دروازہ تھا۔ اور پھر ابھی وہ دروازے کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں شائیں کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو لاشعوری طور پر جھک گیا۔ اور اس کا یہی جھکنا ہی اس کے لئے زندگی کا پیغام ثابت ہوا کیونکہ گولی ٹھیک اس جگہ سے گزری تھی جہاں ایک لمحے پہلے بلیک زیرو کا سر تھا اور دوسرے لمحے گولی راہداری کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ بلیک زیرو اچھل کر دیوار کے ساتھ لگ گیا اور حیرت سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ مگر راہداری خالی تھی وہ حیران تھا کہ گولی کس نے چلائی ہے اور پھر دوسرے لمحے اس کی نظریں دروازے پر لگے ہوئے بلب شیڈ پر جم گئیں۔ دروازے کے اوپر دو بلب لگے ہوئے تھے جن پر شیشے کے خوبصورت سے شیڈ چڑھے ہوتے تھے۔ دونوں بلبوں کے درمیانی خلا میں سے ایک پستول کی نال کا دھانہ نظر آ رہا تھا مگر اُسے اتنی خوبصورتی سے چھپایا گیا تھا کہ بغور دیکھنے پر ہی پتہ چلتا تھا۔ اور پھر بلیک زیرو کو بلب شیڈ سے نکل کر دروازے کے ساتھ ساتھ نیچے قالین تک جاتی ہوئی انتہائی باریک سی تار بھی نظر آ گئی۔ دروازے اور شیڈ کے درمیان تار کو دیوار کے ہم رنگ بنا دیا گیا تھا اس لئے پہلی نظر میں وہ باریک تار نظر نہ آتی تھی۔

بلیک زیرو نے احتیاط سے قدم پیچھے بڑھائے اور پھر اس نے دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی گولی اٹھا کر جیب میں ڈال لی اور پھر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ ساری بات سمجھ گیا تھا جس کسی نے بھی ایکسٹو کو ختم کرنے کا پلان بنایا تھا

اس نے انتہائی ذہانت سے کام لیا تھا۔

بلیک زیرو کو معلوم تھا کہ قالین کے نیچے لمبائی چوڑائی میں ایک پتلی سی پلاسٹک کی شیٹ بچھائی گئی ہوگی اس کے نیچے پستول چلانے والا بٹن دبا ہوا ہوگا تاکہ آنے والے کا پیر جیسے ہی اس شیٹ پر پڑے، پستول کی نال گولی اگل دے اور چونکہ آنے والا اس نال کے بالکل سامنے اور بے خبر ہوگا اس لئے اس کا مارا جانا یقینی ہوتا۔

اب یہ بلیک زیرو کی قسمت تھی کہ وہ لاشعوری طور پر ہلکی سی آواز سنتے ہی نیچے جھک گیا تھا اور گولی اس کے اوپر سے گزرتی چلی گئی تھی۔ پستول کی نال پہ سائلنسر چڑھا ہوا تھا اس لئے صرف شائیں کی آواز ہی سنائی دی تھی اور یہی وجہ تھی کہ گولی چلنے کے باوجود کسی گارڈ نے اس طرف نہ جھانکا تھا۔

بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ اور پھر ہال میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ دو خصوصی گارڈ اس کے پیچھے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے باقی مسلح گارڈ میٹنگ ہال میں ادھر اُدھر پھیلے ہوئے تھے۔

ایکسٹو کے کرسی پر بیٹھتے ہی ہال کے دوسرے دروازے کھلے اور میٹنگ کے شرکا اندر داخل ہونے لگے۔ یہ یہاں کی میٹنگ کا طے شدہ پلان تھا کہ ایکسٹو سب سے پہلے آئے گا اور سب سے بعد میں جائے گا۔ اس لئے جب تک ایکسٹو اپنی کرسی پر نہ بیٹھ جائے کوئی آدمی ہال میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔

میٹنگ میں شریک ہونے والے تمام اعلیٰ ترین حکام تھے اور کسی نہ کسی محکمہ کی نمائندگی کر رہے تھے۔ وہ سب اپنی اپنی مخصوص نشستوں پر بیٹھتے چلے گئے۔

بلیک زیرو کی تیز نظریں ہر ایک کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں اور پھر اس کی نظریں ایک شخص پر جم سی گئیں جو قدرے پریشان اور مضطرب نظر آ رہا تھا۔ وہ بار بار

چور نظروں سے ایکسٹو کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے حیرت مترشح تھی۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ وہ واقعی ایکسٹو کو دیکھ رہا ہے۔ کرسی کی پشت پر چپکے ہوئے کاغذ کے مطابق وہ محکمہ خفیہ کے شعبہ قتل کا چیف یوسف طاہر تھا۔ بلیک زیرو اُسے کافی عرصے سے جانتا تھا۔ اس کے متعلق پورے ملک میں مشہور تھا کہ پیچیدہ سے پیچیدہ قتل کا سراغ وہ یوں لگا لیتا تھا جیسے اُسے سونگھ کر پتہ چل جاتا ہو کہ پورے ملک میں سے قاتل کون ہے۔

بلیک زیرو خاموش بیٹھا رہا اور پھر دروازہ کھلا اور صدر مملکت اندر تشریف لے آئے۔ ان کے ساتھ سر رحمان اور سر سلطان بھی تھے۔ ایکسٹو کے سوا باقی تمام لوگ صدر کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر ایکسٹو پر صدر کے استقبال کے لئے کھڑے ہونے کی پابندی نہ تھی اس لئے وہ بیٹھا رہا۔

صدر مملکت اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے اور انہوں نے ہاتھ اٹھا کر میٹنگ کے آغاز کا اشارہ کیا اور سر رحمان نے اٹھ کر دارالحکومت میں پیش آنے والے حالات تفصیل سے بتانے شروع کر دیئے۔

سر رحمان کے خاموش ہوتے ہی تمام لوگوں نے اس بارے میں اپنی اپنی رائے دینا شروع کر دی کہ ان حالات پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے۔ صرف بلیک زیرو خاموش بیٹھا رہا۔

"مسٹر ایکسٹو! ــــ آپ کیوں خاموش ہیں" ــــ آخر صدر مملکت سے نہ رہا گیا تو انہوں نے بلیک زیرو کو مخاطب ہو کر کہا۔

"میں صرف اسی لئے خاموش ہوں جناب صدر! ــــ کہ یہ کام میری لائن کا نہیں ہے ــــ اور نہ ہی مجھے ان تھرڈ کلاس قسم کے غنڈوں اور بدمعاشوں سے کوئی دلچسپی ہے" ــــ بلیک زیرو نے اپنے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر حالات ــــ" صدر مملکت نے کچھ کہنا چاہا۔

"حالات جو بھی ہیں ــــ یہ کام پولیس اور انٹیلی جنس کا ہے کہ ان کا قلع قمع کرے ــــ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے ملک کی پولیس اور انٹیلی جنس اب بے کار ہوتی جا رہی ہے ورنہ ایسے تھرڈ کلاس قسم کے بدمعاش سر نہ اٹھا سکتے" ــــ بلیک زیرو کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"میں مسٹر ایکسٹو کے الفاظ پر احتجاج کرتا ہوں ــــ مسٹر ایکسٹو کو کوئی حق نہیں ہے کہ میرے محکمے کے متعلق ایسے الفاظ کہیں" ــــ سر رحمان نے فوراً کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ گو صدر مملکت کی وجہ سے انہوں نے حتی الوسع اپنا لہجہ دبانے کی کوشش کی تھی مگر غصے کی شدت پھر بھی نمایاں تھی۔

"سر رحمان! ــــ اس میں بُرا منانے والی کونسی بات ہے ــــ ایکسٹو صحیح کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ کا اور پولیس کا محکمہ مستعد اور فعال رہے تو ایسے حالات ہی پیدا نہ ہوں" ــــ صدر مملکت نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"تو پھر آپ یہ کام مسٹر ایکسٹو کو ہی سونپ دیجئے ــــ میں دیکھوں گا کہ وہ کیا کرتے ہیں" ــــ سر رحمان نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

"معاف کیجئے سر رحمان! ــــ میں نے دوسروں کا کام نپٹانے کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا ــــ یہ آپ کا کام ہے آپ ہی جانیں" ــــ ایکسٹو نے روکھا سا جواب دیا۔ اور سر رحمان کچھ کہتے کہتے رک گئے۔

"ہم یہاں ایک دوسرے سے لڑنے کے لئے نہیں آئے ــــ مسٹر ایکسٹو! یہ ٹھیک ہے کہ یہ کام آپ کی لائن کا نہیں۔ مگر ہمیں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے" ــــ صدر نے ان دونوں کے درمیان بیچ بچاؤ کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے جناب صدر! ـــ کہ میں اس سلسلے میں کوئی تعاون نہیں کر سکتا ـــ آئی ایم ویری سوری" ـــ بلیک زیرو نے صدر مملکت کو بھی روکھا سا جواب دے دیا۔

صدر مملکت حیرت بھرے انداز میں ایکسٹو کو دیکھتے رہ گئے۔ ایکسٹو نے آج تک کسی بھی معاملے میں ایسا رویہ اختیار نہ کیا تھا۔

"مسٹر ایکسٹو! ـــ کیا آپ اس ملک کے باشندے نہیں ہیں ـــ؟ آپ کو یہاں کے شہریوں کی جان و مال کی کوئی پرواہ نہیں ہے" ـــ؟ اچانک ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ نے کھڑے ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"آپ تشریف رکھیں ـــ ہم ایکسٹو کو مجبور نہیں کر سکتے ـــ ہمیں کوئی اور راہ سوچنی ہوگی" ـــ سر سلطان نے ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ خاصا تلخ تھا۔ وہ شاید ایکسٹو کا مطلب سمجھ گئے تھے کہ وہ براہ راست سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔

"اوہ! ـــ آپ شاید ایسا اس لئے کہہ رہے ہیں کہ ایکسٹو کا تعلق آپ کے محکمے سے ہے" ـــ ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ آپس میں تلخی مت پیدا کیجئے ـــ سر رحمان! آپ بتائیے کہ ان بدمعاشوں سے نپٹنے کے لئے آپ نے کیا اقدام کئے ہیں" ـــ صدر مملکت نے کہا اور سر رحمان نے مخصوص بدمعاشوں کی نگرانی اور مشتبہ افراد کی چیکنگ کی تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

"میرا خیال ہے کہ اس تمام طوفان کے پیچھے کسی مخصوص آدمی یا تنظیم کا ہاتھ ہے ـــ خاص طور پر میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ تمام بدمعاش گروپ

آپس میں اختلافات ختم کر کے متحد ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنے علاقے سے باہر وارداتیں کرنی چھوڑ دی ہیں' ـــ پولیس فورس کے انچارج انسپکٹر جنرل راضی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کا اندازہ درست معلوم ہوتا ہے ـــ مگر سوال یہ ہے کہ اس آدمی یا تنظیم کا مقصد کیا ہے ـــ؟ صرف ڈاکے ڈالنے یا بدمعاشی کرنا تو کسی تنظیم کا اصل مقصد نہیں ہو سکتا" ـــ صدر مملکت نے جواب دیا۔

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ دراصل یہ تمام طوفان ایک آڑ کے طور پر پیدا کیا جا رہا ہے تاکہ حکام کی توجہ اس طرف رہے اور مجرم اپنا اصل مشن پورا کر سکیں" ـــ سر رحمان نے جواب دیا۔

"ویری گڈ! ـــ میرا بھی یہی خیال ہے ـــ اور اگر یہ خیال درست ہے تو پھر مسٹر ایکسٹو کی لائن کا کام نکل آیا" ـــ صدر مملکت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں ـــ فی الحال تو ایسے کوئی آثار نہیں ـــ صرف مسٹر راضی اور آپ کے اندازے ہیں ـــ ویسے یقین کریں اگر مجھے ذرا بھی شبہ ہو گیا تو میں میدان میں کود پڑوں گا" ـــ بلیک زیرو نے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر ایکسٹو! ـــ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ آپ پوری طرح چوکنا رہیں بہرحال مسٹر راضی اور سر رحمان! ـــ آپ اپنے محکموں کو مزید فعال بنائیں ـــ اور کوشش کریں کہ چھوٹی مچھلیوں کی بجائے کسی بڑی مچھلی پر ہاتھ ڈال سکیں تاکہ اصل بات سامنے آ سکے" ـــ صدر مملکت نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوتے جس کا مطلب تھا کہ میٹنگ ختم ہو گئی۔ ان کے ساتھ ہی تمام شرکاء بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

اور پھر صدر مملکت کے جاتے ہی وہ سب تیزی سے اپنے اپنے مخصوص دروازوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

بلیک زیرو خاموشی سے اپنی کرسی پر بیٹھا ان سب کو جاتے دیکھتا رہا۔ اس نے جان بوجھ کر اپنے پر ہونے والے حملے کا ذکر نہ کیا تھا۔ وہ دراصل مجرموں کو چونکانا نہیں چاہتا تھا۔ اور دوسری بات یہ تھی کہ وہ اگر اس حملے کا ذکر کر دیتا تو یقیناً صدر مملکت اس کے سر ہو جاتے اور پھر اُسے براہ راست اس کیس میں ملوث ہونا پڑتا۔

سب لوگوں کے جانے کے بعد ایکسٹو اٹھا اور اپنے لئے مخصوص دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور دروازہ بند کر کے اس نے ایک بار پھر غور سے بلب شیڈ کو دیکھا اور دوسرے لمحے وہ مسکرا دیا۔ کیونکہ اس کی توقع کے عین مطابق بلب شیڈ خالی تھا۔ پستول کے ساتھ ساتھ وہ تار بھی غائب تھا جو دیوار کے ہم رنگ تھا۔

بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اپنی کار تک پہنچا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

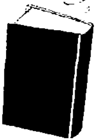

ہوٹل شوبرا کا ہال بے حد وسیع ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے خوبصورت

انداز میں سجا ہوا تھا۔ ہال کی تمام میزیں بھری ہوئی تھیں۔ اور شہر کے شرفا وہاں براجمان پینے پلانے اور ایک دوسرے سے گپ شپ میں مصروف تھے۔ چونکہ ہوٹل کی شہرت اور ساکھ بے حد اچھی تھی اس لئے شرفا یہاں آنے میں کوئی جھجک محسوس نہ کرتے تھے مگر انہیں شاید معلوم نہ تھا کہ آج اس ہوٹل کا چارج سکہ بند بدمعاشوں نے لے لیا ہے۔ اس لئے یہاں جو بھی ہو جائے کم ہے۔

ہال کی رنگینیاں پورے شباب پر تھیں کہ اچانک لفٹ میں سے چار غنڈے باہر آگئے ان کے لباس اور گلے میں بندھے ہوئے سرخ رومال اور خاص طور پر ہیبت ناک اور سرد چہرے چیخ چیخ کر بتا رہے تھے کہ وہ خطرناک قسم کے غنڈے ہیں۔

یہ چاروں بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے کاؤنٹر کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ یہ صفدر — کیپٹن شکیل — نعمانی — اور چوہان تھے۔ ہال میں موجود افراد حیرت اور خوف سے ملے جلے انداز میں انہیں دیکھنے لگے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ اس ہوٹل میں ان غنڈوں کا کیا کام ——— کہ ایک بار پھر لفٹ نیچے اتری اور اس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔ اس کا چہرہ انتہائی خوفناک تھا۔ یہ عمران تھا۔ اس کے پیچھے تنویر باہر نکلا۔ وہ بھی غنڈے کے میک اپ میں تھا۔ وہ دونوں بھی کاؤنٹر کے قریب آکر کھڑے ہو گئے۔

ہال میں یکلخت خاموشی چھا گئی۔

عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر دروازے کے قریب بیٹھے ہوئے ایک معزز شخص کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک جھٹکے سے اُسے کھڑا کر دیا۔

"سنو اُلو کے پٹھے! ——— سمگلنگ کا سارا مال تم اکیلے ہضم نہیں کر سکتے۔ پرنس کا حصہ دینا ہوگا" ——— عمران نے انتہائی اکھڑ لہجے میں کہا اور پھر اُسے ایک جھٹکے سے واپس کرسی پر دھکیل دیا۔ اس شخص کا چہرہ ندامت اور خوف سے بگڑ سا گیا تھا۔

"میرا نام پرنس راسکل ہے ـــــ آج سے یہ ہوٹل میں نے خرید لیا ہے۔ یہ سب میرے ساتھی ہیں ـــــ اب ہال میں بیٹھے ہوئے سب لوگ سن لیں کہ اس شہر میں ہونے والی ہر واردات میں سے اگر مجھے حصہ نہ دیا گیا تو میں اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دونگا" ـــــ عمران نے ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے مخاطب ہو کر انتہائی دبنگ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بھی ہال میں موجود افراد کو ٹیڑھی نظروں سے دیکھتے ہوئے عمران کے پیچھے چل دیئے۔

ہال میں بیٹھے ہوئے سبھی لوگوں کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ ہال میں مکمل سکوت طاری تھا۔

پھر جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی مین گیٹ سے باہر نکلے۔ ہال میں ایک زلزلہ سا آ گیا۔ سب لوگ تیزی سے اٹھ کر عقبی دروازے کی طرف بھاگے۔ وہ شاید جلد از جلد اس خطرناک جگہ سے نکل جانا چاہتے تھے اور ظاہر ہے کہ مین گیٹ کی طرف اس لئے نہ گئے تھے کہ وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکراؤ کا خدشہ تھا۔

مین گیٹ سے باہر تین سرخ رنگ کی کاریں موجود تھیں جن پر مختلف حسین اور نیم عریاں عورتوں کے سٹائیکر جگہ جگہ چپکے ہوئے تھے۔

عمران ایک کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ صفدر اس کے ساتھ والی سیٹ پر اور جوہان پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔

دوسری کار میں تنویر اور کیپٹن شکیل تھے۔ تیسری کار کو نعمانی اور صدیقی نے سنبھال لیا۔ اور پھر یہ قافلہ تیزی سے ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر مین روڈ پر آ گیا

عمران نے اپنے ساتھیوں کو سب کچھ سمجھا دیا تھا اور پروگرام کے مطابق آج انہوں

نے کیفے راک سٹار میں ہنگامہ کرنا تھا۔ کیونکہ عمران کی معلومات کے مطابق کیفے راک سٹار شہر کے مشہور غنڈے "ہیری" کی ملکیت تھی اور وہاں ہر قسم کا غیر قانونی کام انتہائی دھڑلے سے سرانجام دیا جاتا تھا۔

ہیری کے سر پھرے ساتھیوں کی شہرت زیر زمین اس قدر تھی کہ بڑے سے بڑا غنڈہ بھی ان کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ اور آج عمران اسی ہیری اور اس کے ساتھیوں پر اپنا رعب بٹھانے جا رہا تھا۔

کیفے راک سٹار شہر سے ذرا ہٹ کر مضافات میں جانے والی ایک سڑک پر تھا۔ اس کا نام کیفے رکھا گیا تھا ورنہ وہ ایک خاصی لمبی چوڑی عمارت تھی جس کے تہہ خانوں میں اعلیٰ پیمانے پر جوا اور اوپر کی منزلوں کے کمرے عیاشی کے لئے استعمال ہوتے تھے۔

ہیری خود کاؤنٹر پر رہتا تھا اور ہال میں اس کے پالتو غنڈے ویٹروں کے روپ میں منڈلاتے رہتے تھے۔ وہ ہیری کے اشارے پر ایک لمحے میں اچھے خاصے آدمی کا حلیہ بگاڑ سکتے تھے۔ پولیس اس طرف کا رخ ہی نہیں کرتی تھی کیونکہ ہیری پولیس کے معاملے میں خاصا بے رحم واقع ہوا تھا اور ظاہر ہے کہ سوپر فیاض کو وہ بھتہ دیتا ہوگا۔ اس لئے انٹیلی جنس بھی ادھر کا رخ نہیں کرتی تھی۔

عمران نے اپنی کار کیفے راک سٹار کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور پھر پوری قوت سے بریک دبا دیئے۔ ٹائروں نے ایک طویل چیخ مار کر زمین کو پکڑ لیا۔ اور پھر عمران کو اپنے پیچھے اسی قسم کی دو اور چیخیں سنائی دیں اور پھر کاروں کے دروازے ایک دھماکے سے کھلتے چلے گئے۔

عمران اور اس کے ساتھی ہر کام چھٹے ہوئے غنڈوں کی طرح کر رہے تھے۔

جب سب لوگ باہر آ گئے تو عمران دونوں ہاتھ پہلوؤں پر رکھے بڑے اطمینان سے چلتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ کھول کر عمران نے جیسے ہی اندر قدم رکھا اس کی ناک سے سستی شراب اور سستے سگریٹوں کے بھبکے ٹکرائے۔ ہال کی رونق پورے عروج پر تھی اور ہر میز پر شہر کے چھٹے ہوئے غنڈے، سمگلر اور بدمعاش طوائفوں کو لئے بیٹھے ہوئے پینے پلانے میں مصروف تھے۔

جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے ہال میں یکلخت خاموشی چھا گئی۔ وہ سب حیرت بھرے انداز میں ان کو دیکھنے لگے۔ کاؤنٹر کے پیچھے لحیم شحیم ہیری کھڑا تھا۔ اس کی حیرت بھری نظریں بھی عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ شاید اس لئے حیران تھا کہ اس نے ان غنڈوں کو آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ جب کہ دارالحکومت میں موجود کوئی غنڈہ ایسا نہ تھا جسے وہ نہ جانتا ہو۔ جبکہ یہ غنڈے اجنبی تھے۔

"خوب! — تو یہ عیش ہو رہے ہیں" — عمران نے چھٹے ہوئے غنڈوں کے سے انداز میں کہا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کاؤنٹر کے قریب پہنچ گیا۔

"ہیلو — تمہارا نام ہیری ہے نا" — عمران نے انتہائی بے تکلفانہ انداز میں کہا۔

"ہاں! — اور تم کون ہو" —؟ ہیری نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ اب اپنی حیرت پر قابو پا چکا تھا۔

"میرا نام پرنس راسکل ہے — میں نے شوبراہ ڈل خرید لیا ہے" — عمران نے جواب دیا۔

"پرنس راسکل" — ہیری نے لفظ راسکل پر چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — اور اس نام کو ہمیشہ یاد رکھنا — اور سنو! میرا حصہ باقاعدگی سے مجھے ملنا چاہئے ورنہ میں تمہارا چوکھٹا اتنا بگاڑ دوں گا کہ لوگ تمہیں ہیری کی بجائے ٹیڑھی کہا کریں گے" — عمران نے کاؤنٹر پر اپنی کہنی ٹیکتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے وہ اچھل کر تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ ورنہ ہیری کا ہاتھ پوری قوت سے اس کے جبڑے پر پڑتا۔

"تم — تمہاری یہ جرأت کہ ہیری کو آ کر رعب دو" — ہیری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

مگر دوسرے لمحے عمران نے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور ہیری لحیم شحیم جسم رکھنے کے باوجود یوں اڑتا ہوا کاؤنٹر سے ادھر گرا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے کاغذ کا بنا ہوا ہو۔ اور پھر تو پورے ہال میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ہیری کے پالتو غنڈے جو ویٹروں کے روپ میں تھے۔ عمران کے ساتھیوں پر پل پڑے۔

ہال میں ایک ہنگامہ سا مچ گیا۔ ویٹروں کے علاوہ باقی لوگ بھی تیزی سے کرسیاں چھوڑ کر ہال کی دیواروں کے ساتھ سمٹتے چلے گئے۔ عمران کے ساتھیوں نے ویٹروں کو مکوں پر رکھ لیا۔ مگر وہ بھی جاندار قسم کے لڑاکے تھے اس لئے خاصی زوردار جنگ شروع ہو گئی۔

ادھر ہیری جیسے ہی زمین پر گرا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے اپنی لات گھمائی اور اس کا بوٹ زمین سے اٹھتے ہوئے ہیری کے جبڑے پر پوری قوت سے پڑا اور ہیری ایک چیخ مار کر زمین پر تڑپنے لگا۔ عمران کی بھرپور ٹھوکر نے اس کے کم از کم آدھے دانت حلق میں اتار دیئے تھے۔ اور پھر عمران کو بھی اچھل کر فرش پر

گرنا پڑا کیونکہ ہیری نے زمین پر تڑپتے ہوئے اچھل کر لات چلائی تھی جو بڑے بھرپور انداز میں عمران کے پیٹ پر لگی تھی۔ عمران چونکہ ہیری کو تڑپتے دیکھ کر اطمینان سے کھڑا تھا اس لئے وہ اس اچانک وار سے سنبھل نہ سکا تھا۔

اور پھر وہ دونوں اکٹھے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہیری کے منہ سے خون اُبل رہا تھا۔ اس کی آنکھیں غصے کی شدت سے چراغوں کی طرح جل رہی تھیں اس نے انتہائی پھرتی سے اپنے دائیں بازو کو جھٹکا دیا اور اس کی آستین میں چھپا ہوا ایک چھوٹا سا مگر انتہائی تیز خنجر جھٹکا کھا کر اس کے ہاتھ میں آگیا۔

عمران نے خنجر اس کے ہاتھ میں دیکھتے ہی پوری قوت سے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور پھر ہوا میں ہی اپنا رُخ بدل کر وہ ہیری کے بائیں رخ پر پہلو کے بل آگرا اور اس کی یہ چھلانگ ہی اُسے خنجر کے وار سے بچانے میں کامیاب ہوگئی ورنہ ہیری نے جس ماہرانہ انداز میں خنجر عمران پر پھینکا تھا اگر عمران کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً خنجر اس کے سینے میں ترازو ہو چکا ہوتا اور پھر اس سے پہلے کہ ہیری اپنا رخ بدل کر اپنے آپ کو بچاتا، عمران نے انتہائی پھرتی سے اُسے دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا اور پھر سر پر گھما کر پوری قوت سے دیوار کے ساتھ دے مارا ہیری کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکلی اور وہ زمین پر گر کر ساکت ہوگیا۔

ادھر ہال میں ہونے والی جنگ بھی اب اختتام کو پہنچ گئی تھی۔ عمران کے ساتھیوں نے دیٹروں کا مار مار کر بھرکس نکال دیا تھا۔ اور وہ سب ہال میں ادھر اُدھر بکھرے پڑے تھے۔ ان میں سے بیشتر کے چہرے لہولہان تھے۔ کچھ کے بازو ٹوٹ چکے تھے۔ اور کچھ کی پسلیاں۔

دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے غنڈے بڑے حیرت بھرے انداز میں ان جی دار لڑاکوں کو دیکھ رہے تھے جنہوں نے آناً فاناً ہیری اور اس کے خطرناک

غنڈوں کا تیا پانچہ کر کے رکھ دیا تھا۔

عمران نے زمین پر پڑے ہوئے بیہوش ہیری کو گریبان سے پکڑ کر اونچا کیا اور دوسرے لمحے ایک زوردار تھپڑ جڑ دیا اور ہیری جھٹکا کھا کر واپس ہوش کی سرحدوں میں داخل ہوگیا۔

"سنو ہیری! ——— میرا نام پرنس راسکل ہے ——— اور ہم لوگ شوبرا ہوٹل میں موجود رہتے ہیں ——— ہر ہفتے اپنی کمائی کا چوتھا حصہ باقاعدگی سے پہنچا دیا کرو گے تو پھر ہی یہ اڈہ چلا سکو گے ——— ورنہ یاد رکھو آئندہ ہفتے تمہاری ایک ایک ہڈی اس ہال میں بکھری پڑی ہو گی" ——— عمران نے ہیری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غراتے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے اُسے فرش پر دھکیل دیا۔

"چلو ساتھیو! ——— آج کے لئے اتنا ہی کافی ہے" ——— عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے پلٹے اور پھر مین گیٹ سے باہر نکل کر اپنی کاروں کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

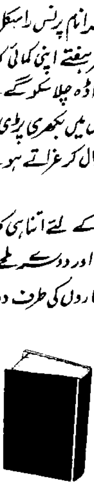

ٹائیگر نے ہوٹل میں پہنچتے ہی سب سے پہلے عمران کا مخصوص ٹیلیفون نمبر گھمایا مگر دوسری طرف سے ایک گھمبیر سی میکانکی آواز سنائی دی۔

"اپنا پیغام ریکارڈ کرا دیجئے" ——— اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ وہ جانتا تھا کہ جب فون اٹینڈ کرنے والا کوئی نہ ہو تو پھر اس کے ساتھ ٹیپ منسلک کر دیا جاتا ہے۔ جس میں یہ الفاظ ٹیپ ہوتے ہیں تاکہ فون کرنے والا پیغام ریکارڈ کرا دے۔ اور ٹائیگر نے بھی تفصیل کے ساتھ لیموسین کار کے تعاقب اور پھر اس نوجوان کے ساتھ جنگ۔ اپنے اغوا اور عالیشان کالونی کی اس کوٹھی میں اپنے پر ہونے والے تشدد اور وہاں سے بچ نکلنے تک کے تمام واقعات تفصیل سے ریکارڈ کرا دیئے۔ اس نے لیموسین کار کے نمبر، کوٹھی کا نمبر اور اس کا محل وقوع اور اس نوجوان کا حلیہ سب کچھ تفصیل کے ساتھ ریکارڈ کرا دیا تھا۔ ریکارڈ کرانے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی عمران یہ پیغام سنے گا وہ اس سے خود رابطہ قائم کرے گا۔ چنانچہ رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور پھر ہوٹل کے نیچے واقع ایک ڈاکٹر کے کلینک میں جانے کا پروگرام بنانے لگا۔ کیونکہ وہ اپنے زخموں پر باقاعدہ مرہم پٹی کروانا چاہتا تھا۔

ہوٹل کے ہال سے گزر کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک کاؤنٹر کے قریب کھڑے ہوئے دو لمبے تڑنگے نوجوان تیزی سے اس کی طرف بڑھے اور پھر وہ دونوں اس کے دائیں بائیں چلنے لگے۔

"خاموشی سے ہمارے ساتھ چلے آؤ ——— ورنہ ہماری جیبوں میں موجود ریوالوروں کے رخ تمہاری طرف ہیں" ——— ان میں سے ایک نے دبی مگر کرخت آواز میں کہا اور ٹائیگر ایک لمحے کے لئے ٹھٹکا مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر اس نے کوئی حرکت کی تو یہ لوگ گولی چلانے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ مگر وہ دل ہی دل میں حیران تھا کہ یہ

لوگ کون ہیں اور اسے کہاں لے جانا چاہتے ہے۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ کوٹھی والے نوجوان کے آدمی تو اتنی جلدی اس تک نہیں پہنچ سکتے۔

مین گیٹ کراس کر کے وہ جیسے ہی باہر نکلے۔ ایک غنڈے نے اس کو پارکنگ کی طرف چلنے کے لئے کہا اور ٹائیگر خاموشی سے پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ پارکنگ میں موجود ایک نیلے رنگ کی کار کے قریب ایک اور آدمی کار سے پشت لگائے کھڑا تھا۔ جیسے ہی اس نے ان تینوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو تیزی سے سیدھا ہوا اور پھر اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔

"کار کے اندر بیٹھ جاؤ ——— اور دیکھو کوئی حرکت نہ کرنا" ——— ایک غنڈے نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے ٹائیگر نے ان کے ساتھ جانے کی بجائے ان سے نپٹنے کا فیصلہ کر لیا اور دوسرے لمحے وہ کسی لٹو کی طرح اپنے پیروں پر گھوما اور اس کا ہاتھ پوری قوت سے پستول والے غنڈے کی گردن سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی پھرتی سے گھوم کر دوسرے غنڈے کے پہلو میں ٹکر مار دی۔ پستول والا نوجوان ہاتھ کھا کر لڑکھڑایا جبکہ دوسرا ٹکر کھا کر اچھلا اور نیچے گر پڑا۔ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے پہلے غنڈے کے پہلو میں پوری قوت سے ٹکر مارا۔ اور خود اچھل کر سامنے سے حملہ کرنے والے تیسرے غنڈے کے سینے سے جا ٹکرایا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تینوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے اور ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال لیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، ٹائیگر نے پستول کا دستہ پوری قوت سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک غنڈے کی کھوپڑی میں رسید کر دیا اور وہ دوبارہ زمین پر گر گیا۔ ٹائیگر نے اسے پستول کا دستہ

رسید کرتے ہی اپنی لات گھمائی اور دوسرے کے پہلو میں پوری قوت سے ماردی اور وہ بھی اوغ کی آواز نکال کر وہیں دوہرا ہو گیا۔ جب کہ تیسرا شاید جان بوجھ کر ہی بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔

ٹائیگر تیزی سے مڑا اور پھر کار کی پشت کی طرف آ گیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے جیب سے ایک چھوٹی سی تار نکالی اور کار کی ڈگی کے سوراخ میں ڈال کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ دوسرے لمحے ڈگی کا ڈھکن خود بخود اٹھتا چلا گیا۔ ٹائیگر اپنے جسم کو سمیٹ کر ڈگی میں داخل ہو گیا۔ اور اس نے دونوں ہاتھوں سے ڈگی کے ڈھکن کو پکڑ کر نیچے کی طرف جھکا دیا۔ مگر اُسے پوری طرح بند نہ کیا تاکہ ایک تو ہوا کا راستہ رہ جائے اور دوسرا وہ خود بھی باہر جھانک سکے۔ اس کے کان کار کی دائیں سائیڈ پر پیدا ہونے والی آوازوں پر ہی لگے ہوئے تھے۔

وہ تینوں غنڈے کافی دیر تک یونہی بے حس و حرکت پڑے رہے پھر شاید ان میں سے ایک اٹھا اور اس کار کا دروازہ کھول کر اپنے ساتھیوں کو گھسیٹ کر کار میں ڈال دیا اور خود سامنے کے رخ سے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پھر چند لمحوں بعد ہی کار کا انجن غرایا اور کار ایک جھٹکا کھا کر آگے کی طرف بڑھ گئی۔

ٹائیگر خاموشی سے ڈگی کی جھری سے دیکھ رہا تھا۔ کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل کر مین روڈ پر آئی اور پھر تیزی سے کراس روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کراس روڈ کے چوک پر پہنچ کر وہ بائیں طرف مڑ کر جھیل کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔ اس سڑک کا اختتام ایک مصنوعی جھیل پر ہوتا تھا۔ اس مصنوعی جھیل کے عقب میں ایک ویران سی پہاڑی تھی جہاں پر لوگ پہاڑی بکرے کے شکار کے لئے جایا کرتے تھے۔

کار جلد ہی مصنوعی جھیل کے پاس پہنچ گئی اور پھر اس کا رخ شمال کی طرف ہوا اور جھیل کو دائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ وہاں چونکہ کوئی باقاعدہ راستہ نہ تھا اس لئے کار بُری طرح اچھل رہی تھی۔ ٹائیگر بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالے ہوتے تھا۔ اُسے خطرہ تھا کہ ڈگی کا ڈھکن نہ بند ہو جائے اور وہ اندر بند ہو کر رہ جائے اور ساتھ ہی وہ اپنے سر کو بھی ڈھکن سے ٹکرانے سے بچائے ہوئے تھا تاکہ ڈرائیور کو اس کی موجودگی کا علم نہ ہو سکے۔

کار اسی طرح اچھلتی کودتی آخر کار پہاڑی کے دامن میں پہنچ کر رک گئی۔ ڈرائیور تیزی سے باہر نکلا اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا وہ پہاڑی پر چڑھتا چلا گیا۔

ڈرائیور کے ادھر جاتے ہی ٹائیگر تیزی سے ڈگی سے باہر نکلا اور پھر ایک بڑی سی چٹان کی آڑ میں چھپ گیا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس پہاڑی کے دامن میں کیا ہو رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد ڈرائیور پہاڑی کی چٹان کے پیچھے جا کر ٹائیگر کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ دوسرا لمحہ ٹائیگر کے لئے انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ اچانک ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ پہاڑی کے عین دامن میں ایک بہت بڑی چٹان کسی ڈھکن کی طرح اٹھتی چلی گئی اور پھر وہ ڈرائیور چٹان کے پیچھے سے نکلا اور پہاڑی سے اتر کر دوڑتا ہوا کار کی طرف آیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار انتہائی تیزی سے چلتی ہوئی اس نئے پہاڑی راستے میں داخل ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور چٹان دوبارہ برابر ہو گئی۔

ٹائیگر کافی دیر تک وہاں بیٹھا رہا کہ شاید کار دوبارہ باہر آئے مگر جب کوئی

برآمد نہ ہوا تو ٹائیگر تیزی سے اٹھا اور چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا واپس جھیل کی طرف چل پڑا۔

ٹائیگر نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اندر جانے سے پہلے عمران کو اس بارے میں اطلاع کر دے کیونکہ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ مجرموں کا یہاں کوئی بہت خطرناک قسم کا اڈہ ہے اور ایسا ہو سکتا تھا کہ وہ ان میں پھنس جائے۔ مصنوعی جھیل کے قریب سے گزرتا ہوا وہ جھیل کے قریب موجود ایک کیفے میں داخل ہو گیا۔

کیفے میں اس وقت بھی سیر کو آنے والے جوڑوں کی خاصی تعداد موجود تھی ٹیلیفون بوتھ کیفے کی راہداری میں موجود تھا۔ ٹائیگر اس بوتھ میں داخل ہوا اور اس نے سکے ڈال کر عمران کا مخصوص نمبر گھمایا اور پھر چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ایکسٹو" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر سپیکنگ سر! — عمران صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں" — ٹائیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل شوبرا میں پرنس راسکل سے بات کر لو" — ایکسٹو کی باوقار مگر کرخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ عمران آجکل ہوٹل شوبرا میں پرنس راسکل کے طور پر مقیم ہے۔ اس نے فون بوتھ میں پڑی ہوئی ڈائریکٹری اٹھائی اور ہوٹل شوبرا کے نمبر تلاش کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی اسے نمبر مل گئے تو اس نے اور سکے ڈال کر ہوٹل شوبرا کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہوٹل شوبرا" — ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پرنس راسکل سے بات کرائیں — ٹائیگر بول رہا ہوں" — ٹائیگر نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے" — دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر ایک بگڑی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس پرنس راسکل سپیکنگ" — لہجے میں بے پناہ کرختگی اور اکھڑ پن تھا۔ اگر ٹائیگر کو پہلے سے معلوم نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی یہ یقین نہ کرتا کہ بولنے والا عمران ہے۔

"میں ٹائیگر بول رہا ہوں جناب" — ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! — کوئی خاص بات" — ؟ اس بار لہجے میں نرمی تو تھی مگر آواز وہی تھی۔

"سر پہلے میں نے مخصوص نمبروں پر پیغام ریکارڈ کرایا تھا" — ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں! — مجھے رپورٹ مل چکی ہے — مگر پرندے اڑ گئے ہیں" — عمران نے جواب دیا۔

"سر! — اب میں مصنوعی جھیل سے بول رہا ہوں" — ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھ ہونے والے تمام واقعات کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ! — خاصی اہم خبر ہے — تم وہیں رکو — میں خود آ رہا ہوں" — عمران نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"بہتر جناب" — ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے پاس عمران کے انتظار کے سوا فی الحال اور کوئی کام نہ تھا۔

بلیک زیرو ایوان صدر سے جیسے ہی واپس دانش منزل پہنچا اُسے ٹیلیفون پر ٹائیگر کا پیغام ملا۔ چونکہ بلیک زیرو کو ٹائیگر کے متعلق ہدایت یہی تھی کہ اس کا پیغام عمران کو فوری طور پر منتقل کر دیا جائے۔ اس لئے اس نے رسیور اٹھایا اور عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

"طاہر بول رہا ہوں جناب" ۔۔۔ عمران کے لائن پر آتے ہی بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا بات ہے" ۔۔۔ ؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا اور بلیک زیرو نے سب سے پہلے ٹیپ ریکارڈر چلا کر ٹائیگر کا پیغام عمران کو سنایا۔

"اوہ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ گنگ کا اڈہ عالیشان کالونی میں ہے ۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے ۔۔۔ میں پتہ کرتا ہوں ۔۔۔ اور کوئی بات" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

اور پھر بلیک زیرو نے ایوان صدر میں ہونے والی میٹنگ اور اپنے پر حملے کے ساتھ ساتھ یوسف طاہر کے متعلق شکوک کا اظہار بھی کر دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر یوسف طاہر کو چیک کرو۔ میرا خیال ہے کہ یوسف طاہر کے میک اپ میں کسی اور نے میٹنگ میں شرکت کی

ہے ۔۔۔ یوسف طاہر کو میں جانتا ہوں وہ غدار نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"بہتر" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا کیونکہ عمران نے دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔

بلیک زیرو چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا کہ آیا خود جا کر یوسف طاہر کو چیک کرے یا پہلے اُسے فون کرے۔ پھر اس نے پہلے فون کرنے کا فیصلہ کیا اور میز کی دراز سے فون بک نکال کر اس نے یوسف طاہر کے نمبر تلاش کئے اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"یوسف طاہر سپیکنگ" ۔۔۔ دوسری طرف سے یوسف طاہر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ یوسف طاہر کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"یوسف! ۔۔۔ تم نے میٹنگ میں کوئی رائے نہیں دی حالانکہ یہ تمہارا مخصوص فیلڈ تھا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جان بوجھ کر مبہم لہجے میں کہا۔

"میٹنگ میں ۔۔۔ سر! آپ کس میٹنگ کی بات کر رہے ہیں ۔۔۔ میں نے تو کسی میٹنگ میں شرکت نہیں کی" ۔۔۔ یوسف طاہر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"تم نے ایوان صدر میں ہونے والی میٹنگ میں شرکت نہیں کی" ۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ۔۔۔ مجھے تو اس میٹنگ کی کوئی اطلاع ہی نہیں ہے۔

یں تو شہر میں ہونے والے ایک قتل کی واردات کے سلسلے میں آج تمام دن دفتر سے باہر رہا ہوں اور ابھی چند منٹ پہلے واپس آیا ہوں" ___ یوسف طاہر نے جواب دیا۔

"ہوں!___ اس کا مطلب ہے کہ تمہارے میک اپ میں کسی اور نے میٹنگ میں شرکت کی تھی ___ میں پہلے ہی مشکوک ہو گیا تھا ___ بہرحال تم اس سلسلے میں انکوائری کرو کیونکہ تمہیں سرکاری طور پر دفتر میں ہی اطلاع دی گئی ہو گی اور تمہارے دفتر کے کسی آدمی کو ہی اس بات کا علم ہو گا کہ تم دفتر میں کس وقت واپس آؤ گے ___ مجھے ایک گھنٹے بعد مخصوص نمبروں پر فون کرو"۔ بلیک زیرو نے اُسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب!___ واقعی میرا کوئی قریبی آدمی ہی مجرموں کا ساتھی ہے۔ ورنہ ایسی بات نہ ہوتی ___ میں آپ کو رپورٹ کروں گا جناب" ___ یوسف طاہر نے پریشان سے لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مجرموں نے آخر یوسف طاہر کے روپ میں میٹنگ میں شرکت کیوں کی ؟ وہ کسی اور کے میک اپ میں بھی وہاں پہنچ سکتے تھے۔

ابھی بلیک زیرو اس پوائنٹ پر غور کر ہی رہا تھا کہ اچانک کمرے میں ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز ابھری اور بلیک زیرو اس آواز کو سُنکر بُری طرح چونک پڑا۔ اس کی نگاہیں دروازے کے اوپر لگی ہوئی سکرین کی طرف اٹھ گئیں۔ یہ مخصوص سیٹی اس وقت بجتی تھی جب کوئی آدمی غلط طریقے سے دانش منزل میں داخل ہونے کی کوشش کرتا تھا۔

دروازے کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی تھی اور سکرین پر دانش منزل

کی شمالی دیوار نظر آ رہی تھی۔ ایک آدمی رسی کی سیڑھی کے ذریعے دیوار پر چڑھا ہوا تھا۔

بلیک زیرو نے پھرتی سے میز کے کنارے پر لگے ہوئے بیشمار رنگ برنگے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا تو اب اُسے دیوار کی دوسری طرف کا منظر بھی سکرین پر نظر آنے لگا۔ دیوار کے ساتھ ایک کار موجود تھی جو بالکل دیوار کے ساتھ لگی ہوئی کھڑی تھی۔ کار کے اندر کوئی فرد نظر نہ آ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے بٹن آف کر دیا۔

اب وہ آدمی دیوار سے اتر کر دانش منزل کی عمارت کی طرف دبے پاؤں بڑھا چلا آ رہا تھا۔

بلیک زیرو نے میز کی دراز کھینچی۔ دراز کے اندر بھی دس مختلف رنگوں کے بٹن ایک پلاسٹک کے تختے پر نصب تھے۔ جن کے درمیان میں ایک ڈائل موجود تھا۔ بلیک زیرو نے بڑی پھرتی سے ڈائل کے ساتھ لگے ہوئے ایک گول سے چکر کو گھمایا اور ڈائل کی سوئی تیزی سے حرکت کرنے لگی۔ بلیک زیرو سکرین کو دیکھتے ہوئے ڈائل گھماتا چلا گیا اور پھر جب سوئی ایک مخصوص ہندسے پر پہنچی تو اس کی انگلی ایک بٹن پر ٹک گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں سکرین پر جم سی گئیں۔

آنے والا آدمی اب صحن کے درمیانی حصے میں پہنچ چکا تھا۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا اُسے دیکھتا رہا۔ پھر جیسے ہی آنے والے کے قدم صحن میں لگے ہوئے ایک مخصوص بلاک پر پڑے۔ بلیک زیرو نے پھرتی سے وہ بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے آنے والا یکدم سکرین پر سے غائب ہو گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اچانک اس نے سلیمانی ٹوپی پہن لی ہو۔ بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لی اور

پھر میز کی دراز بند کر دی۔ اور میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک اور بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک چھوٹے سے کمرے کا منظر ابھر آیا۔

یہ کمرہ چاروں طرف سے بالکل بند تھا۔ آنے والا آدمی اس کمرے کے فرش پر پڑا ہوا حیرت بھرے انداز میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے دیواروں کو ہاتھ سے ٹھونکنا شروع کر دیا۔ مگر جلد ہی وہ منہ بنا کر کھڑا ہو گیا۔ دیواروں اور فرش پر ربڑ کی موٹی تہہ چڑھی ہوئی تھی۔ آنے والا اب کمرے میں قید تھا۔

بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبایا تو میز کی سطح کا ایک کونہ اندر کی طرف سمٹتا چلا گیا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا مائک ابھر کر اوپر آ گیا۔

"کون ہو تم ——؟ اور یہاں کیوں آئے ہو" ——؟ بلیک زیرو نے مائک کے ساتھ لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو آن کرتے ہوئے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔ اور بلیک زیرو نے سکرین پر اس آدمی کو بری طرح چونکتے اور کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے دیکھا۔

"بولو کون ہو تم" ——؟ بلیک زیرو نے ایک بار پھر کہا۔

"تم کون بول رہے ہو ——؟ سامنے آ کر بات کرو" —— آنے والے نے بھرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز بلیک زیرو کو سنائی دی۔

"میرے سوال کا جواب دو ورنہ ——" بلیک زیرو نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"جب تک سامنے آ کر بات نہیں کرو گے —— میں کسی سوال کا جواب نہیں

دوں گا" —— آنے والے نے لہجے کو دبنگ بناتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک اور بٹن دبایا اور پھر خاموشی سے سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔

بٹن دبتے ہی پورا کمرہ کسی لٹو کی طرح گھومنا شروع ہو گیا اور آنے والا لڑکھڑا کر نیچے گر پڑا۔ وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کرتا مگر بے سود۔ کمرہ جو آہستہ آہستہ گھوم رہا تھا، آہستہ آہستہ اس کی گردش تیز ہوتی چلی جا رہی تھی اور چند لمحوں بعد وہ خاصی تیز رفتاری سے گھومنے لگا۔ آنے والا اب یوں کمرے کے فرش پر قلابازیاں کھا رہا تھا اور بار بار کمرے کی دیواروں سے ٹکرا رہا تھا جیسے چھاج میں اناج پھٹکا جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کر رہا تھا مگر بے سود۔ کمرے کے گھومنے کی رفتار اب کافی سے زیادہ تیز ہو چکی تھی اور آنے والا کمرے کے ساتھ ساتھ بری طرح لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔

"خدا کے لئے بند کرو — بتاتا ہوں" —— آنے والے نے چیختے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو نے بٹن آف کر دیا اور کمرے کے گھومنے کی رفتار آہستہ ہونی شروع ہو گئی اور چند لمحوں بعد کمرہ رک گیا۔ آنے والا فرش پر پڑا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ اس کا چہرہ سرخ تھا اور آنکھیں باہر کو ابلی ہوئی تھیں۔

"جلدی بتاؤ کہ تم کون ہو —— ورنہ اس بار کمرہ گھومنا بند نہیں کروں گا"۔ بلیک زیرو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نہ نہ خدا کے لئے ایسا نہ کرنا —— میں نے بڑے سے بڑے تشدد کے سامنے کبھی زبان نہیں کھولی مگر یہ چکر — خدا کی پناہ —— مجھے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے میری روح تک چکر کھا رہی ہو" —— فرش پر پڑے ہوئے نے منت بھرے

لہجے میں کہا۔

"تو پھر زبان کھولو ــــ میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے ــــ اور سنو! صرف سچ بولنا ورنہ" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا نام راجو ہے ــــ میں پیشہ ور قاتل ہوں ــــ میری خدمات یہاں کے مشہور بدمعاش چیکو نے حاصل کی تھیں ــــ اس کا کوئی آدمی انٹیلی جنس کے شعبہ قتل کے چیف یوسف طاہر کا ساتھی ہے ــــ اس نے اُسے اطلاع دی کہ یوسف طاہر نے ایوان صدر میں ہونے والی میٹنگ میں شرکت کرنی ہے ــــ جہاں سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے شرکت کرنی ہے ــــ اس نے چیکو کو ایک نقشہ بھی فراہم کیا کہ ایکسٹو کس راہداری سے گزر کر ہال میں جائے گا۔ چنانچہ چیکو نے ایکسٹو کو قتل کرنے کے لئے اپنے آدمی ایوان صدر میں پہنچائے اور ان کی مدد سے میں نے اس راہداری میں بلب شیڈ کے پیچھے پستول فٹ کیا اور راہداری کے قالین کے نیچے اس کا سسٹم رکھ دیا۔ مگر نشانہ خطا ہوا اور ایکسٹو بچ گیا ــــ میں نے یوسف طاہر کے روپ میں میٹنگ میں شرکت کی۔ میرا خیال تھا کہ میٹنگ کے دوران ہی ایکسٹو کو ہلاک کر دوں گا ــــ مگر وہاں مجھے موقع نہ مل سکا ــــ چنانچہ میں باہر آگیا اور پھر ایکسٹو کا تعاقب کرتے ہوئے اس عمارت تک آیا اور اب یہاں قید ہو گیا ہوں" ــــ راجو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"چیکو کا اڈہ کونسا ہے ؟ اور تمہیں کتنا معاوضہ دیا گیا تھا اس کام کے لئے" ــــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سوزی بار اس کا اڈہ ہے ــــ وہ اکثر وہیں ملتا ہے ــــ مجھے ایک لاکھ روپے کی پیشکش کی گئی تھی جس میں سے پچاس ہزار پیشگی اور پچاس ہزار بعد

میں طے ہوئے" ــــ راجو نے جواب دیا۔

"تمہیں ایکسٹو کے متعلق کیا بتایا گیا تھا" ــــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مجھے صرف یہ بتایا گیا تھا کہ وہ سیاہ رنگ کے نقاب میں میٹنگ میں شرکت کرے گا" ــــ راجو نے جواب دیا۔

"کیا تم نے ایکسٹو کا تعاقب اپنی مرضی سے کیا تھا ــــ یا ــــ چیکو نے اس کی ہدایت کی تھی" ــــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"چیکو نے مجھے صرف ایکسٹو کے قتل کا معاوضہ دیا تھا ــــ جب میرا حملہ ایوان صدر میں ناکام ہو گیا تو پھر میں خود ہی ایکسٹو کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آگیا تھا تاکہ اپنا مشن مکمل کر سکوں" ــــ راجو نے جواب دیا۔

"او۔ کے ــــ اب تم آرام کرو ــــ اگر چیکو نے تمہاری بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق کر دی تو تمہیں رہا کر دیا جائے گا ورنہ چکر دار موت تو تمہارے مقدر میں لکھ ہی دی گئی ہے" ــــ بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مائیک کا بٹن آف کر کے سکرین کو بھی آف کر دیا۔

بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ چیکو کو فوراً چیک کرنا چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ چیکو کے ذریعے کس نے ایکسٹو کو ختم کرنے کا پلان بنایا ہے۔ چیکو کے متعلق وہ جانتا تھا کہ وہ ایک معمولی سا غنڈہ ہے۔ اُسے ایکسٹو سے براہ راست ٹکرانے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ایکسٹو" ــــ بلیک زیرو نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر سپیکنگ سر! ــــ عمران صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں" ــــ دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہوٹل شیراز میں پرنس راسکل سے بات کرلو" ——— بلیک زیرو نے کرخت لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

پہلے بلیک زیرو کا خیال تھا کہ راجو کے متعلق عمران سے بات کرے مگر پھر اس نے سوچا کہ ہر معاملے میں عمران سے بات کرنا مناسب نہیں ہے۔ خود اس کی بھی کچھ ذمہ داری ہے۔ اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ خود جا کر جیکو سے بات کرے گا اور پھر مکمل رپورٹ عمران کو دے گا۔

اور پھر وہ تیزی سے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ راجو کے میک اپ میں باہر نکلا اور دانش منزل کے خودکار حفاظتی نظام کا بٹن آن کر کے وہ دانش منزل سے باہر آ گیا۔ اس کا رخ اس کار کی طرف تھا جو دانش منزل کی شمالی سمت میں موجود تھی اور جس پر راجو آیا تھا۔ اس نے راجو کے میک اپ میں ہی جیکو سے ملنے کا فیصلہ کیا تھا۔

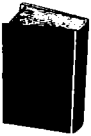

عمران نے رسیور رکھا اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"یس ۔ جولیا سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"پرنس راسکل بول رہا ہوں ——— میں نے فیصلہ کیا ہے کہ صفدر کو یہاں کا

چارج دے کر خود فیلڈ میں جاؤں ——— میں یہاں پابند ہو کر نہیں بیٹھ سکتا۔ تم صفدر کو میرے پاس بھیج دو ——— میں اسے پرنس راسکل بنا دونگا" ——— عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ بعد صفدر کمرے میں پہنچ گیا۔

"یس پرنس" ——— صفدر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آج سے میری بجائے تم پرنس راسکل ہو گے ——— تمہارا مشن صرف یہ ہے کہ شہر کے تمام بدمعاشی کے اڈوں پر وقتاً فوقتاً چھاپے مارو ——— خوب لڑو ——— ان سب کو مجبور کر دو کہ وہ تمہیں ٹیکس دیں ——— اس طرح میں چاہتا ہوں کہ راسکلز کنگ ہماری طرف متوجہ ہو جائے ——— راسکلز کنگ جب بات کرے تو تم اکڑ جانا ——— اور جب تک وہ خود براہ راست ملاقات پر آمادہ نہ ہو جائے اس کی کوئی بات نہ ماننا ——— اگر ایسا ہو تو ٹرانسیٹر پر مجھ سے بات کر لینا ——— پھر پروگرام بنا لیں گے" ——— عمران نے صفدر کو تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— آپ بے فکر رہیں ——— میں پورے شہر کے بدمعاشوں کو تگنی کا ناچ نچا دونگا" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا! ——— معلوم ہوتا ہے کہ تم سیکرٹ سروس میں آنے سے پہلے ڈانس ماسٹر تھے ——— خوب بہت خوب ——— اچھا میں چلتا ہوں ——— تم خود ہی پرنس راسکل کا میک اپ کر لینا" ——— عمران نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے اٹھ کر عقبی دروازے سے نکلتا چلا گیا۔

ہوٹل کے خفیہ دروازے سے باہر آ کر وہ سب سے پہلے ایک نزدیکی کیفے کے ٹوائلٹ میں گھسا اور اس نے اپنا میک اپ صاف کر دیا۔ اب وہ اصل صورت میں تھا۔

کیفے سے باہر آکر عمران ہوٹل کے سامنے کے رُخ سے ہوتا ہوا اس کی پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پارکنگ میں اس کی سیاہ رنگ کی مخصوص کار موجود تھی۔

چند لمحوں بعد ہی وہ کار میں بیٹھا ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر مین روڈ پر آگیا۔ اب اس کا رخ مصنوعی جھیل کی طرف جانے والی سڑک پر تھا۔ ٹائیگر نے جب سے پہاڑی میں موجود خفیہ اڈے کے متعلق بتایا تھا وہ خاصا بے چین تھا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس قسم کے اڈے انتہائی خطرناک تنظیمیں ہی بناتی ہیں ایسی تنظیمیں جنہیں اس ملک میں طویل عرصے تک کام کرنا ہو۔ جبکہ راسکلز گنگ کے متعلق اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ اکیلا ہی کام کرتا ہے۔ اس کے لئے اس قدر خفیہ اڈے کا قیام کچھ سمجھ میں آنے والی بات نہ تھی اور اگر یہ اڈہ کسی اور تنظیم کا ہے تو پھر انہوں نے ٹائیگر کو اغوا کرنے کی کوشش کیوں کی؟

یہی سوچتا ہوا وہ تیزی سے مصنوعی جھیل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ادھر ایوان صدر میں بلیک زیرو پر کئے گئے منظم حملے نے بھی اُسے سوچ میں ڈال دیا تھا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق ایوان صدر میں اس قسم کا پلان بنانا کسی خاص بااثر تنظیم کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ ذہنی طور پر وہ خاصا الجھ گیا تھا۔ اس لئے اس نے اس اڈے کو خود چیک کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور پرنس راسکل کا میک اپ ختم کر کے فیلڈ میں آنے کا فیصلہ بھی اس نے اسی لئے کیا تھا کہ اُسے معاملات توقع سے کچھ زیادہ ہی گھمبیر معلوم ہو رہے تھے۔ اور وہ نہ چاہتا تھا کہ وہ صرف راسکلز گنگ کے ہی چکر میں رہ جائے اور کوئی اور خطرناک تنظیم ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائے۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار مصنوعی جھیل کے قریب واقع کیفے کے پاس پہنچ گئی۔ سڑک پر ہی اُسے ٹائیگر نظر آگیا۔ جو بڑے اطمینان سے ایک کھمبے کے ساتھ

ٹیک لگائے بڑے اوباشانہ انداز میں آتی جاتی لڑکیوں کو گھور رہا تھا۔

عمران نے کار ٹائیگر کے قریب جا کر روک دی۔ ٹائیگر نے چونک کر اُسے دیکھا اور پھر عمران کے اشارے پر وہ دروازہ کھول کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران نے کار کو ٹرن کیا اور واپس مین روڈ کی طرف چل پڑا۔

"وہ پہاڑی جھیل کے اس طرف ہے جناب" —— ٹائیگر نے اُسے کار موڑتے دیکھ کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے —— ہم چکر کاٹ کر پہاڑی کی پچھلی طرف سے آگے بڑھیں گے —— ہو سکتا ہے کہ سامنے کے رخ پر انہوں نے چیکنگ کا کوئی نظام قائم کیا ہو" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔

"یہ جوتے تم نے کہاں سے خریدے ہیں" —— اچانک عمران نے سوال کیا۔

"جوتے —— اوہ! یہ اس نوجوان کے آدمی سے چھینے تھے —— چونکہ ان کی ساخت مخصوص ہے اس لئے میں نے سوچا کہ کہیں جوتوں کی وجہ سے مجھے چیک نہ کر لیا جائے" —— ٹائیگر نے جھک کر اپنے پیروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور عمران نے گاڑی ایک طرف کر کے روک لی۔

"جوتے اتار کر مجھے دو —— اور تم ڈرائیونگ سیٹ پر آجاؤ" —— عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے جوتے اتار کر سیٹ پر رکھے اور پھر کھسک کر ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔ ویسے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ کیونکہ جوتوں والی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔ عام سے جوتے تھے۔ بس اس کے رنگ کچھ اس قسم کے تھے کہ وہ مخصوص نظر آ رہے تھے۔

عمران نے جوتے سیٹ سے اٹھا کر نیچے رکھے اور پھر سیٹ پر بیٹھ کر اس نے جوتے اٹھائے اور انہیں الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیا۔

پھر جیسے ہی اس نے ایک جوتے کی ایڑی کو انگوٹھے سے دبایا تو اس کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی۔ اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا خنجر نکالا اور جوتے کی ایڑی کو اکھاڑنا شروع کر دیا۔

ٹائیگر کار چلاتے ہوئے کن انکھیوں سے اُسے دیکھتا جا رہا تھا۔ اور پھر دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ کیونکہ جیسے ہی ایڑی علیحدہ ہوئی اس میں موجود جدید ترین ڈیزائن ٹرانسمیٹر صاف نظر آنے لگ گیا تھا۔

"ہوں تو یہ بات ہے ۔۔۔ اس جوتے کی وجہ سے تمہیں چیک کر لیا گیا ہے"۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کی ایک باریک سی تار کو خنجر سے کاٹنے کے بعد کہا۔

پھر عمران نے مزید تاریں کاٹیں اور ٹرانسمیٹر کو جوتے سے باہر نکال لیا۔ اور پھر جوتے کو اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ اس کے بعد اس نے دوسرے جوتے کی ایڑی کو بھی اکھاڑا۔ مگر وہاں کچھ نہ تھا۔ اس نے اُسے بھی باہر پھینک دیا اور پھر ٹرانسمیٹر پر مزید غور کرنا شروع کر دیا۔

عمران کو یہ ٹرانسمیٹر بے حد پسند آیا تھا اور وہ اسے اپنے ساتھیوں کے جوتوں میں استعمال کرنا چاہتا تھا۔ کافی دیر تک اس کی تکنیک اور بناوٹ کو دیکھنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کو جیب میں ڈال لیا۔

"مجھے تو تصور تک نہ تھا کہ اس جوتے میں ٹرانسمیٹر ہو سکتا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ عام طور پر یہ خیال نہیں آتا ۔۔۔ ویسے یہ جدید ترین ٹرانسمیٹر ہے۔

تمہاری نہ صرف تمام گفتگو انہوں نے سنی ہو گی بلکہ وہ تمہیں سکرین پر چیک بھی کرتے رہے ہوں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں نے ایکسٹو اور آپ سے کیا باتیں کی ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"سو فیصد معلوم ہو گیا ہو گا ۔۔۔ ویسے تمہارے اس کارنامے کی وجہ سے میرا پرنس راسکل والا ڈھونگ ختم ہو گیا ہے ۔۔۔ اور اب یہ طے شدہ بات ہے کہ یہ خفیہ اڈہ بھی راسکلز کنگ کا ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر بھلا کیا جواب دیتا خاموش ہو رہا۔

"کار واپس موڑ دو اور مجھے دانش منزل اتار دو ۔۔۔ تم ہوٹل میں اپنی رہائش بدل لو اور میک اپ بھی"۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کار واپس موڑ دی۔

عمران کے چہرے پر گہری سوچ بچار کی لکیریں پوری طرح ابھری ہوئی تھیں وہ سوچ رہا تھا کہ راسکلز کنگ کی جڑیں اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہی گہری معلوم ہو رہی ہیں اور اب وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ راسکلز کنگ کا مشن اس ملک میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ اب پرنس راسکل والے ڈھونگ کو یکسر ختم کر کے کسی نئی لائن پر کام کرنا چاہتا تھا تاکہ جلد از جلد راسکلز کنگ پر ہاتھ ڈال سکے۔

دانش منزل سے تھوڑی دور پہلے ہی عمران نے کار رکوائی اور پھر خود نیچے اتر گیا۔

"آج سے یہ کار تمہاری ہے۔ اس کے مکمل سسٹم کے متعلق کتابچہ ڈلیش بورڈ میں موجود ہے ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ تمہاری پہلی کار سے یہ کار تمہیں زیادہ

پسند آئے گی" ـــــ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہت بہت شکریہ جناب" ـــ ٹائیگر کے چہرے پر مسکراہٹ کا آبشار بہنے لگا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس قدر قیمتی اور اچھی کار اُسے مل جائے گی۔

"کوئی بات نہیں ـــ اس کا بل میں تمہارے کھاتے میں ڈال دوں گا۔ جب قیمت پوری ہو جائے گی تب تنخواہ دوں گا ـــ کیا سمجھے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کار کا بل اتارنے لگتا تو شاید ساری عمر ہی تنخواہ نہ ملتی۔

عمران تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر جب وہ دروازے کے قریب پہنچا تو چونک پڑا۔ کیونکہ دروازے پر موجود ایک کیل اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ یہ اس بات کی مخصوص نشانی تھی کہ اس وقت دانش منزل کا خود کار حفاظتی نظام کام کر رہا ہے۔

عمران نے سر ہلایا اور پھر دروازے کی دہلیز میں لگے ہوئے ایک مخصوص بٹن کو پیر سے دبایا اور اس کے ساتھ ہی دروازے کی ذیلی کھڑکی خود بخود کھل گئی اور عمران اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان موجود خاصی بڑی میز کے پیچھے وہی نوجوان بیٹھا ہوا تھا جو ٹائیگر کو اغوا کر کے لے گیا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ میز کے اوپر ایک چھوٹا سا ڈبہ پڑا ہوا تھا جس کا سامنے کا رُخ نوجوان کی طرف تھا اور نوجوان کی طرف کا حصہ کسی سکرین کی طرح روشن تھا۔ نوجوان کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

سکرین پر ایک کار دکھائی دے رہی تھی جو خاصی تیز رفتاری سے سامنے کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی اور کار میں موجود تین افراد صاف نظر آ رہے تھے۔ جن میں سے ایک ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا اور باقی دو بیہوش پڑے ہوئے تھے جبکہ سکرین کے ایک کونے میں ایک اور منظر نظر آ رہا تھا۔ یہ کار کا پچھلا حصہ تھا اور ڈگی میں موجود ٹائیگر دکھائی دے رہا تھا۔

نوجوان غور سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا مگر اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔ جیسے یہ سچویشن اس کی مرضی کے مطابق نہ ہو۔ پھر اُسے کار پہاڑی کے سامنے رکتی نظر آئی اور ڈرائیونگ سیٹ پر موجود نوجوان کار سے اتر کر بھاگتا ہوا پہاڑی کی طرف بڑھا۔

دوسرے منظر میں نوجوان نے ٹائیگر کو کار سے نکال کر ایک چٹان کی اوٹ میں

چھپتے دیکھا اور پھر کار آگے بڑھ کر پہاڑی میں داخل ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ سکرین پر سے غائب ہو گئی۔

کار کے پہاڑی میں داخل ہوتے ہی اس نے ٹائیگر کو چٹان کی آڑ سے نکل کر واپس جھیل کی طرف جاتے دیکھا۔ پھر جب وہ کیفے کے فون بوتھ میں داخل ہوا تو اس نے تیزی سے ڈبے کے کونے پر موجود ایک بٹن آن کر دیا۔

اب ڈبے میں سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ وہ کسی کو فون کرنے کے لئے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ نوجوان سکرین پر غور سے ان نمبروں کو دیکھتا رہا۔ پھر جب اس نے ٹائیگر کی گفتگو سنی تو وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اُسے یُوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔

ٹائیگر ٹیلیفون کر کے بوتھ سے باہر نکلا اور پھر سڑک پر آگیا۔ اب وہ ایک کھمبے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

نوجوان کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے قریب پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

"یس سر — نمبر ٹو سپیکنگ" —— دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"جمی اور اس کے ساتھی پہنچ گئے ہیں" —— ؟ نوجوان نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر! —— وہ پہنچ گئے ہیں —— صرف جمی ہوش میں ہے۔ باقی دونوں بیہوش ہیں۔ — ان کا مشن ناکام رہا ہے" —— نمبر ٹو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے —— یہ تینوں ناکارہ آدمی ہیں —— انہیں برقی بھٹی میں ڈلوا دو —— میں ایسے آدمیوں کا وجود ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں

کر سکتا" —— نوجوان نے انتہائی کرخت لہجے میں ان تینوں کی موت کا حکم صادر کرتے ہوئے کہا۔

"یس —— بہتر جناب" —— نمبر ٹو نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ شاید اس قدر ظالمانہ اقدام کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ زندہ افراد کو برقی بھٹی میں ڈال دیا جائے۔ مگر مجبور تھا۔

"اور سنو! —— اڈے کو فوری طور پر کیموفلاج کر دو —— یہ لوگ اس آدمی کو کار کی ڈگی میں ساتھ لے آئے ہیں —— اور وہ جھیل پر موجود ہے" —— نوجوان نے کہا۔

"اوہ! —— تو پھر سر" —— نمبر ٹو اور زیادہ بوکھلا گیا۔

"بوکھلانے کی ضرورت نہیں —— میں چاہوں تو اس نوجوان کو جھیل پر ہی ختم کر سکتا ہوں —— مگر اُسے ایک آدمی کا انتظار ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ آدمی پہنچ جائے تو دونوں کو اکٹھا ہی ختم کروں —— تم صرف اڈے کو کیموفلاج کر دو تاکہ وہ کسی طور پر بھی اڈے کو تلاش نہ کر سکیں" —— نوجوان نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب" —— نمبر ٹو نے جواب دیا۔

نوجوان نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ اس کی نظریں دوبارہ سکرین پر جم گئیں۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک کار کو ٹائیگر کے قریب رکتے دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسرت کی لہر ابھر آئی۔ وہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود عمران کو پہچان گیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ عمران اب اڈے میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے وہ خاموشی سے بیٹھا سکرین پر دیکھتا رہا۔

ٹائیگر اور عمران کی گفتگو اس ڈبے سے صاف سنائی دے رہی تھی اور نوجوان

نے عمران کا ارادہ سُن کر کہ وہ پہاڑی کی پچھلی طرف سے آنا چاہتا ہے سر ہلایا اور پھر تیزی سے اٹھ کر پچھلی دیوار پر موجود ایک الماری کے پٹ کھولے اور اس الماری کے نچلے خانے کو کھول کر اندر ہاتھ ڈال کر ایک خفیہ بٹن آن کر دیا اور پھر الماری بند کر کے وہ واپس کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے پہاڑی کے پچھلے حصے کی طرف ایک مخصوص سرنگ کا دہانہ کھول دیا تھا تاکہ وہ دونوں آسانی سے اس میں داخل ہو کر اس کے قابو چڑھ سکیں۔

مگر کرسی پر بیٹھتے ہی جیسے ہی نوجوان کی نظریں سکرین پر پڑیں وہ یوں کرسی پر سے اچھلا جیسے کرسی کے گدے میں اچانک سپرنگ نکل آئے ہوں۔ سکرین پر عمران کے ہاتھ میں ٹائیگر کا جوتا نظر آ رہا تھا اور عمران خنجر کی مدد سے ایڑی کو کھول رہا تھا۔

" اوہ! — یہ کم بخت کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہوشیار ہے — کاش میں عمران کے آنے سے پہلے ہی ٹائیگر کو ختم کر دیتا" — نوجوان نے انتہائی پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اسی لمحے ایک جھماکے سے سکرین تاریک ہو گئی اور نوجوان نے بے اختیار کرسی کی پشت سے ٹیک لگا دی۔ اب ان دونوں کا ہاتھ آنا ناممکن ہو چکا تھا اور یہ خفیہ اڈہ بھی ان کی نظروں میں آ چکا تھا۔

نوجوان نے تیزی سے میز کی ایک دراز کھینچی اور اس میں سے ایک مخصوص وائرلیس ٹیلیفون سیٹ نکال کر میز پر رکھا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

" چیکو سپیکنگ" — دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

" ریڈ باس سپیکنگ" — نوجوان نے لہجے کو دانستہ بگاڑتے ہوئے کہا۔

" یس باس" — دوسری طرف سے چیکو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو مشن کا کیا ہوا چیکو" — ؟ نوجوان نے پوچھا۔

" جناب راجو مشن پر کام کر رہا ہے — ایوان صدر میں ایکسٹو پر حملہ ناکام ہو گیا تھا — اب راجو اس کے تعاقب میں ہے۔ وہ اس ملک کا سب سے خطرناک آدمی ہے جناب — وہ جب تک مشن مکمل نہ کرے گا سانس نہیں لے گا اس لئے آپ بے فکر رہیں — کام ہو جائے گا" — چیکو نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

" اچھا — جیسے ہی اس کی طرف سے رپورٹ ملے — مجھے کال کر دینا۔ اور سنو — مجھے ناکامی کی خبر نہیں چاہیئے — سمجھے" — نوجوان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں جناب! — راجو آج تک کسی بھی کام میں ناکام نہیں ہوا" — چیکو نے جواب دیا۔

" اوکے — میں تمہاری کال کا انتظار کر رہا ہوں" — نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس کے اوپر والے خانے میں موجود ایک چھوٹا سا مگر جدید ترین ٹرانسمیٹر اٹھا کر میز پر رکھا اور اس پر مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ریڈ باس سپیکنگ — ریڈ باس سپیکنگ" — نوجوان نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یس کنگ سپیکنگ۔ اوور" — دوسری طرف سے ایک انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے اوور" ۔۔۔ ؟ نوجوان کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ کرخت ہو گیا۔

"باس! ۔۔۔ کام تیزی سے ہو رہا ہے ۔۔۔ ایٹمک ریسرچ لیبارٹری کا اندرونی تفصیلی نقشہ ہمیں موصول ہو گیا ہے اور میرا آدمی سائنسدان بھاجا سے تعلقات پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اوور" ۔۔۔ کنگ نے جواب دیا۔

"او کے! ۔۔۔ ٹرانسمیٹر کے ذریعے وہ نقشہ مجھے بھجوا دو ۔۔۔ اس کے بعد میں تمہیں مزید ہدایات دونگا۔ اوور" ۔۔۔ نوجوان نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا

"بہتر سر! ۔۔۔ مگر ایک اور بات سامنے آئی ہے ۔۔۔ ہوٹل شیرا میں کوئی پرنس راسکل نام کا بدمعاش قابض ہو گیا ہے ۔۔۔ انہوں نے ہمارے اڈوں پر بڑا اودھم مچا رکھا ہے ۔۔۔ کئی اڈوں کی طرف سے شکایات آئی ہیں ۔۔۔ اگر آپ اجازت دیں تو اسے سیٹ کیا جائے۔ اوور" ۔۔۔ کنگ نے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ اس سے کوئی رابطہ قائم نہ کیا جائے ۔۔۔ وہ پرنس راسکل دراصل عمران ہے اور اس نے یہ سارا ڈھونگ تمہیں ٹریس کرنے کے لئے رچایا ہے تم اسے بالکل نظر انداز کر دو ۔۔۔ وہ جلد ہی تنگ آ کر ہٹ جائے گا البتہ مخصوص لوگوں کے ذریعے ان کی مکمل نگرانی کراؤ تاکہ ان کی حرکات ہماری نظروں میں رہیں اوور" ۔۔۔ ریڈ باس نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو یہ بات ہے ۔۔۔ اسی لئے وہ ضرورت سے زیادہ فعال ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں ان کی نگرانی شروع کرا دیتا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ کنگ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ نقشہ مجھے فوراً بھجواؤ تاکہ اصل مشن پر کام شروع ہو سکے۔ مجھے کچھ حالات بگڑتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ ریڈ باس نے کہا۔

"وہ کیسے جناب! اوور" ۔۔۔ ؟ کنگ نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ابھی تفصیل نہیں بتا سکتا ۔۔۔ بہرحال میں سب ٹھیک کر دونگا۔ تم اپنا کام کرو۔ اوور" ۔۔۔ ریڈ باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"او کے سر! اوور" ۔۔۔ کنگ نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

پھر ٹرانسمیٹر اس نے واپس پچھلی سمت میں موجود الماری میں رکھا اور پھر اسی الماری سے ایک سرخ رنگ کا نقاب نکال کر چہرے پر چڑھا لیا اور تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

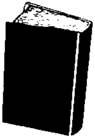

بلیک زیرو راجو کے میک اپ میں اس کی کار چلاتا ہوا تیزی سے سوزی بار کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ جیکو کے متعلق اس نے فائل کو اچھی طرح دیکھ لیا تھا اس لئے وہ مطمئن تھا کہ جیکو سے بآسانی نپٹ لے گا۔

سوزی بار شہر کی شمالی سمت ہائی وے پر تھا چنانچہ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو

سوزی بار کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے کار بار کے سامنے روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے آیا۔

جیسے ہی بلیک زیرو نیچے اترا۔ ایک طرف سے ایک غنڈہ نما شخص تیر کی طرح اس کی طرف بڑھا۔

"راجو تم آ گئے —— باس ابھی تمہارے متعلق پوچھ رہا تھا" —— آنے والے نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

"کیوں پوچھ رہا تھا" —— بلیک زیرو نے چونک پڑنے کی اداکاری کرتے ہوئے پوچھا۔

"ارے پوچھے کیوں نا —— وہ ریڈ باس کی کال آئی تھی —— باس کو اسے رپورٹ دینی تھی —— تم سناؤ" —— آنے والے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں باس کو ہی سناؤں گا —— آؤ میرے ساتھ —— وہیں سن لینا" —— بلیک زیرو نے بات کو گول کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں آؤ —— باس تمہاری طرف سے بڑا بے چین ہے" —— آنے والے نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر بجائے بار کے اندر داخل ہونے کے اس کے بائیں سمت جانے والی راہداری کی طرف مڑ گیا۔ بلیک زیرو خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا گیا۔

کیفے کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے وہ پچھلی سمت آئے تو آگے چلنے والے غنڈے نے ایک جگہ رک کر دیوار کے ایک مخصوص حصے کو تھپتھپایا۔ دوسرے لمحے وہاں دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ غنڈے نے دروازے پر تین بار مخصوص انداز میں دستک دی۔ بلیک زیرو حیرت بھرے انداز میں یہ سسٹم دیکھ رہا تھا۔ اور اس

کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ مقامی غنڈے بھی اب خاصے جدید ہو گئے ہیں۔

تیسری بار دستک مکمل ہوتے ہی دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا۔ اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ تقریباً بیس سیڑھیوں کے بعد اسی قسم کا ایک دروازہ اور آیا اور یہاں بھی اسی طرح دستک دیتے ہی دروازہ کھل گیا۔ اب وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں داخل ہوئے۔ یہاں مشین گنوں سے مسلح دو آدمی کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔

راہداری کے آخر میں لوہے کا ایک دروازہ تھا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ وہ دونوں تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھے۔ دروازے کے قریب رک کر غنڈے نے پیر سے دہلیز کے کونے کو دبایا اور ساتھ ہی منہ اٹھا کر کہنے لگا۔

"باس! —— راجو آ گیا ہے —— یہ جیسے ہی کار سے اترا میں اسے ہمراہ لے آیا ہوں۔"

"ٹھیک ہے —— میں اس کا انتظار کر رہا ہوں" —— دروازے کے اوپر لگی ہوئی جالی سے بھرائی ہوئی مگر کرخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سرخ رنگ کا جلتا ہوا بلب بجھ گیا۔ اور پھر دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا۔

"آؤ راجو" —— غنڈے نے کہا اور پھر اس نے کمرے میں داخل ہونے کے لئے قدم بڑھا دیئے۔ بلیک زیرو نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور پھر ان کے اندر پہنچتے ہی ان کے پیچھے دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔

کمرہ بالکل تاریک تھا حتیٰ کہ کسی کا ہیولہ تک نظر نہ آ رہا تھا۔ دروازہ بند

ہوتے ہی ہلکی سی چٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں ملگجی سی دھندلی روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی اتنی نہ تھی کہ کوئی چیز واضح طور پر نظر آسکے۔ بس اتنا ضرور ہوگیا تھا کہ مکمل تاریکی کی بجائے وہاں موجود چیزیں ہیولوں کی صورت میں نظر آنے لگ گئی تھیں۔

کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے پیچھے کسی بھاری اور قدآور انسان کا ہیولہ کرسی پر بیٹھا نظر آرہا تھا۔ میز کے سامنے دو کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ میز پر رکھے ہوئے فون کے دو سیٹ بھی نظر آرہے تھے۔

"آؤ بیٹھو راجو ۔۔۔ اور تم بھی بیٹھو ٹیڈ" ۔۔۔ وہی بھرائی ہوئی مگر کرخت آواز دوبارہ سنائی دی۔ اور بلیک زیرو کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے قدرے حیران رہ گیا۔ کیونکہ پہلی بار اس نے آواز پر غور کیا تھا۔ یہ چیکو کی آواز معلوم نہ ہو رہی تھی۔ چیکو سے وہ کئی بار ملا تھا۔ گو ہیولے کا قد و قامت چیکو جیسا تھا مگر آواز ۔۔۔ اور پھر اس نے سوچا کہ شائد چیکو آواز بدل کر بات کر رہا ہو۔

"سناؤ کیا رپورٹ ہے راجو" ۔۔۔ چیکو نے قدرے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پرجوش لہجے میں پوچھا۔

"کامیابی ۔۔۔ میں نے نہ صرف ایکسٹو کو قتل کر دیا ہے بلکہ وہاں سے ایک ایسی فائل بھی لے آیا ہوں جو شائد اس ملک کے لئے سب سے اہم ہو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ کیا واقعی تم نے ایکسٹو کو ختم کر دیا ہے" ۔۔۔ چیکو کے لہجے میں اب جوش کے ساتھ ساتھ بے چینی اور حیرت کا عنصر بھی شامل ہوگیا تھا۔

"ہاں ۔۔۔ میں اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس عمارت میں پہنچ گیا جہاں وہ داخل ہوا تھا ۔۔۔ یہ ایک بہت بڑی اور عظیم الشان عمارت تھی۔ مگر ساری عمارت میں وہ اکیلا ہی تھا۔ چنانچہ میں دبے پاؤں اندر داخل ہوا اور جب وہ منہ سے نقاب اتار کر الماری میں رکھ رہا تھا کہ میں نے اس کی کمر پر فائر کر دیا۔ میرا نشانہ ٹھیک لگا اور گولی اس کی پشت سے ہوتی ہوئی اس کے دل میں داخل ہوگئی۔ اور وہ منہ سے اُف تک نکالے بغیر ڈھیر ہوگیا۔ اس کی موت کے بعد میں نے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر پوری عمارت کی تلاشی لی اور پھر ایک خفیہ الماری کا انکشاف ہوا۔ اس الماری کو جب میں نے کھولا تو اس میں سے ایک فائل ملی۔ جب میں نے اس فائل کو پڑھا تو میرا دل خوشی سے اچھلنے لگا یہ انتہائی قیمتی فائل ہے۔ اس میں ایک ایسی لیبارٹری کے متعلق تفصیلی معلومات موجود ہیں۔ جس میں ایک جدید ترین مگر انتہائی خفیہ ایٹمی ہتھیار تیار کیا جا رہا ہے اور اس فائل میں اس ہتھیار کا فارمولا بھی موجود ہے۔ چنانچہ میں نے وہ فائل اٹھائی اور پھر اطمینان سے اس عمارت سے باہر آگیا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے آواز اور لہجہ تو راجو کا ہی ہوگا۔

"تو کیا وہ فائل اب تمہارے پاس ہے" ۔۔۔ چیکو نے انتہائی پرجوش لہجے میں آگے کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تم نے راجو کو احمق سمجھ رکھا ہے کہ میں اس قدر قیمتی فائل لے کر یہاں تمہارے پاس آجاتا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ تم فائل فروخت کرو گے" ۔۔۔ چیکو کے لہجے میں سختی آگئی۔

"تو اور کیا کروں گا ——— ؟ اسے شہد لگا کر چاٹوں گا" ——— بلیک زیرو نے جھنجلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جب تک فائل نہ دیکھی جاتے اس کی قیمت کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا ہے" ——— چیکو نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"یہ تمہارا دردِ سر نہیں ہے ——— اور نہ ہی تم اس قابل ہو کہ اتنی قیمتی فائل خرید سکو۔ اس لئے اس موضوع کو چھوڑو اور باقی معاوضہ مجھے ادا کرو" ——— بلیک زیرو نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"مگر اس بات کا یقین کیسے آئے گا کہ واقعی تم نے الکیسٹو کو قتل کر دیا ہے"۔ چیکو نے کہا۔

"سنو چیکو! ——— راجو سے گڑبڑ نہیں چل سکے گی اور تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ راجو کبھی غلط بات نہیں کہتا" ——— بلیک زیرو نے مطمئن لہجے میں کہا۔

اور اسی لمحے چیکو نے اپنے ہاتھ کو اندھیرے میں ہلکی سی حرکت دی اور پھر کسی بٹن کے دبنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی اور روشنی ہوتے ہی بلیک زیرو حیرت کے مارے چونک پڑا کیونکہ میز کے پیچھے چیکو نہ تھا بلکہ چیکو کی قد و قامت کا ایک اور شخص بیٹھا ہوا تھا جس کی چھوٹی مگر کینہ توز نظریں بلیک زیرو پر جمی ہوئی تھیں۔

بلیک زیرو نے تیزی سے کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ اس کا جسم کرسی سے چپک گیا تھا۔ کرسی کے ہتھوں پر موجود دونوں ہاتھ اب حرکت کرنے سے معذور ہو گئے تھے۔

"ہوں تو تم راجو نہیں ہو ——— بولو کون ہو تم" ——— ؟ میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے

گوریلے نما آدمی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ سامنے والی کرسی پر بیٹھا ہوا غنڈہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس کے ہاتھ میں اب ایک ریوالور چمک رہا تھا۔

"یہ کیا بدمعاشی ہے ——— ؟ چیکو کہاں ہے" ——— ؟ بلیک زیرو نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"یہی تو سارا چکر ہے تمہیں چیک کرنے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا گیا تھا تاکہ کوئی غلط آدمی راجو بن کر ہمارے پاس نہ پہنچ جائے ——— اگر تم اصلی راجو ہوتے تو میری آواز سنتے ہی پہچان جاتے کہ میں چیکو نہیں ہوں" ——— گوریلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں سمجھا تھا کہ تم آواز بدل کر بات کر رہے ہو" ——— بلیک زیرو نے بات بنانے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔

"بہرحال تم اتنے ہوشیار ہو کہ جیسے ہی تمہیں شبہ ہوتا ——— تم تفصیل بتلانے سے پہلے اپنا شبہ دور کرتے۔ اس لئے یہ بات تو طے ہے کہ تم راجو نہیں ہو۔ اس لئے اب سیدھے طریقے سے بتا دو کہ تم کون ہو ——— ؟ اور راجو کہاں ہے"؟ گوریلے نے کرسی سے اٹھ کر میز کی سائیڈ سے گھوم کر بلیک زیرو کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"بتا تو دیا کہ میں راجو ہوں ——— اور سنو! اگر تم میرا معاوضہ بچانے کے لئے یہ چکر کھیل رہے ہو تو کان کھول کر سن لو کہ راجو تم لوگوں کو پاتال تک نہ چھوڑے گا" ——— بلیک زیرو نے بھی اس بار کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے ٹیڈ کا ہاتھ فضا میں لہرایا اور کمرے میں چٹاخ کی آواز گونجی۔

اور بلیک زیرو کا منہ پھر گیا۔ ٹیڈ کا تھپڑ پوری قوت سے اس کے گال پر پڑا تھا۔

" میں تمہاری کھال اتار دوں گا ۔۔۔ بتاؤ راجو کہاں ہے ۔۔۔ ؟ اور تم کون ہو" ۔۔۔ ؟ ٹیڈ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" ٹھہرو ٹیڈ ! ۔۔۔ باس کو بلا لیں پھر اس کے سامنے ہی سب باتیں ہو جائیں تو بہتر ہے" ۔۔۔ گوریلے نے ٹیڈ کو روکتے ہوئے کہا جو دوسرا تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھا رہا تھا اور پھر ٹیڈ نے ایک جھٹکے سے ہاتھ نیچے کر لیا۔

گوریلے نے میز پر پڑا ہوا ایک فون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

" ہیلو جیکسن سپیکنگ " ۔۔۔ باس ! ایک شخص راجو بن کر یہاں آیا ہے اور اس وقت وہ میگنٹ کرسی سے بندھا ہوا ہے" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی گوریلے نے کہا۔ پھر وہ چند لمحے دوسری طرف سے آنے والی آواز سنتا رہا۔

" اوکے باس" ۔۔۔ اس نے جواب دیا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

" تم غلطی کر رہے ہو جیکسن ! ۔۔۔ میں راجو ہوں ۔۔۔ اور یاد رکھو ٹیڈ ! تمہیں یہ تھپڑ انتہائی مہنگا پڑے گا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ ! ۔۔۔ میں کوئی غلطی نہیں کر رہا ۔۔۔ باس آنے دو۔ پھر دیکھنا کہ تم کس طرح ریکارڈ کی طرح بج اٹھو گے ۔۔۔ میں پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دینے کے لئے پورے ملک میں مشہور ہوں" ۔۔۔ جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر کمرے میں ناگوار سی خاموشی پھیل گئی۔ ٹیڈ اور جیکسن اس کے

دائیں بائیں کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی تیز نظریں بلیک زیرو پر جمی ہوئی تھیں۔

پھر چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو کے سامنے والی دیوار کے کونے میں ایک دروازہ نمودار ہوا۔ اور پھر دوسرے لمحے اس میں سے جیکو برآمد ہوا۔ وہ قد و قامت میں جیکسن سے ملتا جلتا تھا۔ مگر چہرے میں بڑا فرق تھا۔

" ہوں ! ۔۔۔ تو تمہاری ترکیب کامیاب رہی ورنہ ہم اسے راجو ہی سمجھتے رہتے" جیکو نے تیز نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہ سب بکواس ہے جیکو ! ۔۔۔ میں راجو ہی ہوں ۔۔۔ مجھے شبہ تو ہوا تھا مگر میں سمجھا کہ تم کسی وجہ سے آواز بدل کر بات کر رہے ہو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے کام کا کتنا معاوضہ طے ہوا تھا" ۔۔۔ ؟ جیکو نے بلیک زیرو کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

" ایک لاکھ روپیہ ! ۔۔۔ جس میں سے تم نے پچاس ہزار روپے پیشگی ادا کئے تھے اور پچاس ہزار بعد میں دینے تھے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بغیر کسی جھجک کے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہوں ! ۔۔۔ اور یہ پچاس ہزار روپے تمہیں کہاں ادا کئے گئے تھے" ؟ جیکو کا لہجہ اس بار قدرے الجھا ہوا تھا۔

" یہیں ۔۔۔ اسی کمرے میں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے اندازے سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بہت خوب ! ۔۔۔ اور اب بھی تم یہی کہو گے کہ تم راجو ہو ۔۔۔ سنو مسٹر ! راجو نے آج تک یہ کمرہ نہیں دیکھا۔ اس لئے اب سیدھی طرح بتا دو کہ تم کون

ہو"۔۔۔۔ ؟ جیکو نے مذاق اڑانے والے لہجے میں جواب دیا۔

" ہاں ! ۔۔۔ میں راجو ہوں ۔۔۔ مجھے چکر دینے کی کوشش مت کرو۔ مجھے باقی معاوضہ دو ۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ سب کچھ بھلا دوں گا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" ٹیڈ ! ۔۔۔ میک اپ صاف کرنے والا محلول لے کر آؤ ۔۔۔ میں چیک کرنا چاہتا ہوں" ۔۔۔ جیکو نے اس بار قدرے نرم لہجے میں جواب دیا اور ٹیڈ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے جیکو اندر داخل ہوا تھا۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ اس نے جیکو کو چکر دے دیا ہے۔ مگر اب وہ پریشان تھا کہ میک اپ صاف ہوتے ہی اس کی پوزیشن خراب ہو جاتے گی اس نے جلدی میں بس عارضی میک اپ کیا تھا۔ اب اسے کیا معلوم تھا کہ یہاں ایسے حالات پیش آ جائیں گے ورنہ وہ ایسا میک اپ کرتا جو ایمونیا سے صاف نہ ہو سکتا۔

ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ٹیڈ اچھل کر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

جیکو اور جیکسن نے چونک کر دیکھا مگر دوسرے لمحے وہ حیرت سے بت بن گئے جب انہوں نے کمرے میں چار افراد کو ہاتھوں میں ریوالور پکڑے داخل ہوتے دیکھا۔ وہ چاروں اپنے لباس، چہرے اور چال سے چھٹے ہوتے غنڈے معلوم ہو رہے تھے۔

" کون ہو تم" ۔۔۔ ؟ جیکو نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

مگر دوسرے لمحے کمرے میں ایک زوردار دھماکہ ہوا اور آگے آنے والے غنڈے

کے ریوالور کی نال پر شعلہ سا لپکا اور گولی جیکو کے کان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔

" ہاتھ جیب سے دور رکھو جیکو ! ۔۔۔ ورنہ دوسری بار گولی ٹھیک تمہارے دل پر لگے گی ۔۔۔ میرا نام پرنس راسکل ہے ۔۔۔ میں نے تمہیں پیغام بھیجا تھا۔ مگر تم نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اس لئے مجھے خود آنا پڑا" ۔۔۔ اس غنڈے نے بگڑے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ مگر بلیک زیرو پہچان گیا کہ وہ صفدر تھا۔ اور اب وہ ٹیم کے باقی ممبران کو بھی پہچان گیا تھا۔

" ہوں ! ۔۔۔ پرنس راسکل ! ۔۔۔ تم نے جیکو کو کوئی چھوٹی مچھلی سمجھ رکھا ہے کیوں دندناتے ہوئے آ گئے ہو" ۔۔۔ جیکو نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" اچھا تو یہ دم خم ہیں" ۔۔۔ صفدر نے استہزائیہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے تیزی سے جیکو کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیتے۔

مگر جیسے ہی صفدر آگے بڑھا۔ اس کے قریب موجود جیکسن نے تیزی سے اس کے پیروں میں ٹانگ اڑا دی اور صفدر کے لڑکھڑاتے ہی وہ تیزی سے اچھلا اور اس نے صفدر کو اس کے ساتھیوں کی طرف اچھال دیا۔

اسی لمحے ٹیڈ نے بھی اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور وہ صدیقی اور چوہان پر جا پڑا جب کہ جیکو نے بھی جمپ لگایا اور اس نے تنویر کو زوردار دھکا دے کر نیچے گرا دیا۔ ادھر جیکسن نے صفدر کو اچھال کر کیپٹن شکیل پر پھینک دیا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے تھے۔

بلیک زیرو کرسی پر جما ہوا بیٹھا تھا جب کہ کمرے میں ٹیڈ، جیکسن، جیکو اور ٹیم کے پانچ ممبروں کے درمیان خوفناک لڑائی شروع ہو گئی۔

اچانک دھکا لگنے سے ریوالور ٹیم کے ممبروں کے ہاتھوں سے نکل چکے تھے

اس لئے اب دست بدست جنگ جاری تھی۔ چیکو۔ جیکسن اور ٹیڈ بڑے ماہرانہ
انداز میں لڑ رہے تھے۔

جیکسن اور صفدر آپس میں بھڑے ہوئے تھے۔ صفدر نے اچانک جیکسن
کو اٹھا کر پوری قوت سے میز پر پھینکا اور پھر خود بھی اس پر چھلانگ لگا
دی اور وہ دونوں میز کی دوسری جانب جا گرے۔

ٹیڈ، صدیقی اور چوہان سے بیک وقت لڑ رہا تھا جب کہ چیکو اور کیپٹن شکیل
کے درمیان زوردار جنگ جاری تھی۔

پھر اچانک کیپٹن شکیل کا داؤ چل گیا اور چیکو ہوا میں اڑتا ہوا پوری قوت
سے کمرے کی دیوار سے ٹکرایا اور بھد سے فرش پر آ گرا۔ اور وہ بری طرح تڑپنے
لگا۔ اس کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا اس لئے شاید اس کے ہوش و
حواس اس کا ساتھ نہ دے رہے تھے۔

اسی لمحے میز کی دوسری طرف سے ہڈی چٹخنے کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی
جیکسن کے حلق سے نکلی ہوئی تیز چیخ سنائی دی اور دوسرے لمحے صفدر اٹھ کر
کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ٹیڈ کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ صدیقی اور چوہان نے سنبھلتے ہی اسے
گیند کی طرح اچھالنا شروع کر دیا تھا اور پھر وہ بھی کراہتا ہوا فرش پر گرا اور پھر
بے حس و حرکت ہو گیا۔

کمرے میں ایک بار پھر ناگوار سی خاموشی چھا گئی۔ صفدر میز کے پیچھے سے نکل
کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا جو اس ساری جنگ کے دوران کرسی سے چپکا ہوا
ہوا بیٹھا رہا تھا۔ صفدر بڑی عجیب سی نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھ رہا تھا۔

"تم کون ہو" —— ؟ صفدر نے بگڑے ہوئے لہجے میں بلیک زیرو سے سوال

کیا۔ اب بھلا اسے کیا معلوم تھا کہ وہ اس ایکسٹو سے بات کر رہا ہے جس سے
بات کرتے وقت ان کی زبانیں لڑکھڑا جاتی تھیں۔

"میرا نام راجو ہے —— چیکو نے مجھے اس کرسی سے چپکا رکھا ہے"
بلیک زیرو نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی اور سوال کرتا، چیکو کے جسم میں حرکت ہوئی
اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تمہارے دونوں ساتھی ختم ہو چکے ہیں چیکو! —— اب بولو میرے پیغام
کے جواب میں کیا کہتے ہو" —— ؟ صفدر نے آگے بڑھ کر چیکو کا گریبان
پکڑ کر اسے جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"م —— مجھے منظور ہے —— رقم پہنچ جائے گی" —— چیکو نے خوفزد
لہجے میں جواب دیا۔

"ویری گڈ! —— اب آئے ہو نا سیدھی راہ پر —— رقم رات تک شوبرا ہو
پہنچ جانی چاہیئے ورنہ یاد رکھنا، دوسری بار تمہاری گردن ٹوٹنے میں دیر نہیں
لگے گی" —— صفدر نے اس کا گریبان چھوڑتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے
میں کہا۔

"آؤ ساتھیو چلیں! —— کوشش کرنا چیکو کہ ہمیں دوبارہ نہ آنا پڑے" ——
صفدر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو —— رقم پہنچ جائے گی" —— چیکو نے جواب دیا اور صفد
دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"سنو پرنس! —— میری بات سنو" —— اچانک بلیک زیرو نے کہا اور صف
ایک جھٹکے سے رک گیا۔

"کیا بات ہے" ——؟ صفدر نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں جواب دیتے
ہوتے کہا۔
"مجھے چیکو کی گرفت سے رہائی دلاؤ —— یہ خوامخواہ مجھ پر ظلم کر رہا ہے" ——
یک زیرو نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔
میں کسی کے کاروباری معاملات میں دخل نہیں دیا کرتا —— تم جانو اور چیکو
نے" —— صفدر نے بگڑے ہوتے لہجے میں جواب دیا اور واپس دروازے
طرف مڑ گیا۔
"سنو! —— میں نے ایکسٹو کو قتل کر دیا ہے" —— اچانک بلیک زیرو نے
ا۔

اور صفدر یوں تیزی سے مڑا جیسے اس کے جسم کو بجلی کا جھٹکا لگا ہو۔ یہی حال
ٹیم کے ممبروں کا بھی ہوا۔
"کیا کہہ رہے ہو" ——؟ صفدر نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔
"میں سچ کہہ رہا ہوں" —— بلیک زیرو نے جواب دیا۔ وہ دل ہی دل میں
پوزیشن پر ہنس دیا۔
"کون ایکسٹو" ——؟ صفدر نے سنبھلتے ہوتے کہا۔
سنو پرنس! —— یہ تمہارا کام نہیں ہے کہ تم ہمارے کاموں میں مداخلت کرو
لئے تم جا سکتے ہو —— تمہاری رقم تمہیں پہنچ جائے گی" —— چیکو نے
لت کرتے ہوئے کہا۔
ٹھہرو! —— مجھے یہ معاملہ پُراسرار لگتا ہے —— تم اپنی زبان بند رکھو" ——
ر نے اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔
ایکسٹو یہاں کی سیکرٹ سروس کا چیف ہے —— چیکو نے مجھے اس کے

قتل کا مشن سونپا تھا —— میں نے اُسے قتل کر دیا۔ مگر اب یہ چیکو بے ایمانی پر اُتر
آیا ہے اور اس نے دھوکہ دے کر مجھے میگنٹ کرسی سے باندھ رکھا ہے" ——
بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"تم ایکسٹو کو جانتے ہو" ——؟ صفدر نے پُرجوش لہجے میں پوچھا۔
"آج ایوان صدر میں میٹنگ تھی —— ایکسٹو نقاب لگائے اس میں شریک
ہوا۔ وہاں سے میں نے اس کی کار کا تعاقب کیا —— وہ ایک بڑی عمارت میں
داخل ہوا —— وہاں میں نے اُسے مار ڈالا اور عمارت کی تلاشی کے دوران مجھے
ایک اہم فائل مل گئی" —— بلیک زیرو نے اپنے ہی قتل کی روئیداد سناتے
ہوئے کہا۔
"وہ فائل کہاں ہے" ——؟ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"میں نے ایک محفوظ جگہ پر رکھی ہوئی ہے —— میں کسی پارٹی سے سودا کرنا
چاہتا ہوں —— اگر تم سودا کرا دو تو تمہیں کمیشن دوں گا" —— بلیک زیرو نے
صفدر سے کہا۔
صفدر کچھ دیر کھڑا سوچتا رہا۔ اُسے راجو کی بات کا یقین تو نہ آ رہا تھا مگر
اس دنیا میں سب کچھ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور
دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور چمکنے لگا۔
"اگر یہ بات ہے تو تم سے سودا ہو سکتا ہے" —— صفدر نے ریوالور کا رخ
بلیک زیرو کی طرف کرتے ہوئے کہا۔
بلیک زیرو کی نظروں میں الجھن کے تاثرات ابھرے مگر دوسرے لمحے وہ
چونک پڑا کیونکہ اس نے صفدر کے ریوالور کا رُخ چیکو کی طرف گھومتے دیکھا
اور دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور چیکو کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ

اچھل کر پیچھے دیوار سے جا لگا۔ گولی ٹھیک اس کے دل پر لگی تھی۔ چیکو ایک ہی گولی میں ختم ہو چکا تھا۔

"تم نے اسے کیوں ختم کر دیا" ——؟ اچانک کیپٹن شکیل نے صفدر سے پوچھا۔

"میں راجو کی بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں اور میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ چیکو میری بات سُنے" —— صفدر نے جواب دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

بلیک زیرو خاموش بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ ظاہر ہے اب وہ کچھ کہہ بھی نہ سکتا تھا۔

"ایکسٹو" —— دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے صفدر کے چہرے پر اطمینان کے آثار اُبھرتے صاف دیکھے۔

"میں پرنس راسکل بول رہا ہوں —— اس وقت میں چیکو کے اڈے سوزی بار میں موجود ہوں —— یہاں ایک مقامی غنڈہ راجو بیٹھا ہوا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ اس نے ایکسٹو کو قتل کر دیا ہے اور وہاں سے ایک فائل بھی اُڑالی ہے —— میں نے سوچا کہ تصدیق کر لوں" —— صفدر نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! —— ایسا کرو کہ تم اسے دانش منزل پہنچا دو —— میں خود اس سے نمٹ لونگا" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے رسیور رکھ دیا۔

بلیک زیرو مطمئن ہو گیا کہ اب صفدر اُسے کرسی سے آزاد کر کے ساتھ لے

جائیگا۔ مگر دوسرا لمحہ بلیک زیرو پر بھاری ثابت ہوا۔ کیونکہ صفدر نے اچانک اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس کا مکہ پوری قوت سے بلیک زیرو کی کنپٹی پر پڑا اور بلیک زیرو کے منہ سے اوہ کی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کے دماغ پر اندھیرا چھاتا چلا گیا۔

اب بلیک زیرو کو کیا معلوم تھا کہ صفدر اُسے بیہوش کر کے دانش منزل پہنچانا چاہتا تھا اور اُسے ایسا کرنا بھی چاہیئے تھا۔ ظاہر ہے صفدر کو کیا معلوم کہ وہ راجو کے روپ میں خود ایکسٹو کے ساتھ یہ حرکت کر رہا ہے۔

ریڈ باس سُرخ رنگ کا نقاب پہنے اپنے کمرے سے باہر نکلا اور پھر ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک کافی بڑے ہال میں آ گیا۔ اس ہال میں چاروں طرف بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں جن کے سامنے زرد رنگ کے نقاب اور زرد رنگ کی یونیفارم پہنے ہوئے مکینک بڑی مستعدی اور چابکدستی سے ان مشینوں کو ہینڈل کرنے میں مصروف تھے۔

ہال کے شمالی کونے میں ایک بڑی میز کے پیچھے ایک سفید نقاب پہنے ہوئے نوجوان بیٹھا تھا۔

جیسے ہی ریڈ باس ہال میں داخل ہوا۔ سفید نقاب والا تیزی سے اٹھ کر

کھڑا ہو گیا۔

"کیا رپورٹ ہے وائٹ مین" ——؟ ریڈ باس نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"سب کچھ او۔ کے ہے جناب! —— کام تسلی بخش طور پر ہو رہا ہے"۔ وائٹ مین نے جواب دیا۔

"ویری گڈ! —— آدمی میرے ساتھ" —— ریڈ باس نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر مشرق کی طرف موجود دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وائٹ مین اس کے پیچھے تھا۔ یہ دروازہ سٹیل کا بنا ہوا تھا اور اس پر بجلی کی لہریں دائیں بائیں مسلسل چمک رہی تھیں۔

ریڈ باس نے دروازے کے قریب جا کر اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھایا، ہتھیلی کھول کر انگلیوں کو مخصوص انداز میں دروازے کی طرف ذرا سا جھکایا اور پھر انگوٹھے کو گھڑی کے پنڈولم کی طرح دائیں بائیں مسلسل حرکت دینی شروع کر دی تقریباً دس بار مسلسل حرکت دینے کے بعد اس نے انگوٹھے کو گول دائرے کی صورت میں تین بار گھمایا اور اس کے ساتھ ہی دروازے پر چمکنے والی لہریں یکدم کوند کر غائب ہو گئیں۔ اب وہ عام سا دروازہ معلوم ہو رہا تھا۔

ریڈ باس نے دروازے کی دہلیز پر پیر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دو بار دبایا تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ریڈ باس نے دروازے کو عبور کیا اور وائٹ مین بھی دروازے میں داخل ہو گیا

اب ریڈ باس اور وائٹ مین اس چھوٹے کمرے میں کھڑے ہو گئے۔ اور ان کے داخل ہوتے ہی سٹیل والا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ ریڈ باس نے دروازہ بند ہوتے ہی ایک دیوار پر لگے ہوئے بہت سے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا تو کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔

تقریباً دو منٹ تک نیچے اترنے کے بعد کمرہ رک گیا اور اس کے ساتھ ہی شمالی سمت میں ایک دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ وہ دونوں اس دروازے سے گزر کر ایک راہداری میں آئے۔ اس مختصر سی راہداری کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا۔ اس دروازے پر بھی اسی طرح بجلی کی لہریں چمک رہی تھیں۔ ریڈ باس نے وہی پہلے والا عمل دوبارہ دوہرایا تو یہ دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک کافی بڑا ہال تھا جس کے عین درمیان میں ایک دیوہیکل مشین موجود تھی۔ اس مشین کے ساتھ ایک کافی بڑا شیشے جیسا کمرہ منسلک تھا۔ اس کمرے کے اندر ہلکے نیلے رنگ کا سفوف آدھے سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ مشین کے گرد بارہ سے زیادہ افراد موجود تھے اور مشین بڑی تیزی سے کام کر رہی تھی۔

ریڈ باس اور وائٹ مین کو دیکھتے ہی ایک آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھا اس کے سر کے بال بالکل سفید تھے۔ مگر چہرہ جوانوں جیسا تھا۔

"کیا پوزیشن ہے پروفیسر" —— ؟ ریڈ باس نے پوچھا۔

"توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی ہے باس! —— ہم نے کافی مقدار میں ایکو اکٹھا کر لیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اب اس پہاڑی میں مزید ایکو موجود نہیں ہے"۔ پروفیسر نے جواب دیا۔

"کیا تمہارے خیال میں اس پہاڑی کے ارد گرد کی زمین میں ایکو موجود ہو سکتا ہے" —— ؟ ریڈ باس نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے تجزیہ کیا ہے جناب! —— مگر کہیں ایسے آثار نہیں ملے" —— پروفیسر نے جواب دیا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے" —— ؟ ریڈ باس نے پوچھا

"جیسے آپ حکم کریں —— ویسے اتنا ایکو ہمارے ملک کے لئے سینکڑوں سال

کے لئے کافی ہے" ——— پروفیسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر ہمیں فوری طور پر سائنسدان بھاجا کا تیار کردہ وہ فارمولا چاہیئے جس کو کام میں لاکر ہم اس ایکو کو اس ملک سے نکال لے جائیں" ——— ریڈ باس نے کہا۔

"اس فارمولے کے ساتھ ساتھ یہاں کی ایٹمک ریسرچ لیبارٹری میں موجود زیرو ایکس بھٹی کو بھی تباہ کرنا ہوگا۔ اس کی موجودگی میں ایکو ملک سے باہر نہیں جا سکتا" ——— پروفیسر نے جواب دیا۔

"ظاہر ہے ——— اور ایسا تبھی ہو سکتا ہے جب پوری لیبارٹری ہی اڑا دی جائے" ——— ریڈ باس نے جواب دیا۔

"ظاہر ہے" ——— پروفیسر نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے ! ——— آپ ایکو کو باہر لے جانے کے لئے فائنل تیاریاں شروع کر دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر بھاجا کا فارمولا بھی آپ کے پاس پہنچ جائے گا ——— اور لیبارٹری بھی تباہ ہو جائے گی" ——— ریڈ باس نے کہا۔

"صرف ایک ہفتے میں" ——— پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں پروفیسر ! ——— ریڈ باس اسی طرح کام کرتا ہے ——— میں اب تک صرف اس لئے ڈھیل دیتا جا رہا ہوں کہ شاید یہاں سے اور ایکو مل جائے ——— مگر اب جب کہ اور ایکو یہاں موجود نہیں ہے تو ہمیں فوری طور پر مشن کا آخری حصہ مکمل کر لینا چاہیئے" ——— ریڈ باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— میں ایک ہفتے میں تیاریاں مکمل کر لونگا ——— بس فارمولا ملتے ہی میں ایکو کی پیکنگ شروع کر دونگا" ——— پروفیسر نے جواب دیا۔

"او کے" ——— ریڈ باس نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں واپس ہال میں پہنچ گئے جہاں سے وائٹ مین ساتھ ہوا تھا۔

جیسے ہی وہ ہال میں پہنچے۔ ایک مشین کے پیچھے بیٹھے ہوئے آپریٹر نے ہاتھ اٹھا کر انہیں اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے اس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"سر ! ——— ٹرمین کے ذریعے یہ نقشہ موصول ہوا ہے" ——— آپریٹر نے مشین کے ایک خانے سے فلم کا ایک چھوٹا سا رول نکالتے ہوئے کہا۔

ریڈ باس نے وہ فلم آپریٹر سے لی اور سر ہلاتا ہوا تیزی سے ہال سے باہر آ گیا۔ وہاں سے وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا۔ اس نے دروازہ بند کیا۔ پھر تیزی سے دیوار کے ساتھ نصب ایک جدید ترین پروجیکٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے فلم کو پروجیکٹر پر فٹ کیا اور پھر پروجیکٹر آن کر دیا۔

پروجیکٹر آن ہوتے ہی کمرہ تاریک ہو گیا اور سامنے دیوار پر چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ چند لمحوں تک سکرین پر ٹیڑھی میڑھی لکیریں بنتی اور مٹتی رہیں پھر سکرین پر ایک نقشہ ابھر آیا۔ پروجیکٹر کے قریب موجود ریڈ باس نے پھرتی سے پروجیکٹر کا ایک بٹن دبا دیا اور پھر غور سے نقشے کو دیکھنے لگا۔

یہ نقشہ ایٹمک لیبارٹری کا تھا اور پوری تفصیل سے بنایا گیا تھا۔ کافی دیر تک وہ اس نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا تو نقشہ سکرین سے غائب ہو گیا اب وہاں ایک اور نقشہ ابھر آیا جو پہلے سے کافی مختلف تھا۔ ریڈ باس نے بٹن دبا کر اس نقشے کو روکا اور پھر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

کافی دیر تک نقشہ دیکھنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لی اور پروجیکٹر آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی کمرہ روشن ہو گیا۔ پروجیکٹر سے فلم نکال کر ریڈ باس نے اپنی جیب میں ڈالی اور الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کھولی اور ٹرانسمیٹر نکال

کراس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو! ریڈ باس سپیکنگ ـــــ ریڈ باس سپیکنگ اوور" ـــــ ریڈ باس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یس کنگ سپیکنگ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"راسکلز کنگ! ـــ آپریشن کا وقت آن پہنچا ہے ـــ نقشہ مجھے مل گیا۔ ہم نے ایک ہفتے کے اندر تمام کام نپٹانا ہے ـــ سپلائی گینگ کو تیار کر لو۔ سائنسدان بھابھا کو فوری طور پر اغوا کر کے اس سے فارمولا حاصل کرنا ہے ـــ ایٹمک ریسرچ لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے اوور" ـــــ ریڈ باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــ آپ تفصیلی ہدایات دیدیں ـــ میں کام شروع کر دیتا ہوں۔ اوور" ـــ راسکلز کنگ نے پرجوش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم سپلائی گینگ کے ساتھ ساتھ جس قدر جلد ممکن ہو سکے سائنسدان بھابھا کو اغوا کر کے زیرو پوائنٹ پر بھجوا دو ـــ میں اس سے فارمولا حاصل کرنے کے بعد لیبارٹری کی تباہی کا پروگرام بناؤں گا۔ اوور" ـــــ ریڈ باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــ سائنسدان بھابھا اغوا ہو کر زیرو پوائنٹ پہنچ جائے گا اور سپلائی گینگ کے لئے میں تمام ممبرز کو الرٹ کر دیتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے آدمی تیار کر لیں۔ اوور" ـــ راسکلز کنگ نے جواب دیا۔

"او کے! ـــ میں سائنسدان بھابھا کا انتظار کروں گا ـــ مگر سنو! اس معاملے میں کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے ورنہ تمام مشن فیل ہو جائے گا۔ اوور" ـــ ریڈ باس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ـــ راسکلز کنگ کچے کام نہیں کرتا۔ اوور" ـــ راسکلز کنگ

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ ریڈ باس نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر انٹرکام کا [رسیو]ر اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"یس ـــ نمبر ٹو سپیکنگ" ـــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"نمبر ٹو! ـــ کنگ ایک آدمی کو جب بھی یہاں بھیجے۔ اسے وصول کر کے فوری [طور پ]ر برین روم میں بھجوا کر مجھے اطلاع دینا" ـــــ ریڈ باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بہتر باس" ـــــ دوسری طرف سے نمبر ٹو نے جواب دیا۔

اور پھر ریڈ باس نے بٹن آف کر کے ایک اور بٹن دبا دیا۔

"یس وائٹ مین سپیکنگ" ـــــ فوراً ہی دوسری طرف سے وائٹ مین کی آواز [سنا]ئی دی۔

"وائٹ مین! ـــ نمبر ٹو پروفیسر بھابھا کو وصول کر کے برین روم میں بھجوائے گا [اس] کے وہاں پہنچنے سے پہلے برین چیکنگ مشین چیک کر لو ـــ اسے بالکل درست [حالت] میں ہونا چاہیئے" ـــــ ریڈ باس نے کہا۔

"بہتر جناب" ـــــ وائٹ مین نے جواب دیا۔

"اور جیسے ہی پروفیسر بھابھا برین روم میں پہنچے، پروفیسر شنکام کو بھی برین روم [میں بلا] لینا ـــ میں اس کی موجودگی میں پروفیسر بھابھا سے وہ فارمولا حاصل کرنا [چاہتا ہو]ں تاکہ اگر کوئی مزید بات پوچھنی ہو تو وہ اسی وقت پوچھ لے" ـــ ریڈ باس [نے کہا]۔

"[بہت بہت]ر ہے" ـــــ وائٹ مین نے جواب دیا اور ریڈ باس نے انٹرکام کا رسیور رکھ کر [بڑے مطمئن] انداز میں کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔

عمران دانش منزل میں داخل ہوتے ہی سیدھا مخصوص کمرے میں آیا اور
لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ دیوار پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے بلبوں میں سے ایک
بلب مسلسل جل بجھ رہا تھا۔ یہ بلب اس بات کی نشاندہی کر رہا تھا کہ چکر دار تہہ خانے
میں کوئی شخص موجود ہے۔

عمران نے تیزی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبایا تو سامنے دیوار پر نصب
چھوٹی سی سکرین روشن ہوگئی۔ اور سکرین پر کمرے کا منظر ابھر آیا۔ جس میں راجو
سے پشت لگائے خاموش بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ عمران غور سے
دیکھتا رہا۔ پھر وہ تیزی سے اٹھا اور تقریباً بھاگتا ہوا ملحقہ لائبریری میں گھس گیا۔
نے ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک ضخیم فائل اٹھائی اور اسے لیکر واپس
کمرے میں آگیا۔ فائل میز پر رکھ کر اسے کھولا اور تیزی سے اس کے ورق الٹانے
تھوڑی دیر بعد اس کی نظریں ایک صفحے پر جم گئیں۔ اس صفحے پر ایک فوٹو چسپاں
فوٹو راجو کا تھا۔

عمران فوٹو کے نیچے لکھی ہوئی تفصیل کو پڑھنے لگا۔ اور پھر اس نے ایک طویل

لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

اب اس کی نظریں ایک بار پھر سکرین پر جم گئیں۔ اسی لمحے راجو نے آنکھیں کھولیں اور ادھر اُدھر دیکھنے کے بعد اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھوٹا سا سگریٹ لائٹر نکال لیا۔ اس نے سگریٹ لائٹر کی پشت پر انگوٹھا رکھ کر زور سے دبایا۔ اُسی لمحے عمران نے میز کے کنارے پر ایک اور بٹن دبا دیا۔ اب راجو کے سانس لینے کی آواز کمرے میں سنائی دینے لگی۔

راجو کا سگریٹ لائٹر اب درمیان میں سے دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ پھر راجو نے لائٹر کے کھلے حصے سے منہ لگایا اور اس کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

"ہیلو شارک سپیکنگ اوور" ـــــ راجو بار بار یہی فقرہ دہرا رہا تھا۔

"یس وائٹ سپیکنگ۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک مدھم سی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ـــــ ؟ راجو نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"باس! ـــ اب معاملات فائنل ہونے کے قریب ہیں ـــ ایٹمک لیبارٹری کا نقشہ یہاں پہنچ چکا ہے ـــ ریڈ باس نے پروفیسر بھابھا کے اغوا کا حکم دے دیا ہے اور پروفیسر بھابھا جیسے ہی یہاں پہنچے گا ریڈ باس برین چیکنگ مشین کے ذریعے اس سے فارمولا حاصل کر کے پروفیسر شتکام کو دے دیگا اور پروفیسر شتکام اس فارمولے کی مدد سے ایکو کو چھوٹے ڈبوں میں پیک کر دے گا ـــ ایکو کو باہر سمگل کرنے کے لئے راسکلز کنگ تمام اڈوں کے آدمیوں کو تیار کر چکا ہو گا ـــ مال زیرو پوائنٹ سے ان اڈوں پر پہنچ جائے گا اور پھر وہاں سے ریڈ باس کے ملک سمگل ہو جائے گا۔ اس دوران ریڈ باس ایٹمک ریسرچ لیبارٹری کو تباہ کر دے گا جس میں زیرو الیکس تھرٹی مشین موجود ہے جو ایکو کی نشاندہی کر سکتی ہے ـــ اس طرح ریڈ باس کا مشن مکمل ہو جائے گا جس پر وہ گزشتہ چار سال سے کام کر رہا ہے ـــ آخری ڈرامے کے لئے

"ریڈ باس نے ایک ہفتے کا وقت مقرر کیا ہے ۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا ۔

" اوہ ! ـــ اس کا مطلب ہے کہ اختتامی کھیل کے لئے سٹیج تیار ہو چکا ہے اوور" ۔ راجو نے پُرجوش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" اچھا سنو وائٹ ! ـــ جب مال سپلائی کے لئے تیار ہو جائے تو تم مجھے اطلاع کر دینا ـــ میں اسے راسکلز گنگ کے اڈوں پر پہنچنے سے پہلے ہی حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔ اوور" ـــــ راجو نے کہا ۔

" ٹھیک ہے باس ! ـــ میں اطلاع کر دونگا ـــ مگر یہ مال ہم رکھیں گے کہاں ؟ کیونکہ اس کی سپلائی یکدم تو نہیں ہو سکتی ۔ اوور" ـــ وائٹ نے جواب دیا ۔

" تم اس کی فکر نہ کرو ـــ میں نے اس کے لئے ایک ایسی جگہ تلاش کر لی ہے جہاں سارا اسے اطمینان سے رکھا جا سکتا ہے ۔ اوور" ـــ راجو نے جواب دیا ۔

" او کے باس ! ـــ مگر پھر بھی مجھے معلوم تو ہو کیونکہ اس موقع پر ہماری ذراسی غفلت سے سارا کھیل بگڑ سکتا ہے ـــ اگر یہاں کی حکومت کو ایکو کے متعلق بھنک بھی مل گئی تو ایک طوفان آ جائے گا ۔ اوور" ـــــ وائٹ نے جھجکتے ہوئے پوچھا

" ادہم ! ـــ تمہارا وہم دُور نہیں ہو گا ـــ سنو وائٹ ! ـــ میں نے یہاں کی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو گودام کے طور پر استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس وقت میں وہیں سے بول رہا ہوں ـــ اس ملک میں ہر جگہ کی چیکنگ ہو سکتی ہے مگر سوائے اس جگہ کے ۔ اوور" ـــــ راجو نے جواب دیا ۔

" اوہ ! ـــ مگر سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر تو ـــــ اوور" ـــ وائٹ بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا ۔

" میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو ـــ اس کا بندوبست کر دیا ہے ۔ مجھے معلومات

مل گئی ہیں کہ عمارت میں سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو اکیلا رہتا ہے ۔ چنانچہ میں ایک مقامی قاتل کے روپ میں اندر داخل ہوا ۔ چیف نے اپنی طرف سے مجھے قید کر کے ایک تہہ خانے میں بند کر دیا ہے مگر میں نے اُسے چیکو اور اس کے اڈے کے متعلق بتا دیا ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ چیف میری باتوں کو چیک کرنے کے لئے چیکو کے اڈے پر جائے گا اور وہاں چیکو اسے گرفتار کرے گا ـــــ میں نے اس بات کا بندوبست کر دیا ہے کہ اگر میرے میک اپ میں کوئی وہاں پہنچے تو پہلے اُسے چیک کیا جائے ۔ چنانچہ چیف وہاں پہنچے گا تو چیکو اُسے گرفتار کر کے تمہارے ریڈ باس کے پاس بھیج دے گا اور میں اس عمارت پر قبضہ کر کے چیف بن جاؤں گا ۔ اس طرح سیکرٹ سروس میرے قبضے میں آ جائے گی اور پھر میں ایکو کو اس عمارت میں رکھ کر سیکرٹ سروس کے ذریعے ہی اپنے ملک سمگل کر دونگا ـــ ظاہر ہے اب یہاں کی سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو تو یہاں کی حکومت چیک نہیں کر سکتی ۔ اوور" ـــــ راجو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" مگر ہو سکتا ہے کہ چیف چیکو کے پاس خود جانے کی بجائے سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو بھیجے ۔ اوور" ـــــ وائٹ نے جرح کرتے ہوئے کہا ۔

" نہیں ـــ سیکرٹ سروس کے باقی ممبر بدمعاشوں کے روپ میں شوبرا ہوٹل میں مقیم ہیں ۔ وہ راسکلز گنگ کو ٹریس کرنے کے چکر میں الجھے ہوئے ہیں ۔ اسی لئے تو میں نے یہ سارا ڈرامہ اسٹیج کیا ہے کہ اس وقت چیف عمارت میں اکیلا ہو گا اور ممبروں کے الجھے ہونے کی وجہ سے وہ خود جا کر چیکو کو چیک کرے گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ اب تک جا چکا ہو گا کیونکہ کافی دیر سے اس نے رابطہ قائم نہیں کیا ـــــ میں نے سوچا کہ حرکت میں آنے سے پہلے میں تم سے بات کر لوں ۔ اوور" ـــ راجو نے کہا ۔

" بہت اچھا پلان ہے ـــ اگر یہ کامیاب ہو جائے تو یقین کریں کہ ایکو بڑی

آسانی سے ہمارے ملک پہنچ جائے گا۔ اوور" ـــــ وائٹ نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"او۔ کے! ـــ تم ہوشیار رہو اور مجھے ٹرانسمیٹر پر مطلع کر دینا۔ اوور اینڈ آل۔" راجو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لائٹر کو دوبارہ برابر کر کے جیب میں ڈال لیا۔

عمران نے سر ہلا دیا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ وہ خاموش بیٹھا سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

راجو لائٹر جیب میں ڈالتے ہی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں گھمایا۔ دوسرے لمحے گھڑی کا ونڈ بٹن کسی ایریل کی طرح باہر نکلتا چلا آیا۔ ایریل کے باہر نکلتے ہی ایریل کے سرے پر موجود ونڈ بٹن سے سرخ رنگ کی ایک تیز شعاع نکلی اور سیدھی کمرے کی دیوار پر پڑی۔ ایک چھماکا سا ہوا اور کمرے کی دیوار کا درمیانی حصہ یوں غائب ہو گیا جیسے وہ سرے سے بنایا ہی نہ گیا ہو۔ اب وہاں خلا سا موجود تھا۔ راجو بڑے اطمینان سے چلتا ہوا اس خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران جو سکرین پر بڑے غور سے راجو کی حرکات کو دیکھ رہا تھا۔ دیوار کو درمیان سے غائب ہوتے دیکھ کر چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے اٹھا۔ اس نے سکرین بند کی اور انتہائی پھرتی سے ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا پستول باہر نکال لیا اور پھر خود کمرے کے ایک کونے میں رکھی ہوئی سٹیل کی بڑی سی الماری کے پیچھے چھپ گیا۔ اس کی نظریں کمرے کی شمالی دیوار پر لگی ہوئی تھیں۔ اُسے معلوم تھا کہ راجو جس راہداری میں داخل ہوا ہے اس کا اختتام اسی کمرے کی شمالی دیوار پر ہوتا ہے جہاں ایک خفیہ دروازہ ہے گو خفیہ دروازے کا علم تو راجو کو نہ ہو سکے گا مگر عمران جانتا تھا کہ جس طرح راجو نے

چکردار تہہ خانے کی دیوار توڑ دی ہے اسی طرح وہ اس دیوار کو بھی توڑ سکتا ہے۔ اور سرخ رنگ کی شعاع کو بھی وہ پہچان گیا تھا۔ یہ لیزر شعاع تھی جو سخت سے سخت چیز کو اس طرح جلا دیتی تھی جیسے آگ کاغذ کو جلا دیتی ہے اور کلائی گھڑی میں اس کا استعمال عمران کو خاصا پسند آیا تھا۔

عمران اب پستول ہاتھ میں پکڑے راجو کی اس کمرے میں آمد کا منتظر تھا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے شمالی دیوار کو یکدم تیزی سے سرخ ہوتے اور دوسرے لمحے راکھ کی طرح زمین پر ڈھیر ہوتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی راجو اچھل کر اس کمرے میں آ گیا۔ وہ حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے الماری کی آڑ میں سے پستول کا رُخ راجو کی طرف کیا اور اس کے ساتھ ہی ٹریگر دبا دیا۔ پستول میں سے بے رنگ گیس کی دھار نکلی اور ایک سیکنڈ بعد عمران نے راجو کو فرش پر مُردہ چھپکلی کی طرح ڈھیر ہوتے دیکھا۔ گیس اتنی زوردار تھی کہ راجو ایک لمحے کے لئے بھی نہ سنبھل سکا۔

عمران نے تیزی سے پستول جیب میں ڈالا اور پھر الماری کی آڑ سے نکل کر راجو کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سب سے پہلے اس کی کلائی سے گھڑی اتاری۔ اُسے چند لمحے غور سے دیکھنے کے بعد وہ اس کا سسٹم سمجھ گیا۔ گھڑی کی ایک سائیڈ پہ ایک چھوٹا سا بٹن موجود تھا۔

عمران نے پہلے تو زمین پر مُردہ پڑے ہوئے راجو کی مکمل تلاشی لی۔ اس کی جیب سے لائٹر کے ساتھ ساتھ چند دوسری عجیب و غریب چیزیں ملیں۔ عمران نے وہ تمام چیزیں میز پہ رکھیں اور پھر گھڑی کے ایریل کا رُخ راجو کے جسم کی طرف کر کے مخالف سمت میں موجود بٹن دبا دیا۔ ایریل سے سُرخ رنگ کی شعاع نکل کر راجو کے جسم پر پڑی اور ایک لمحے کے لئے راجو کا جسم گہرے سُرخ رنگ میں تبدیل ہوا اور دوسرے لمحے

وہ ہلکی سرخ رنگ کی راکھ میں تبدیل ہوگیا۔

عمران نے پیر سے وہ راکھ چھیڑی تو وہ اکٹھی ہوتی چلی گئی اور جہاں چند لمحے پہلے ایک انسانی جسم موجود تھا۔ اب وہاں ایک مٹھی بھر راکھ پڑی ہوئی تھی۔ لیزر شعاعوں نے ہر چیز کو پلک جھپکنے میں راکھ میں تبدیل کر دیا تھا۔

عمران نے ونڈ بٹن کو مخالف سمت میں گھمایا تو وہ تیزی سے اندر گھس گیا اب وہ گھڑی کا عام ونڈ بٹن ہی معلوم ہو رہا تھا۔

"بہت خوب!— اچھی ایجاد ہے، کام آئے گی"— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور گھڑی کو جیب میں ڈال لیا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ عمران نے پھرتی سے رسیور اٹھایا۔

"ایکسٹو"— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں پرنس راسکل بول رہا ہوں— اس وقت میں چیکو کے اڈے سوزی بار میں موجود ہوں— وہاں ایک مقامی غنڈہ راجو بیٹھا ہوا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ اس نے ایکسٹو کو قتل کر دیا ہے اور وہاں سے ایک فائل اڑالی ہے۔ میں نے سوچا کہ تصدیق کر لوں"— دوسری طرف سے صفدر کی آواز آرہی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ راجو کے میک اپ میں بلیک زیرو وہاں موجود ہوگا۔

"اوہ!— ایسا کرو کہ تم اسے دانش منزل پہنچا دو— میں خود اس سے نمٹ لونگا"— عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ بلیک زیرو وہاں پھنس گیا ہوگا اور اب یہ اتفاق تھا کہ صفدر اپنے ساتھیوں سمیت جگا ٹیکس وصول کرنے بھی اسی وقت وہاں جا پہنچا۔ اس طرح بلیک زیرو ریڈ باس کے

اڈے میں پہنچنے سے بچ گیا۔

عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جلد ہی رابطہ قائم ہوگیا۔

"اٹیمک ریسرچ لیبارٹری"— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"پروفیسر مجا مجا موجود ہیں"— ؟ عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں سر— وہ تھوڑی دیر پہلے اپنی کوٹھی پر گئے ہیں"— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

اور عمران نے پھرتی سے کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"مجا مجا سپیکنگ"— دوسری طرف سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔

"پروفیسر مجا مجا!— میں علی عمران بول رہا ہوں"— عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

پروفیسر مجا مجا عمران سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے عمران نے جان بوجھ کر ایسا کہا تھا۔

"اوہ عمران بیٹے!— بڑے دنوں بعد یاد کیا ہے— کیا کوئی الجھن پیش آگئی ہے"— ؟ پروفیسر مجا مجا نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور ان کا ایسا کہنا اپنی جگہ بجا تھا کیونکہ عمران ان سے بات اس وقت کرتا تھا جب کسی سائنسی مسئلے پر اسے کوئی الجھن پیش آتی تھی۔

"ہاں پروفیسر!— ایک بہت بڑی الجھن ہے— لیکن فی الحال تفصیل کا وقت نہیں— میرا ایک آدمی آپ کے پاس پہنچے گا— اس کا نام ٹائیگر ہے۔ آپ اس کے ساتھ بلا توقف چل پڑیں— وہ آپ کو مجھ تک پہنچا دیگا۔ باقی باتیں ملاقات

پر ——— خدا حافظ" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر پروفیسر کا جواب سُنے بغیر ہی رسیور رکھ دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ وقت بہت تھوڑا ہے اور پروفیسر تفصیل سُنے بغیر نہ رہے گا۔ اور پھر اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور فریکونسی سیٹ کر کے بٹن دبا دیا چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر سپیکنگ اوور"

"عمران بول رہا ہوں ——— تم فوراً کار لیکر آفیسرز کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۴۴ پر پہنچو۔ یہ پروفیسر بھابھا کی رہائش گاہ ہے ——— وہاں پروفیسر سے مل کر اُسے اپنا نام ٹائیگر بتاؤ ——— وہ تمہارے ساتھ چل پڑے گا ——— میں نے اُسے فون کر دیا ہے۔ اُسے اپنے ہمراہ لیکر فوراً دانش منزل پہنچو۔ اور سنو! اگر راستے میں کوئی پروفیسر کو اغوا کرنا چاہے تو تم نے ہر قیمت پر انہیں ناکام بنانا ہے اور جب دانش منزل کے قریب پہنچو تو خیال رکھنا کہ کسی قیمت پر تمہارا تعاقب نہ ہو رہا ہو۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا اور پھر ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔

اب عمران ذہنی طور پر مطمئن ہو گیا تھا۔ کیونکہ راجو کی کال سننے کے بعد اس نے ایک منصوبہ بنا لیا تھا۔

"راسکلز کنگ نے ابھی تک ہمارے ساتھ کوئی رابطہ قائم نہیں کیا۔ حالانکہ ہم نے اس کے ہر اڈے پر ادھم مچایا ہے" ——— صفدر نے قدرے پریشان لہجے میں سامنے بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ——— میں بھی اسی لائن پر سوچ رہا ہوں ——— پلان کے مطابق تو راسکلز کنگ کو ہم سے بات کر لینی چاہیئے تھی ——— آخر ہم کب تک یوں غنڈہ گردی کرتے رہیں گے" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے اس بار ایکسٹو کی پلاننگ بالکل غلط رہی ہے۔ اس کی بجائے کہ ہم یوں اس کے اڈوں پر ادھم مچا کر اس انتظار میں رہیں کہ وہ ہم سے رابطہ قائم کرے۔ ہمیں براہ راست اُسے تلاش کرنا چاہیئے تھا" ——— تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

وہ سب اس وقت ہوٹل شورا کے مخصوص تہہ خانے میں آرام کرسیوں پر بڑے اطمینان سے دراز گپیں مارنے میں مصروف تھے۔

"مگر ہم اُسے تلاش کریں کہاں ——— ؟ اُسے تو کوئی بدمعاش جانتا بھی نہیں۔ بس اس کا فون آجاتا ہے" ——— جولیا نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اس سے پہلے مجرم ہمیں اپنے پتے اور ٹیلیفون نمبروں سے آگاہ کر دیتے تھے تب ہم انہیں پکڑتے تھے" ـــــ تنویر نے جھلا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے مس جولیا! ـــ ہمیں یوں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے نہ رہنا چاہیئے ـــ بلکہ اپنے طور پر راسکلز کنگ کی تلاش بھی کرنی چاہیئے" ـ صفدر نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل صفدر بھائی! ـــ میں یہی کہہ رہا تھا" ـــ تنویر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ اُسے یقیناً صفدر کی حمایت پر خوشی ہوئی تھی۔

"تو پھر تنویر کی صلاحیتوں کو ہی کیوں نہ آزمایا جائے ـــــ اس کے ذمہ راسکلز کنگ کی تلاش لگا دیتے ہیں" ـــ جولیا نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"ارے تم حکم تو کرو ـــ راسکلز کنگ تو ایک طرف رہا ـــ میں عزرائیل کو کان سے پکڑ کر تمہارے سامنے لا کھڑا کروں" ـــــ تنویر نے پُرجوش لہجے میں ٹینی مُرغے کی طرح چھاتی پھلاتے ہوئے جواب دیا اور اس کی بات پر سوائے جولیا کے سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"چلو ٹھیک ہے ـــ آج سے تم گینگ سے فارغ ـــ تمہارا کام راسکلز کنگ کی تلاش کرنا ہے۔ میں اس کے لئے تمہیں زیادہ سے زیادہ دو دن دے سکتی ہوں"۔ جولیا نے اس بار قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کاش! ـــ تم نے یہ کہا ہوتا کہ اس کے لئے میں تمہیں دو راتیں دے سکتی ہوں" ـــ تنویر نے بے اختیار ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے کہا۔

"یُو شٹ اَپ" ـــ اچانک جولیا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہینڈ بیگ کو گھما کر پوری قوت سے تنویر کے منہ پر مارتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ تم تو کسی کھٹکنی بلی کی طرح جھپٹ پڑتی ہو ـــ خیر ـــ میں تمہارے چیلنج پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا ـــ بائی بائی" ـــ تنویر نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اُسے کچھ کہتا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا تہہ خانے کے دروازے سے باہر نکل آیا۔

اس وقت تنویر کے دماغ میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر کسی طرح وہ راسکلز کنگ کا پتہ چلا لے تو نہ صرف جولیا ہمیشہ کے لئے اس سے مرعوب ہو جائے گی بلکہ باقی ممبران اور ایکسٹو کی نظروں میں بھی اس کی وقعت بڑھ جائے گی۔ یہی سوچتا ہوا وہ تہہ خانے سے نکل کر ہوٹل میں ریزرو اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے ڈریسنگ روم کی الماری کھول کر بڑی تیزی سے اپنا میک اپ تبدیل کیا۔ لباس البتہ وہی رہنے دیا۔ میک اپ اس نے اس انداز میں کیا تھا کہ وہ شکل وصورت سے ہی ایک بھیانک غنڈہ لگ رہا تھا۔

جیب میں ریوالور اور راؤنڈز رکھنے کے بعد وہ ڈریسنگ روم سے باہر نکل آیا۔ اس نے میک اپ تو تبدیل کر لیا تھا مگر اس کے ذہن میں راسکلز کنگ کو تلاش کرنے کے لئے کوئی لائن آف ایکشن نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے وہ کرسی پر دراز ہو گیا اور جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر اس نے لاشعوری انداز میں ایک سگریٹ منہ میں پکڑا اور ماچس کی تیلی جلا کر اُسے سلگایا۔ جیسے ہی ماچس کی تیلی سے شعلہ بلند ہوا ویسے ہی تنویر کے دماغ میں بھی بجلی سی کوند گئی۔

"ارے اس بارے میں تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا" ـــــ تنویر نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اُسے بجلی کی طرح یہ خیال آیا تھا کہ وہ کسی اڈے کے سربراہ کو پکڑ کر اُسے اس بُری طرح سے پیٹے کہ وہ مر جائے۔ اور پھر وہ دوسرے اڈے پر جائے اور پھر وہاں بھی یہی حرکت کرے۔ یقیناً اپنے خاص آدمیوں کے

مرنے کی خبر اسکلز لنگ تک پہنچ جائے گا اور اس کے آدمی اُسے کسی اڈے پر گھیرنے کی کوشش کریں گے۔ وہ ان میں سے کسی بھی آدمی کو پکڑ کر اس سے اسکلز لنگ کے متعلق معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ ایک بار اُسے اسکلز لنگ کے متعلق کلیو مل جاتے پھر وہ اُسے آسانی سے پکڑ لے گا۔

یہ منصوبہ چونکہ تنویر کی فطرت کے عین مطابق تھا اور پھر اس بار اُسے کھلی چھٹی تھی کہ وہ جس طرح چاہے کام کرے۔ اس لئے اس کے تشدد پسند ذہن میں اس قسم کا منصوبہ آنا بعید از امکان نہ تھا۔ چنانچہ اس نے اسی منصوبے پر کام کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر وہ تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور ہال میں سے ہوتا ہوا سیدھا ہوٹل کے باہر پارکنگ میں موجود کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کار کا دروازہ کھول کر اس نے سٹیرنگ سنبھالا اور پھر گاڑی چلا کر تیزی سے ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر آ گیا۔ مین روڈ پر آتے ہی اس نے کار کا رخ ہوٹل المنیر کی طرف کر دیا۔

اس ہوٹل کا مالک تھامسن تھا۔ اپنے علاقے کا مشہور بدمعاش اور غنڈہ تھا۔ گزشتہ دنوں ہی صفدر اور اس کے ساتھیوں نے وہاں دھما چوکڑی مچائی تھی۔ اس وقت تھامسن وہاں موجود نہ تھا۔ اس لئے وہ وہاں کے غنڈوں کو مار پیٹ کر واپس چلے آئے تھے۔ اب تنویر نے اپنے کام کا آغاز تھامسن سے کرنے کا فیصلہ کیا تھا

تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل المنیر کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ اس نے کار کو پارکنگ میں روکا اور پھر نیچے اتر کر اس نے دروازہ لاک کئے بغیر بند کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیدھا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہوٹل کے گیٹ پر موجود باوردی دربان تنویر کے خوفناک چہرے کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

"تھامسن کہاں ہے" ——— ؟ تنویر نے دربان کے قریب رک کر پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

"وہ اپنے کمرے میں ہے ——— دائیں طرف والی گیلری کا آخری کمرہ" ——— دربان نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دینے کے ساتھ ساتھ کمرے کا محل وقوع بھی بتا دیا۔

"ہوں" ——— تنویر نے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

وہ کاؤنٹر کی طرف جانے کی بجائے سیدھا دائیں طرف جانے والی گیلری کی طرف بڑھا۔ مگر اچانک ایک طرف سے ایک پہلوان نما غنڈہ نکل کر اس کی راہ میں حائل ہو گیا۔

"اے مسٹر ——— ادھر کہاں اونٹ کی طرح منہ اٹھائے جا رہے ہو ——— ؟" پہلوان نما غنڈے نے اپنی بڑی بڑی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

مگر دوسرا لمحہ اس پہلوان کے لئے بہت بھاری ثابت ہوا۔ تنویر کا دایاں ہاتھ ایک لمحے کے لئے فضا میں لہرایا اور دوسرے لمحے اس کی کھڑی ہتھیلی کا وار پوری قوت سے اس غنڈے کی کنپٹی پر پڑا اور غنڈہ اچھل کر سائیڈ میں بنے ہوئے دو پبلک فون بوتھز کے درمیان خالی جگہ میں جا گرا۔ یوں لگتا تھا جیسے اُسے کسی طاقتور مقناطیس نے اپنی طرف کھینچ لیا ہو۔

تنویر کو اپنی مخصوص ضرب کا اچھی طرح اندازہ تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ غنڈہ اب کم از کم دو گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہ آ سکے گا۔ اور جس جگہ وہ گرا تھا وہ جگہ ایسی تھی جہاں اُسے آسانی سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

چنانچہ تنویر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا گیلری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔

گیلری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ تنویر نے دروازے پر دستک دینے کی بجائے پوری قوت سے لات ماری اور ایک دھماکے سے دروازہ کھل گیا۔ تنویر اچھل کر کمرے کے اندر پہنچ گیا۔ دروازہ چونکہ ایک جھٹکے سے کھلا تھا اس لئے اس کے پٹ دیواروں سے ٹکرا کر دوبارہ ملے اور آٹومیٹک لاک کی وجہ سے دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

کمرے کے درمیان ایک چھوٹی سی میز کے پیچھے گھومنے والی کرسی پر لحیم شحیم تھامسن بہترین تراش خراش کے سوٹ میں ملبوس بیٹھا تھا۔ دروازہ کھلنے کا دھماکا سن کر وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا۔ تنویر اس کے سر پر جا پہنچا اور دوسرے لمحے تنویر کا مکہ پوری قوت سے تھامسن کے جبڑے پر پڑا اور تھامسن اچھل کر فرش پر جا گرا۔ اس کے منہ سے دانت ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانوں کی طرح یکے بعد دیگرے گرتے چلے گئے۔ تنویر کے ایک ہی بھرپور مکے نے اس کے پانچ دانت نکال دیئے تھے۔

تھامسن نے فرش پر گرتے ہی بڑے پیشہ ورانہ انداز میں تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر تنویر کی لات پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر پڑی اور وہ کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا دوبارہ فرش پر گر گیا۔ اور پھر تو تنویر نے اُسے سرے سے اٹھنے ہی نہیں دیا۔ اس کی ٹانگیں بڑے مشینی انداز میں چل رہی تھیں اور تھامسن کتے کے پلے کی طرح چیختا ہوا بُری طرح مار کھا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد جب تھامسن بیہوش ہو گیا تو تنویر نے بھی ٹانگیں چلانا بند کیں۔ تنویر چند لمحے خاموش کھڑا اپنا سانس درست کرتا رہا۔ اور پھر اس نے جھک کر بیہوش پڑے تھامسن کا گریبان پکڑا اور اٹھا کر سامنے پڑی کرسی میں پھینکنا چاہا مگر دوسرے لمحے تھامسن کے جسم میں حرکت ہوئی اور اس کا مکہ پوری قوت سے

تنویر کے جبڑے پر پڑا اور تنویر جو تھامسن کو بیہوش سمجھتے ہوئے مطمئن تھا، اچھل کر دو فٹ دُور فرش پر جا گرا۔

اور اب تھامسن کی باری آگئی۔ تنویر نے اس کے حملوں سے بچنے اور اپنی جیب سے ریوالور نکال کر اس پر فائر کرنے کی بے حد کوشش کی مگر تھامسن نے اُسے ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دی اور تنویر کی پسلیوں پر اتنی تیزی سے بوٹ مارنے شروع کئے کہ تنویر کا چند لمحوں میں حلیہ ہی بگڑ گیا۔ اور پھر تھامسن کی ایک بھرپور ضرب تنویر کی ناف کے نیچے اتنی قوت سے لگی کہ تنویر حقیقتاً ہی بیہوش ہو گیا۔

تھامسن نے بڑی پھرتی سے فرش پر پڑے ہوئے تنویر کی ٹانگ پکڑی اور پھر گھسیٹتا ہوا کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کمرے کے کونے میں جا کر اس نے دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں پیر مارا تو دیوار درمیان سے کھلتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک دروازہ سا بن گیا۔ تھامسن نے پوری قوت سے کھینچ کر تنویر کو خلا کی دوسری طرف پھینک دیا اور دیوار کی جڑ میں دوبارہ پیر مار کر دیوار برابر کر دی۔

دیوار کے برابر ہوتے ہی وہ لنگڑاتا ہوا اور منہ سے نکلنے والی خون کی دھار اپنی آستین سے پونچھتا ہوا دوبارہ ریوالونگ چیئر پر گر گیا۔ تنویر نے اس کی ایک ایک ہڈی ہلا دی تھی۔ اس لئے چند لمحے تو وہ کرسی کی پشت پر سر رکھے اپنا سانس برابر کرتا رہا۔ پھر اس نے دو تین بار سر کو جھٹکا اور میز کی ایک دراز باہر کھینچ لی میز کے خانے میں ایک چھوٹا سا بکس پڑا ہوا تھا۔ اس نے وہ بکس باہر نکالا اور اس کی سائیڈ میں لگے ہوئے بٹن کو دبایا۔ بٹن دبتے ہی بکس کی اوپر والی چمکیلی سطح کسی سکرین کی طرح روشن ہو گئی۔ تھامسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اسی

بٹن کو دوبارہ دبا دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر ایک چھوٹے سے کمرے کا عکس ابھر آیا۔ کمرے کے فرش پر تنویر بے ہوش پڑا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔

تھامسن چند لمحے زہریلی نظروں سے تنویر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے میز کی دراز سے ایک مخصوص ساخت کا بال پوائنٹ پن نکالا اور اس کے پچھلے حصے کو دباتے ہی دوسرے سرے پر سوئی جیسی نوک باہر نکل آئی۔ تھامسن نے سوئی جیسی نوک کو اس بکس کے کونے پر بنے ہوئے ایک چھوٹے سے خانے میں ڈالا اور پھر دانت بھینچتے ہوئے بال پوائنٹ کے پچھلے سرے کو انگوٹھے سے دبا دیا۔ اس کی نظریں بکس کے روشن حصے پر جمی ہوئی تھیں۔

جیسے ہی اس نے بال پوائنٹ کے سرے کو دبایا۔ کمرے کے فرش پر بیہوش پڑا ہوا تنویر اس بری طرح فضا میں اچھلا جیسے فرش پر اچانک سپرنگ نکل آتے ہوں۔

فضا میں اچھل کر جیسے ہی تنویر نیچے گرا۔ تھامسن نے ایک بار پھر بال پوائنٹ کے کیپ کو دبا دیا اور تنویر کا جسم پہلے سے بھی زیادہ فضا میں اچھلا اور اس کے ساتھ ہی تنویر کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ چیخ کی آواز کمرے میں اس طرح گونجی جیسے تنویر اسی کمرے میں موجود ہو۔

تھامسن دانت بھینچے بار بار بال پوائنٹ کی کیپ کو دباتا چلا گیا اور تنویر کا جسم یوں فضا میں اچھل اچھل کر رقص کرنے لگا جیسے فٹ بال کے میچ میں کھلاڑیوں کی زوردار ککوں سے فٹ بال اچھلتی ہے۔

اب تنویر کے منہ سے چیخوں کے ساتھ ساتھ گالیوں کا ایک سیلاب سا نکل رہا تھا۔ تنویر کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ اس کا جسم جیسے ہی کمرے کے فرش سے ٹکراتا اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل جاتی۔ دراصل تھامسن نے وہ کمرہ مخصوص

انداز میں بنایا تھا۔ اس کمرے کے فرش میں بجلی کی تاریں موجود تھیں اور اس کا کنٹرول اسی بکس میں تھا۔ جیسے ہی تھامسن بال پوائنٹ کی کیپ دباتا۔ کمرے کے فرش میں بجلی کی تیز رو دوڑ جاتی اور تنویر بجلی کا زوردار جھٹکا کھا کر اوپر کو اچھل جاتا۔

تقریباً پانچ منٹ تک تھامسن بڑے مطمئن انداز میں تنویر کو کسی فٹ بال کی طرح اچھالتا رہا۔ پھر اس نے بال پوائنٹ کی کیپ سے اپنا انگوٹھا اٹھا لیا۔ اور تنویر کا جسم دھپ سے فرش پر گر گیا۔ اس کے حلق سے اب کراہیں نکل رہی تھیں۔

"تمہیں صرف ایک منٹ کی مہلت دے رہا ہوں ۔۔۔ اپنا شجرہ نسب اور حدود اربعہ تفصیل سے بتا دو ۔۔۔ ورنہ یاد رکھو اسی طرح باقی تمام عمر جھٹکے کھاتے رہو گے ۔۔۔ یہاں تک کہ تمہاری روح جسم سے نہ نکل جائے" ۔۔۔ تھامسن نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے تنویر کے حلق سے ایک بار پھر گالیوں کا سیلاب امنڈ پڑا۔ تنویر کے دماغ پر جھٹکے کھا کھا کر جھلاہٹ سوار ہو گئی تھی۔

اور تھامسن نے بھی جھلا کر ایک بار پھر بال پوائنٹ کی کیپ جلدی جلدی دبانی شروع کر دی۔ اور تنویر کا جسم پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے اچھلنا شروع ہو گیا۔

"اب اس وقت تک ختم نہیں کروں گا جب تک یا تو تم ختم ہو جاؤ یا اسی طرح اچھلتے ہوئے سب کچھ بتا دو" ۔۔۔ تھامسن نے بڑے زہریلے لہجے میں کہا۔

مگر دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ تنویر اچانک فضا میں تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ پوری قوت سے اڑتا ہوا عین اس جگہ ٹکرایا جہاں

دیوار میں وہ خفیہ دروازہ موجود تھا۔ اور پھر تنویر نے بھی حرکت شروع کر دی۔ وہ فرش پر گرتے ہی تیزی سے اچھلتا اور اس کا جسم پوری قوت سے عین اس جگہ آکر ٹکراتا جہاں دروازہ موجود تھا۔

دروازہ چونکہ لکڑی کا بنا ہوا تھا اس لئے دوسرے ہی زوردار دھکے سے ایک زبردست دھماکا ہوا اور تنویر اس بار اچھل کر دروازہ توڑتا ہوا تھامسن کے کمرے میں آگرا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ فرش سے اٹھتا۔ تھامسن نے پھرتی سے بال پوائنٹ بکس میں سے کھینچا اور سوئی کی نوک تنویر کی طرف کر کے بال پوائنٹ کی کیپ کو مخصوص انداز میں دبا دیا۔ سوئی کی نوک سے بجلی کی رو کی طرح ایک لہر نکلی اور جیسے ہی وہ لہر اچھلتے ہوئے تنویر کے جسم سے ٹکرائی۔ تنویر چیخ مار کر فرش پر گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ وہ فرش پر پڑا یوں تڑپ رہا تھا جیسے پانی سے باہر مچھلی تڑپتی ہے۔

تھامسن نے پھرتی سے بال پوائنٹ بین جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے ریوالور نکال لیا۔ مگر دوسرا لمحہ اس پر کافی بھاری پڑا۔ کیونکہ فرش پر تڑپتا ہوا تنویر کسی گیند کی طرح اچھلا اور پوری قوت سے تھامسن سے آٹکرایا۔ اور پھر تھامسن کو ساتھ لئے فرش پر جا گرا۔

نیچے گرتے ہی تنویر نے پوری قوت سے سر کی ٹکر اس کی ناک پر ماری اور تھامسن ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور ناک میں سے خون کی دھار فوارے کی طرح اچھلنے لگی تھی۔

تنویر چند لمحے بیہوش تھامسن کے جسم پر پڑا رہا۔ اس کا سانس انتہائی تیز رفتاری سے چل رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ دس بارہ میل کی دوڑ لگا کر آیا ہو۔ پھر وہ آہستہ آہستہ اوپر اٹھا۔ اس کا چہرہ تھامسن کے لہو سے لتھڑ گیا تھا۔ اس نے آستین سے چہرے پر موجود لہو پونچھا اور پھر وہ تھامسن والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے میز کی

درازیں کھولنا شروع کر دیں۔ درازیں کسی بھوکے کے پیٹ کی طرح خالی تھیں۔ تنویر خالی درازوں کو دیکھ کر مشکوک ہو گیا اور اس نے تمام درازیں نکال کر باہر پھینکنی شروع کر دیں۔

جیسے ہی تنویر نے آخری دراز کھولی۔ اُسے اندر ایک خفیہ خانہ نظر آگیا۔ اس نے خانے میں ہاتھ ڈالا تو وہاں ایک سرخ رنگ کی فائل نظر آگئی۔ اس نے تیزی سے وہ فائل باہر نکالی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے پھرتی سے فائل بند کر کے اسے موڑ کر جیب میں ڈالا اور پھر فرش پر پڑے ہوئے تھامسن کا ریوالور اٹھا کر اس نے اس کی نال تھامسن کی کنپٹی سے لگا کر بڑے اطمینان سے ٹریگر دبا دیا۔ ایک ٹھس کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی تھامسن کی کھوپڑی پُرزوں میں تبدیل ہو کر کمرے میں بکھر گئی۔

تنویر نے میز پوش کھینچ کر اس سے ریوالور کے دستے پر موجود انگلیوں کے نشان مٹائے اور پھر ریوالور کا دستہ مُردہ تھامسن کے ہاتھ میں جما دیا۔ تنویر نے دوسرے لمحے اپنا کوٹ اتار کر اُسے الٹایا اور پھر پہن لیا۔ یہ ڈبل کوٹ تھا جس کی دوسری طرف دوسرا ڈیزائن تھا۔ اس طرح آستین پر لگا ہوا خون چھپ گیا۔ میز پوش سے ہی اس نے اپنا چہرہ اچھی طرح صاف کیا اور پھر باقی کپڑے جھاڑے اور ہاتھوں سے ہی الجھے ہوئے بالوں کو سنوارتا وہ اطمینان سے دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل آیا۔

اب تنویر پھر راہداری میں آگیا تھا۔ ابھی تک تھامسن کے کمرے میں کوئی نہ آیا تھا شائد یہ تھامسن کی ہی ہدایت تھی کہ بغیر بلائے اس کے پاس کوئی نہ آئے۔ اس لئے تنویر کی راہ میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری سے گزرتا ہوا ہال میں آگیا۔ ٹیلیفون بوتھ کے درمیان پہلوان نما غنڈہ ابھی تک بیہوش پڑا ہوا

تھا اس لئے تنویر کو کوئی مشکل پیش نہ آئی اور وہ ہال کے کونے سے گزر کر ہوٹل سے باہر آگیا۔

اب اس کا رخ سیدھا اپنی کار کی طرف تھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور خاصی تیز رفتاری سے بھاگتی ہوئی مین روڈ پر آگئی۔

تنویر نے کار کا رخ دانش منزل کی طرف کیا اور خاصی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ تھامسن کے خفیہ خانے سے نکلنے والی فائل کو جلد از جلد ایکسٹو تک پہنچانا چاہتا تھا۔ اس کا دل خوشی سے اچھل رہا تھا کیونکہ فائل پر ایک نظر ڈالتے ہی اسے فائل کی اہمیت کا احساس ہو گیا تھا اور ملک کے خلاف ہونے والی ایک بھیانک سازش معہ ثبوت کے اس کے سامنے آگئی تھی۔ مگر شاید تقدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کیونکہ جیسے ہی تنویر نے پوری تیز رفتاری سے وکٹری روڈ کا موڑ کاٹا ایک بھاری ٹرک اچانک سامنے آگیا۔ تنویر نے پوری قوت سے بریک لگانے کے ساتھ ساتھ سٹیئرنگ کو پھرتی سے ایک طرف موڑا تاکہ حادثے سے بچا جا سکے۔ مگر اسی لمحے بدقسمتی سے ٹرک ڈرائیور نے بھی حادثے سے بچنے کے لئے ٹرک کو اسی طرف ہی موڑ دیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ کار ایک زوردار دھماکے سے سیدھی ٹرک سے جا ٹکرائی اور اتنی لمبی چوڑی کار کسی کھلونے کی طرح ہوا میں اڑتی ہوئی سڑک سے دور ایک کھائی میں جا گری۔ اور دوسرے لمحے اس کی ٹینکی میں زبردست آگ بھڑک اٹھی۔

پروفیسر بھابھا نے رسیور کریڈل پر رکھا اور مسکراتے ہوئے اپنی مخصوص آرام کرسی کی طرف بڑھ گئے۔ جہاں بیٹھ کر وہ پیچیدہ سائنسی مسائل کے بارے میں سوچ بچار کرتے تھے۔

وہ عمران کو اچھی طرح جانتے تھے اور ہمیشہ اس سے مل کر خوش ہوتے تھے اس لئے تھکے ہونے کے باوجود وہ اس کے پاس جانے سے انکار نہ کر سکے۔ اور اب وہ اس کے آدمی کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ اچانک کال بیل بج اٹھی۔ اور پروفیسر بھابھا خود ہی اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے۔ وہ جس قدر جلد ہو سکے عمران کے کام سے فارغ ہونا چاہتے تھے تاکہ بعد میں اطمینان سے آرام کر سکیں۔

جیسے ہی پروفیسر بھابھا نے دروازہ کھولا، ایک لمبے تڑنگے نوجوان نے ایک جھٹکے سے انہیں اندر کی طرف دھکیل دیا۔ اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ایک خوفناک سا پستول تھا۔

"خبردار! — اگر کوئی آواز نکالی تو" —— نوجوان نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"ارے یہ کیا بدمعاشی ہے — یہ ٹھیک ہے کہ عمران جاسوسی ماسوسی کرتا ہے مگر میں تو خود چلنے کے لئے تیار بیٹھا ہوں —— پھر اس قسم کی حرکت کرنے کی کیا

ضرورت ہے" ۔۔۔۔ پروفیسر مجابھا نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

آنے والے نوجوان نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"معاف کیجئے پروفیسر! ۔۔۔ بس عادت ہی ایسی پڑ گئی ہے" ۔۔۔ نوجوان کا لہجہ بھی اب خوشگوار ہو گیا تھا

"ہر جگہ ایک ہی عادت نہیں چلتی ۔۔۔ تمہارا نام ٹائیگر ہے نا ۔۔۔ عمران نے مجھے فون کیا تھا" ۔۔۔ پروفیسر نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ۔۔۔ میرا نام ٹائیگر ہے ۔۔۔ آپ چلنے کے لئے تیار ہیں" ۔۔۔؟ نوجوان نے پوچھا۔

"ہاں بھئی! ۔۔۔ میں تو فون ملتے ہی تیار ہو گیا تھا ۔۔۔ چلو" ۔۔۔ پروفیسر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ نوجوان کے ساتھ چلتے ہوئے کوٹھی کے پورچ میں آگئے۔

"میری کار گیٹ سے باہر موجود ہے ۔۔۔ آیئے" ۔۔۔ نوجوان نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے قدرے بے چین لہجے میں کہا۔

"چلو بھئی! ۔۔۔ مگر کار باہر کھڑی کرنے کی کیا ضرورت تھی" ۔۔۔ پروفیسر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بس ویسے ہی" ۔۔۔ نوجوان نے مبہم سا جواب دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے کوٹھی کے گیٹ کی طرف چل پڑے۔

گیٹ پر کھڑے ہوئے چوکیدار نے بڑے حیرت بھرے انداز میں نوجوان کو دیکھا مگر پھر دوڑ کر پھاٹک کھول دیا۔ اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کوٹھی سے باہر آگئے۔

"کوٹھی کی پشت پر میں نے کار پارک کی ہے ۔۔۔ ادھر آیئے" ۔۔۔ نوجوان نے

بے چین انداز میں کہا۔

"کوٹھی کی پشت پر ۔۔۔ مگر وہ کیوں" ۔۔۔؟ پروفیسر نے ٹھٹک کر رکتے ہوئے کہا۔ ان کی آنکھوں میں شکوک کے سائے تیرنے لگے تھے۔

"عمران صاحب نے ایسا ہی حکم دیا تھا" ۔۔۔ نوجوان نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا! ۔۔۔ وہ واقعی ایسی ہی الٹی سیدھی حرکتیں کرتا رہتا ہے ۔ آؤ" ۔ پروفیسر نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور نوجوان ان کو ساتھ لئے سائیڈ والی گلی سے ہوتا ہوا کوٹھی کے عقب میں آگیا۔

یہاں ایک سرخ رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی۔ نوجوان نے بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازہ کھولا اور پروفیسر کو بٹھا کر خود تیزی سے مڑ کر ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا دوسرے لمحے کار نے ایک جھٹکا کھایا اور پھر جنگلی بلی کی طرح غراتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

نوجوان نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبا دیا اور پھر مطمئن ہو کر کار چلانے لگا۔ سائیڈ روڈ سے نکل کر وہ دوبارہ کوٹھی کے سامنے والی سڑک پر آگئے۔ نوجوان نے پھرتی سے کار موڑی اور کوٹھی کے گیٹ کے سامنے سے گزرتا چلا گیا۔

اسی لمحے کوٹھی کے گیٹ پر سیاہ رنگ کی ایک کار آکر رکی اور اس نے ہارن دینا شروع کر دیا۔

"اس سیاہ کار میں نجانے کون آیا ہے" ۔۔۔ پروفیسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کوئی ہوگا" ۔۔۔ نوجوان نے مختصر سا جواب دیا اور کار کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔

"عمران کہاں ملے گا ۔۔۔؟" پروفیسر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مصنوعی جھیل کے پاس ویران پہاڑی میں انہوں نے ایک خفیہ اڈہ بنایا ہوا ہے ۔۔۔ آپ کو انہوں نے وہاں بلایا ہے" ۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ حیرت ہے ۔۔۔ مجھے تو اس نے آج تک اس قسم کے اڈے کے متعلق کبھی نہیں بتایا" ۔۔۔ پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

نوجوان خاموشی سے کار چلاتا چلا گیا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ مصنوعی جھیل کے پاس پہنچ گئے۔ مصنوعی جھیل کے پاس سے نوجوان نے کار کا رخ شمال کی طرف کیا اور جھیل کو دائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ یہ کچا سا راستہ تھا جس میں جگہ جگہ گڑھے تھے مگر کار اتنی عمدہ تھی کہ ذرا سا بھی دھچکا نہ لگ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد کار پہاڑی کے دامن میں پہنچ کر رک گئی۔ نوجوان نے ڈیش بورڈ کے قریب ایک بٹن دبایا تو ایک خانہ کھل گیا۔ اور اس میں سے ایک چھوٹا سا مائیک باہر آ گیا۔ جس کے ساتھ لچھے کی طرح تار منسلک تھی۔ نوجوان نے مائیک کھینچ کر منہ سے لگا لیا۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ نمبر ٹوٹنگ سپیکنگ اوور" ۔۔۔ نوجوان نے بڑے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"یس نمبر ٹو سپیکنگ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت آواز ابھری۔

"میں پروفیسر صاحب کو لے آیا ہوں ۔۔۔ اندر آنے کے لئے کاشن دیں۔ اوور" نوجوان نے کہا۔

"اوہ اچھا! ۔۔۔ آ جاؤ اور انہیں سیدھے برین روم میں پہنچا دو۔ اوور" ۔۔۔ دوسری

طرف سے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ نوجوان نے کہا اور مائیک دوبارہ خانے میں ڈال دیا۔

"یہ کیا چکر ہے ۔۔۔؟" پروفیسر نے حیران ہو کر کہا۔

"اس اڈے کے لئے عمران صاحب نے مخصوص کوڈ بنائے ہوئے ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر یہ برین روم ۔۔۔؟" پروفیسر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب نے ایک خاص کمرہ بنایا ہے ۔۔۔ جہاں بیٹھ کر وہ سائنسی مسائل پر سوچ بچار کرتے ہیں ۔۔۔ اس کمرے کو وہ برین روم کہتے ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے پہلے سے زیادہ خوشگوار انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ سمجھا ۔۔۔ اچھا نام ہے ۔۔۔ برین روم یعنی دماغی کام کا کمرہ ۔۔۔ ایسا نام عمران ہی سوچ سکتا ہے" ۔۔۔ پروفیسر نے بھی اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے پروفیسر ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ سامنے پہاڑی کی ایک بڑی سی چٹان کسی ڈھکن کی طرح اٹھتی چلی گئی۔ نوجوان نے کار آگے بڑھائی اور ڈھکن کے اندر جاتے ہوئے راستے پر کار بڑھا دی۔

جیسے ہی کار اس راستے میں داخل ہوئی چٹان دوبارہ برابر ہو گئی۔ راستہ کافی بڑا ۔۔۔ روشن ۔۔۔ اور ہوادار تھا۔ نوجوان کار آگے بڑھائے چلا گیا اور پھر راہداری آگے جا کر بند ہو گئی۔ نوجوان نے کار روک دی اور ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا بٹن آف کر دیا جو اس نے پروفیسر کے کار میں بیٹھنے کے بعد آن کیا تھا۔ اس بٹن کے آن ہوتے ہی کار کے دروازے جام ہو جاتے تھے اور کار کے شیشوں پر ایک مخصوص بے رنگ کیمیکل کی تہہ چڑھ جاتی تھی جس کی وجہ سے باہر سے اندر

کچھ نظر نہ آتا تھا جب کہ اندر بیٹھے ہوئے کو باہر سب کچھ صاف اور واضح دکھائی دیتا تھا۔

"آیئے پروفیسر!۔۔۔ نوجوان نے اتر کر چکر کاٹ کر پروفیسر کی سائیڈ والا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور پروفیسر بھابھا نیچے اتر آئے۔

"خوب اڈا بنایا ہے بھئی"۔۔۔ پروفیسر نے تحسین آمیز نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

نوجوان نے آگے بڑھ کر دیوار کے ایک اُبھرے ہوئے پتھر کو دبایا تو سامنے کی بند دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ اب وہاں ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ وہ دونوں اس راہداری میں داخل ہوئے۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے اوپر پلاسٹک کی ایک چھوٹی سی تختی نصب تھی جس پر "برین روم" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

نوجوان نے برین روم کا دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"آپ اندر چلیئے پروفیسر!۔۔۔ میں عمران صاحب کو لے کر ابھی آتا ہوں"۔ نوجوان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا!۔۔۔ اُسے کہنا کہ ذرا جلدی آئے۔۔۔ میں جلد از جلد فارغ ہو کر واپس جانا چاہتا ہوں"۔۔۔ پروفیسر نے دروازے کے اندر قدم بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

"جی اچھا"۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

اور پھر جیسے ہی پروفیسر کمرے میں داخل ہوا۔ نوجوان نے دہلیز کے ساتھ لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا اور دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اور نوجوان نے بے اختیار ایک قہقہہ لگایا اور واپس مڑ گیا۔ وہ ریڈ باس کو تمام تفصیل بتانا چاہتا تھا کہ کس

طرح پروفیسر بھابھا غلط فہمی کی بنا پر خود بخود چل کر اڈے میں آ گئے ہیں۔

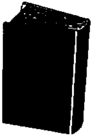

ٹائیگر نے عمران کی کال ملتے ہی تیزی سے سیاہ رنگ کی مخصوص کار نکالی اور پروفیسر بھابھا کی کوٹھی کی طرف چل پڑا۔ اس دوران وہ کار کے متعلق کتابچے کا اچھی طرح مطالعہ کر چکا تھا اور اُسے حیرت ہو رہی تھی کہ عمران نے بظاہر اس عام سی کار میں کیا کیا چکر ڈال رکھے ہیں۔ ایسے کہ ان کا تصور کرنا بھی مشکل تھا۔ اور ٹائیگر کو خوشی تھی کہ اب یہ ونڈر فل کار اس کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ آفیسرز کالونی میں پروفیسر بھابھا کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے گیٹ پر کار روکی اور پھر ہارن بجانا شروع کر دیا۔ اسی لمحے اس کی نظر سڑک پر پڑی اور اس نے ایک سُرخ رنگ کی لمبی سی کار کو تیزی سے گزرتے دیکھا۔ کار کے شیشے سیاہی مائل تھے اور ان میں سے اندر کچھ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ یہی سسٹم اس کی کار میں بھی موجود تھا۔ اس لئے ٹائیگر چونکا تھا کہ دوسری کاروں میں بھی ایسا سسٹم موجود ہے۔

اسی لمحے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور چوکیدار باہر نکل آیا۔

"پروفیسر صاحب سے کہو کہ ٹائیگر آیا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

" پروفیسر صاحب تو چند لمحے ہوئے چلے گئے ہیں" ــــ چوکیدار نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" چلے گئے! ــ مگر کہاں" ــــ؟ ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

"معلوم نہیں جناب! ــ وہ ایک لمبے تڑنگے نوجوان کے ساتھ اندر سے نکلے اور پھر یکدم ہی باہر چلے گئے" ــ چوکیدار نے کہا۔

"لمبے تڑنگے نوجوان کے ساتھ ــ پیدل ہی" ــــ؟ ٹائیگر نے مزید الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں جناب! ــ پہلی بار ایسا ہوا ہے ــــ پھر مجھے یہ بھی حیرت ہے کہ وہ نوجوان آیا کہاں سے ــــ کیونکہ میں نے اُسے اندر جاتے نہ دیکھا تھا۔ بہرحال صاحب ساتھ تھے اس لئے میں کچھ نہ کہہ سکا" ــــ چوکیدار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے" ــــ؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ تین چار منٹ ہوئے ہوں گے ــــ جب وہ پیدل باہر نکلے تو میں نے حیرت سے باہر جھانکا مگر باہر بھی کار موجود نہ تھی ــ وہ دونوں ساتھ والی گلی میں مڑ گئے تھے" ــــ چوکیدار نے قریبی گلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ــ کیا وہ اپنی مرضی سے جا رہے تھے یا انہیں زبردستی لے جایا جا رہا تھا" ــــ؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ــ وہ اپنی مرضی سے جا رہے تھے ــ اگر زبردستی ہوتی تو ظاہر ہے مجھے احساس ہو جاتا ــــ پھاٹک سے باہر نکلتے وقت وہ نوجوان

پہلے گیا تھا اور پروفیسر بعد میں ــ اس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنی مرضی سے ہی جا رہے تھے" ــــ چوکیدار نے جواب دیا۔

"ہوں! ــ ٹھیک ہے" ــــ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کار آگے بڑھا کر اس کا رُخ اس قریبی گلی کی طرف موڑ دیا۔

گلی سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی کے عقب میں آ گیا۔ یہاں اس نے جیسے ہی کار روکی۔ ایک بڑی بڑی مونچھوں والا آدمی سامنے والی کوٹھی کے گیٹ سے تیر کی طرح اڑتا ہوا ٹائیگر کے قریب آیا۔

"یہ کوئی پارکنگ نہیں ہے کہ جو آتا ہے یہیں کار روک دیتا ہے ــ ابھی سرخ رنگ کی کار گئی ہے اور اب تم آ کر رُک گئے ہو" ــــ مونچھوں والے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سُرخ رنگ کی کار ــــ کیا اس میں پروفیسر بھابھا بھی موجود تھے" ــ؟ ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! ــ وہ بھی آ کر بیٹھے تھے ــ بھلا اپنی کوٹھی چھوڑ کر ہماری کوٹھی کے سامنے آ کر کار روکتے ہیں ــــ ہمارا صاحب ناراض ہوتا ہے ــ آپ مہربانی کر کے آگے چلے جائیں" ــــ مونچھوں والے نے کہا۔

اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ وہ اب سب پوزیشن سمجھ گیا تھا۔ جو سُرخ رنگ کی کار اس نے دیکھی تھی یہ وہی کار تھی جس میں پروفیسر کو اغوا کر کے لے جایا گیا تھا۔ مگر وہ حیران تھا کہ پروفیسر بھابھا کو مجرموں نے کیا چکر دیا کہ وہ خود ہی ان کے ساتھ چلے گئے۔

سرخ رنگ کی کار کو گئے ہوئے اب کافی دیر گزر گئی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اب اس کے تعاقب میں جانا تو فضول تھا اس لئے اس نے فوری طور پر دانش منزل

میں عمران کو اس کی اطلاع پہنچانے کی ٹھانی۔ اور پھر وہ تیزی سے کار چلاتا ہوا مین روڈ پر آیا اور اعظم روڈ سے ہوتا ہوا وکٹری روڈ کی طرف بڑھا کیونکہ ادھر سے شارٹ کٹ پڑتا تھا۔

مگر جیسے ہی وہ وکٹری روڈ کی طرف گھوما۔ اس نے چونک کر پوری قوت سے بریک لگا دیئے۔ کیونکہ سڑک کے دائیں طرف ایک کار پڑی ہوئی بڑی تیزی سے جل رہی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ چند لمحے پہلے ہی حادثہ ہوا ہو۔ اس نے ایک ٹرک کو سیدھا بڑی تیز رفتاری سے جاتے دیکھا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ کار کو اسی ٹرک نے ٹکر ماری ہو گی۔

کار روک کر ٹائیگر تیزی سے اترا اور پھر جلتی ہوئی کار کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ جلتی ہوئی کار کے قریب ہی تنویر رسی کے گچھے کی طرح ٹیڑھا میڑھا ہو کر پڑا ہوا تھا۔ اور ایک فائل اس کے ہاتھ میں تھمی ہوئی تھی اور فائل والا ہاتھ کار کی مخالف سمت کو پھیلا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے تنویر نے آخری لمحے میں یہی کوشش کی ہو کہ اس فائل کو آگ سے بچا سکے۔ آگ اب تنویر کے جسم کے قریب پہنچ چکی تھی اور کسی بھی لمحے وہ آگ کی لپیٹ میں آسکتا تھا۔

ٹائیگر نے جھپٹ کر تنویر کو آگ سے دور کھینچا۔ تنویر بیہوش تھا اور خاصا زخمی تھا۔ ٹائیگر نے محسوس کیا کہ اگر تنویر کو فوری طور پر طبی امداد نہ ملی تو شاید تنویر جانبر نہ ہو سکے۔ اس لئے اس نے فائل اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر جیب میں ٹھونسی اور پھر تنویر کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے اپنی کار کی طرف بھاگتا چلا آیا۔ اس نے تنویر کو پچھلی نشست پر ڈالا اور پھر سٹیرنگ پر بیٹھ کر اس نے انتہائی تیز رفتاری سے کار کا رخ سپیشل ملٹری ہسپتال کی طرف موڑ دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہسپتال پہنچ گیا۔

تنویر کو فوری طور پر آپریشن ہال میں لے جایا گیا۔ اور اس کی جان بچانے کی کوششیں شروع ہو گئیں۔

ٹائیگر بے چینی کے عالم میں ایمرجنسی کے باہر ٹہل رہا تھا کہ اچانک اسے عمران کا خیال آیا اور وہ تیزی سے ریسپشن کی طرف بھاگا۔ جہاں فون موجود تھا اس نے وہاں موجود لڑکی سے فون کرنے کی رسمی اجازت مانگی جو اس نے سر ہلا کر دے دی اور ٹائیگر نے پھرتی سے عمران کے مخصوص نمبر گھمانے شروع کر دیئے جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب۔ سپیشل ملٹری ہسپتال سے"۔۔۔ ٹائیگر نے دوسری طرف سے عمران کی آواز سنتے ہی کہا۔

"ہسپتال سے۔۔۔ مگر کیوں"۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"پروفیسر بھاگا کو۔۔۔"! ٹائیگر نے تفصیل بتانی چاہی۔

"کہاں سے فون کر رہے ہو"۔۔۔ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"ہسپتال کے ریسپشن سے"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"گدھے ہو تم۔۔۔ کار میں جا کر وائرلیس فون پر بات کرو"۔۔۔ دوسری طرف سے عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

ٹائیگر نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر تیزی سے پارکنگ کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اسے اپنی حماقت پر واقعی غصہ آ رہا تھا کہ وہ اتنی اہم بات چیت عام فون پر کرنے جا رہا تھا جب کہ کار میں وائرلیس فون سسٹم موجود تھا۔ اس نے کار کے قریب پہنچ کر پھرتی سے اس کا دروازہ کھولا اور

پھر سٹیرنگ سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی کار مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہو گئی تھی۔ اب اندر کی آواز باہر سے نہ سنی جا سکتی تھی۔ ٹائیگر نے وائرلیس فون ڈیش بورڈ کے خفیہ خانے سے نکالا اور پھر عمران کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس — عمران بول رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر سپیکنگ —— میں اپنی حماقت پر نادم ہوں جناب!" — ٹائیگر نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"فضولیات چھوڑو — تفصیل بتاؤ — پروفیسر بھاجا کہاں ہیں —— اور تم ہسپتال کیسے پہنچ گئے" —— ؟ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر نے پروفیسر کی کوٹھی پر پہنچنے سے لیکر اب تک کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ! — اس کا مطلب ہے کہ وہ فائل بہت زیادہ اہم ہو گی۔ اسی لئے تنویر نے اتنے شدید زخمی ہونے کے باوجود اُسے آگ سے بچانے کی کوشش کی" — عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ فائل کو فوراً دانش منزل پہنچا دو اور خود اپنے ہوٹل چلے جاؤ اور وہاں الرٹ رہنا — کسی بھی وقت تمہیں کال کیا جا سکتا ہے" —— عمران نے کہا۔

"بہتر جناب" — ٹائیگر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم

کیا اور وائرلیس فون واپس خانے میں ڈال کر اس نے کار اسٹارٹ کی اور ہسپتال کے گیٹ سے باہر نکل آیا۔

اب وہ انتہائی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

عمران نے فائل پڑھ کر ایک جھٹکے سے اُسے بند کیا۔ اس کے چہرے پر جوش کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

"حالات اب آخری موڑ پر آ پہنچے ہیں بلیک زیرو! — اب تمام کام انتہائی محتاط انداز میں ہونا چاہیئے —— پروفیسر بھاجا کے اغوا ہو جانے سے میرا پہلے والا منصوبہ تو ختم ہو گیا ہے" —— عمران نے فائل سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"کونسا منصوبہ عمران صاحب!" —— ؟ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے منصوبہ بنایا تھا کہ پروفیسر بھاجا کو یہاں دانش منزل میں روک کر خود اس کے میک اپ میں مجرموں کے پاس پہنچ جاتا اور اس طرح ان کو تباہ کر دیا جاتا —— مگر ظاہر ہے اب یہ منصوبہ ختم ہو گیا ہے —— مجرم ہم سے زیادہ تیز نکلے اور وہ پروفیسر کو لے اُڑے — مگر اب میں نے ایک اور پروگرام بنایا ہے تم ایسا کرو کہ تمام ممبرز کو شوبرا ہوٹل سے واپس بلوا لو اور انہیں فائل میں دیئے گئے

پوائنٹس کی نگرانی سونپ دو ۔۔۔ اپنی مدد کے لیے تم ملٹری انٹیلی جنس کو بھی کال کر لینا ۔۔۔ میں ان پوائنٹس کی مکمل اور بھرپور نگرانی چاہتا ہوں تاکہ اگر میرا مشن فیل ہو جائے تو یہ لوگ ایکو ملک سے نہ نکال لے جاسکیں ۔۔۔ اور سنو ! ۔۔۔ ملٹری انٹیلی جنس کے سائنسی شعبہ کے سربراہ کرنل حمیدی کو کہو کہ وہ ایٹمک ریسرچ لیبارٹری کی نگرانی کرے ۔۔۔ مجرم اُسے تباہ کرنا چاہتے ہیں ۔ وہ اس لڑکی کو جس کے ذریعے انہوں نے نقشہ حاصل کیا ہے ۔ استعمال کریں گے ۔۔۔ یوں تو اتنی جلد اس لڑکی کا پتہ نہیں چل سکتا ۔ مگر میں اڈے میں پہنچ گیا تو کوشش کروں گا کہ اس لڑکی کا پتہ چلا کر تمہیں مطلع کر دوں " ۔۔۔ عمران نے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ سب کچھ ہو جائے گا ۔۔۔ مگر آپ مجرموں کے اڈے میں کیسے جائیں گے " ۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا ۔

" دیکھو کیسے جاتا ہوں ۔۔۔ خود چل کر ۔ یا ۔۔۔ اغوا ہو کر " ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر راجو کا لائٹر نکال لیا اور پھر اس کی پشت پر انگوٹھا رکھ کر اُسے زور سے دبایا ۔ سگریٹ لائٹر درمیان میں سے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ۔ عمران نے لائٹر کے کھلے حصے سے منہ لگایا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے ہو بہو راجو کی آواز نکلی ۔

" ہیلو شارک سپیکنگ اوور " ۔۔۔ وہ بار بار یہی فقرہ دوہرا رہا تھا ۔ چند لمحوں بعد لائٹر کے دوسرے حصے سے ایک مدھم سی آواز نکلی ۔

" یس وائٹ سپیکنگ اوور " ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد محتاط تھا ۔

" تازہ ترین رپورٹ کیا ہے ۔ اوور " ۔۔۔ ؟ عمران نے راجو کی آواز میں پوچھا ۔

" ریڈ باس کو خاصی کامیابی ہوئی ہے ۔۔۔ راسکلز گنگ پروفیسر بھابھا کو اغوا

کر کے لے آیا ہے ۔۔۔ وہ کسی عمران کے بلاتے جانے کی غلط فہمی میں خود ہی چلا آیا ہے ۔۔۔ ریڈ باس نے برین چیکنگ مشین کے ذریعے پروفیسر سے ایکو کریک کرنے کا مخصوص فارمولا حاصل کر لیا ہے اور اب پروفیسر شنکام اس فارمولے کی مدد سے ایکو کی چھوٹی پیکنگ میں مصروف ہے اوور " ۔۔۔ وائٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے جواب دیا ۔

" پروفیسر بھابھا کہاں ہے اوور " ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا ۔

" ابھی وہ زندہ ہے ۔ ۔ ریڈ باس نے اُسے قید کر لیا ہے تاکہ اگر پیکنگ کے دوران کوئی الجھن درپیش ہو تو پروفیسر کی مدد سے وہ الجھن دور کی جا سکے ۔ اوور " ۔ وائٹ نے جواب دیا ۔

" ایٹمک ریسرچ لیبارٹری کے متعلق ریڈ باس کا کیا پروگرام ہے ۔ اوور " ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا ۔

" پیکنگ مکمل ہونے کے بعد وہ اس لیبارٹری کو اڑا دے گا ۔۔۔ اس کے لئے اس نے پلان بنایا ہے کہ اس لڑکی کو جس سے نقشہ حاصل کیا گیا ہے ایک مخصوص لاکٹ بھجوایا جائے گا ۔ ۔ اس لاکٹ کے اندر انتہائی خفیہ طور پر ایک طاقتور مگر انتہائی چھوٹا وائرلیس بم فٹ کیا گیا ہے ۔۔۔ ایسا بم جسے آلات کی مدد سے چیک نہ کیا جا سکے ۔۔۔ وہ لڑکی لاکٹ پہن کر لیبارٹری جائے گی اور ریڈ باس جس وقت چاہے گا یہیں سے بٹن دبا کر اس بم کو پھاڑ دے گا اور اس طرح پوری لیبارٹری تباہ ہو جائے گی ۔ اوور " ۔۔۔ وائٹ نے جواب دیا ۔

" اس لڑکی کے متعلق تفصیلات بتا سکتے ہو ۔ اوور " ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا ۔

" جی ہاں ! ۔۔۔ اتفاقاً ہی مجھے کنگ سے پتہ چل گیا تھا ۔۔۔ یہ مقامی لڑکی ہے اس کا نام شاہین ہے اور یہاں کی لیبارٹری کے مین شعبے میں سیکرٹری ہے اوور "

وائٹ مین نے بتایا۔

اور عمران کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ وائٹ مین نے انتہائی اہم مسئلہ حل کر دیا تھا۔

"اچھا وائٹ اب سنو! — میں نے یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف کو ختم کر دیا ہے اور اب ہیڈ کوارٹر پر بطور چیف قابض ہوں — تمام ممبرز کو میں نے ہینڈل کر لیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایکریمیا کو خود اپنی نظروں سے دیکھ لوں تاکہ بعد میں کوئی غلط فہمی نہ ہو جائے — تم ایسا کرو کہ اڈے سے نکل کر یہاں میرے پاس پہنچ جاؤ — میں تمہارے میک اپ میں ایک گھنٹہ اڈے میں گزارنا چاہتا ہوں۔ اوور"۔ عمران نے اصل مسئلے کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"یہ ناممکن ہے باس! — ریڈ باس کسی قیمت پر ایسے موقع پر کسی کو اڈے سے نہ ہی باہر نکلنے دیتا ہے اور نہ ہی اندر آنے دیتا ہے — صرف ایک شخص راسکل کنگ ایسا ہے جو آسانی سے اندر آجاتا ہے اوور" — وائٹ نے جواب دیا۔

"راسکل کنگ! — مگر وہ کہاں ملے گا۔ اوور —؟" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

"راسکل کنگ کا پتہ ایک خصوصی فائل میں موجود ہے — میں ابھی آپ کو بتاتا ہوں۔ اوور" — وائٹ نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں تک خاموشی چھا گئی۔

عمران کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔ راجو بن کر اس نے وائٹ سے بیحد اہم معلومات حاصل کر لی تھیں جو شاید عام حالات میں حاصل ہونی ناممکن تھیں۔

"ہیلو شارک! — راسکل کنگ کا پتہ نوٹ کر لیں۔ اوور" — چند لمحوں کے توقف کے بعد وائٹ کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"نوٹ کراؤ۔ اوور" — عمران نے کہا۔

"کوٹھی نمبر ۲۵ شالیمار کالونی — وہ وہاں ڈاکٹر یاسچر کے نام سے رہ رہا ہے اوور" وائٹ نے جواب دیا۔

"او کے! — بس ٹھیک ہے — اوور اینڈ آل" — عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لائٹر بند کر دیا۔

"لو پیارے کالے زیرو! — مسئلہ ہی حل ہو گیا — تم راسکل کنگ کے اڈوں کی نگرانی کراؤ اور اب ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل حمیدی کو بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے تم اس لڑکی شاہین کو اغوا کر کے جولیا کو اس کے میک اپ میں وہاں بھیج دو — میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا — اور میں ذرا راسکل کنگ سے دو دو چار ہاتھ کر لوں" — عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکا لیا۔

"اور ہاں تنویر کا بھی پتہ کراؤ کہ اب اس کا کیا حال ہے — اس کی حالت تو خطرے سے باہر نکل آئی تھی مگر پھر بھی — اس بار تنویر نے یہ فائل حاصل کر کے بڑا اہم کام سرانجام دیا ہے — ہو سکتا ہے کہ میں انعام کے طور پر اس کی جولیا سے شادی کرا دوں — اچھا بائی بائی" — عمران نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ٹرانسمیٹر کی ٹوں ٹوں جیسے ہی کمرے میں گونجی ۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے چونک کر ایک فائل پر جھکا ہوا سر اٹھایا اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا دوسرے لمحے میز کا ایک کونہ درمیان سے کسی خانہ کی طرح کھل گیا اور وہاں سے خود بخود ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر ابھر آیا ۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اُسی میں سے ابھر رہی تھیں نوجوان نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا ۔

بٹن دبتے ہی ایک مردانہ آواز برآمد ہوئی ۔

" پوائنٹ نمبر تھری سے رالف بول رہا ہوں جناب اوور " ۔

" یس راسکلز کنگ سپیکنگ ! ــــ اس وقت کال کرنے کی کیا ضرورت آپڑی ہے اوور " ــــ ؟ راسکلز کنگ نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" باس ! ــــ تھامسن کو انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا گیا ہے اور ریڈ فائل بھی گم ہے ۔ اوور " ــــ دوسری طرف سے پریشان لہجے میں کہا گیا ۔

" تھامسن کو قتل کر دیا گیا ــــ ؟ اور ریڈ فائل گم ہے ــــ ؟ کیا کہہ رہے ہو ؟ کیا تم ہوش میں ہو ۔ اوور " ــــ ؟ راسکلز کنگ نے غصے کے مارے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔

" یس باس ! ــــ میں درست کہہ رہا ہوں ــــ تھامسن آجکل اسی فائل پر کام کر رہا تھا ۔ اس لئے اس کا حکم تھا کہ اُسے کسی قیمت پر ڈسٹرب نہ کیا جائے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے قتل کا فوری پتہ نہ چلایا جا سکا ــــ اُسے مرے ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے ہیں اور فائل بھی اپنی جگہ پر موجود نہیں ہے اوور " ــــ رالف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ویری بیڈ ــــ وہ فائل تو انتہائی اہم تھی ــــ کون لے گیا ہے ــــ ؟ اُسے ہر قیمت پر تلاش کرو اور مجھے رپورٹ دو ۔ اوور " ــــ راسکلز کنگ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔

" بہتر باس ! ــــ میں مزید تلاش کرتا ہوں ۔ اوور " ــــ دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا ۔

" اوور اینڈ آل " ــــ راسکلز کنگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا ۔ اس کا چہرہ غصے اور جھنجلاہٹ کی وجہ سے بگڑ گیا تھا ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اتنے اہم موقع پر جب کہ آپریشن اپنے آخری مرحلے پر ہے ۔ فائل کی گمشدگی کہیں سب کئے کرائے پر پانی نہ پھیر دے ۔

" آخر فائل کہاں جا سکتی ہے " ــــ ؟ راسکلز کنگ نے آنکھیں بند کر کے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

" کیا میں اندر آ سکتا ہوں جناب ! ــــ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کی فائل کہاں ہے " ــــ اچانک کمرے میں عمران کی آواز گونجی اور راسکلز کنگ نے چونک کر آنکھیں کھول دیں ۔

دوسرے لمحے میز کے سامنے عمران کو بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے دیکھ کر وہ چند لمحے حیرت سے بت بنا بیٹھا رہا ۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر یہ

شخص اچانک اس بند کمرے میں کیسے ٹپک پڑا۔

"کون ہو تم" ——— ؟ اچانک راسکلز کنگ نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ تیزی سے میز کے کنارے کی طرف بڑھا تھا۔

"ارے ارے ——— یہ ہاتھ مت ہلاؤ ——— صرف زبان ہلانے کی اجازت ہے ——— ورنہ" ——— عمران نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی جس کا ونڈ بٹن ایریل کی طرح باہر کو نکلا ہوا تھا، کے بٹن کو دباتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ایریل سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر راسکلز کنگ کے سامنے رکھی ہوئی میز پر پڑی اور میز یکدم پگھلے ہوئے لوہے کی طرح سرخ ہوتی چلی گئی اور پھر پلک جھپکنے میں وہ راکھ کا ڈھیر ہو کر فرش پر بکھر گئی۔

راسکلز کنگ کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کا تمام کنٹرول پینل اسی میز میں تھا اور ظاہر ہے کہ میز کے ساتھ ساتھ وہ تمام بھی ختم ہو گیا۔

"اب اپنے سوال کا جواب بھی سن لو ——— میرا نام علی عمران ہے ——— علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس (آکسن)" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"م ——— مگر تم یہاں پہنچے کیسے" ——— ؟ راسکلز کنگ نے بے اختیار کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اپنے پیچھے دیکھو! ——— تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا" ——— عمران نے جواب دیا۔

اور راسکلز کنگ نہ چاہنے کے باوجود بھی پیچھے کی طرف مڑ گیا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ پھوڑی ہو گئیں۔ کیونکہ دیوار کا درمیانی حصہ سرے سے غائب تھا اور بیرونی راہداری صاف نظر آ رہی تھی۔

"اب پتہ چلا کہ میں کیسے آیا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

راسکلز کنگ تیزی سے مڑا اور پھر دوسرے لمحے وہ اچانک اپنی جگہ سے یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں میں سپرنگ نکل آتے ہوں اور وہ کسی گیند کی طرح سیدھا عمران کے جسم سے آ ٹکرایا۔

عمران کو خواب میں بھی خیال نہ تھا کہ راسکلز کنگ اس طرح اچانک حملہ کر دیگا اس لئے وہ بڑے ڈھیلے انداز میں کھڑا تھا۔ راسکلز کنگ اسے اپنے ہمراہ لیتا ہوا فرش پر جا گرا۔

نیچے گرتے ہی راسکلز کنگ نے دونوں ہاتھ عمران کی گردن پر جما دیئے اور پھر پوری قوت سے اس کا گلا دبانے لگا۔ مگر اب عمران سنبھل گیا تھا۔ اس لئے اس نے دونوں ٹانگیں اٹھائیں اور دونوں پیر جوڑ کر پوری قوت سے راسکلز کنگ کے کولہوں پر بھرپور ضرب لگائی اور وہ الٹ کر دور دیوار کے قریب جا گرا۔ پھر دونوں بیک وقت ہی اٹھے۔

مگر اس سے پہلے کہ راسکلز کنگ اپنی جگہ سے حرکت کرتا۔ عمران نے اچانک اسے دائیں طرف جھکائی دی اور جیسے ہی راسکلز کنگ ردعمل کے طور پر بائیں طرف جھکا، عمران نے اچانک بائیں ہاتھ کو حرکت دی اور اس کا زوردار مکہ پوری قوت سے راسکلز کنگ کی دائیں کنپٹی پر پڑا اور راسکلز کنگ بائیں طرف الٹ کر جا گرا۔ دوسرے لمحے عمران نے بھرپور لات اس کی ناف کے نیچے ماری اور راسکلز کنگ ایک ہی ضرب کھا کر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے ہاتھ پیر ایک لمحے کے لئے اکڑے اور پھر ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

عمران نے اس کے بیہوش ہوتے ہی تیزی سے اس کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے اپنے کپڑوں سے سارا سامان نکال لیا۔ اور اس کے کپڑے

خود پہن لئے اور اُسے اپنے کپڑے پہنا دیئے ۔ دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کے ایریل کا رخ بیہوش پڑے راسکلز کنگ کی طرف کیا اور گھڑی کا بٹن دبا دیا ۔ ایریل سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر راسکلز کنگ پر پڑی اور دوسرے لمحے وہاں کنگ کی بجائے اس کی راکھ پڑی ہوئی تھی ۔

عمران نے بڑی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چپٹا سا بکس نکالا اور اُسے کھول کر اس میں موجود مختلف شیشیوں کو باہر نکال لیا ۔ بکس کے اندر کی طرف ایک چھوٹا سا آئینہ لگا ہوا تھا ۔ اس نے آئینے کی مدد سے اپنے چہرے پر راسکلز کنگ کا میک اپ کرنا شروع کر دیا ۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ راسکلز کنگ کے میک اپ میں آ گیا ۔

راسکلز کنگ اور عمران ایک جیسے جسم کے مالک تھے اس لئے چہرے اور کپڑے بدلنے کے بعد اب اُسے کوئی نہ پہچان سکتا تھا کہ وہ راسکلز کنگ نہیں ہے ۔ پھر راسکلز کنگ کی آواز بھی اس نے سُن لی تھی ۔ اس لئے اب وہ آسانی سے اس کی آواز اور لہجے کی نقل کر سکتا تھا ۔

پھر اطمینان سے عمران چلتا ہوا اُسی دیوار کے خالی حصے سے نکل کر راہداری میں آ گیا ۔ راسکلز کنگ اس کوٹھی میں ایک ملازم کے ساتھ اکیلا ہی رہتا تھا تاکہ زیادہ بھیڑ بھاڑ اس کی حیثیت کو مشکوک نہ کر دے ۔ سارا کنٹرول وہ اپنی میز میں لگے ہوئے سسٹم سے کرتا تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ عمران نے دروازے کی بجائے دیوار میں راجہ کی گھڑی کی مدد سے سوراخ کر کے اندر آنے کو ترجیح دی تھی اور اب راسکلز کنگ کی بدقسمتی تھی کہ وہ دیوار اس کی پشت پر تھی اور فائل کی گمشدگی کے سلسلے میں رالف سے بات چیت کرتے ہوئے وہ ذہنی طور پر اتنا پریشان ہو رہا تھا کہ اُسے عمران کے اندر آنے کا احساس تک نہ ہوا تھا ۔ عمران کوٹھی کے اکلوتے ملازم کا خاتمہ پہلے ہی کر چکا تھا ۔ اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا کوٹھی کے پورچ میں آیا جہاں سرخ رنگ کی ایک بڑی سی کار موجود تھی ۔ راسکلز کنگ کے کپڑوں میں اُسے کار کی چابیاں مل گئی تھیں ۔ چنانچہ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر سٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا ۔ کار مخصوص انداز میں بنی ہوئی تھی مگر چونکہ عمران ایسی کاروں کا سسٹم اچھی طرح سمجھتا تھا اس لئے اُسے کوئی حیرت نہ ہوئی اور وہ کار سٹارٹ کر کے کوٹھی کے گیٹ سے باہر آ گیا ۔

اب عمران کا رُخ مصنوعی جھیل کی طرف تھا ۔ وہ جلد از جلد ریڈ باس کے اڈے میں داخل ہونا چاہتا تھا تاکہ ایک تو پروفیسر مجاجا کو بچا سکے اور دوسرا اس "ایکو" کو حاصل کر سکے ۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار مصنوعی جھیل کے قریب سے گزرتی ہوئی پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئی ۔ عمران نے کار جیسے ہی روکی ، اچانک ڈیش بورڈ سے ایک چھوٹا سا مائیک ابھر کر باہر آ گیا ۔ اور کار میں ایک کرخت آواز گونج اٹھی ۔

"ہیلو کنگ ! —— تم اچانک یہاں کیوں آتے ہو ۔ اوور" ؟

" باس ! —— میں ایک اہم بات کرنے کے لئے آیا ہوں —— اگر ہم نے فوری طور پر اس بات کا تدارک نہ کیا تو ہمارا تمام مشن فیل ہو جائے گا ۔ اوور" —— عمران نے راسکلز کنگ کے لہجے اور آواز کی نقل اتارتے ہوئے کہا ۔

" ایسی کونسی بات ہو گئی ہے ۔ اوور" —— ؟ دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں پوچھا گیا ۔

" باس ! — دراصل جس پروفیسر مجاجا کو میں اپنے ساتھ لے آیا تھا وہ نقلی ہے —— اصل پروفیسر یہاں کی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے ۔ اوور" ۔ عمران نے جواب دیا ۔ سُرخ رنگ کی کار دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اسی کار میں

پروفیسر بھاجا کو اغوا کیا گیا تھا۔ کیونکہ ٹائیگر نے اس کار کے متعلق تفصیلات بھی اپنی رپورٹ میں بتائی تھیں۔

"اوہ! ـــ یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــ؟ اس نے صحیح فارمولا بتایا ہے اوور"۔ دوسری طرف سے الجھے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"باس! ـــ یہی تو چکر ہے ـــ یہ سب کچھ ہمارے مشن کو فیل کرنے کے لئے کیا گیا ہے ـــ اگر واقعی یہ پروفیسر میری رپورٹ کے مطابق نقلی ہے تو ہمیں فوراً اس کے بتائے ہوئے فارمولے پر عمل بند کرنا پڑے گا ـــ ورنہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا ـــ اور میں نے ایک ایسی بات معلوم کر لی ہے جس سے پروفیسر کے اصلی یا نقلی ہونے کا ثبوت مل جائے گا ـــ یہی وجہ ہے کہ میں فوری طور پر یہاں آگیا ہوں۔ اوور" ـــ عمران نے اڈے کے اندر اپنی موجودگی کا جواز بتلاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہاری رپورٹ شکی ہے ـــ بہرحال تم اندر آجاؤ ـــ اوور اینڈ آل" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز آنی بند ہو گئی اور ڈیش بورڈ سے برآمد ہونے والا چھوٹا سا مائیک خود بخود واپس اندر ہوتا چلا گیا۔

اسی لمحے عمران نے سامنے پہاڑی کی ایک بڑی چٹان کو دروازے کی طرح کھلتے دیکھا۔ اس کے اندر ایک راستہ جا رہا تھا۔ عمران کار کو لئے تیزی سے اندر چلا گیا۔

کار کے اندر جاتے ہی پہاڑی کا ڈھکن دوبارہ بند ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد راستہ ایک دیوار کے سامنے جا کر ختم ہو گیا اور عمران نے کار روک دی۔

پھر جیسے ہی عمران کار سے باہر نکلا، اچانک سامنے کی دیوار میں ایک ہلکا سا

کھٹکا ہوا اور وہاں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ جس میں سے ایک قوی ہیکل نوجوان منہ پر سرخ نقاب اوڑھے بڑے بے چین انداز میں کھڑا تھا۔

"جلدی آؤ کنگ! ـــ تم نے مجھے بڑی الجھن میں ڈال دیا ہے ـــ میں نے پروفیسر شتکام کو بھی بلا لیا ہے" ـــ نقاب پوش نے جو یقیناً ریڈ باس تھا سخت لہجے میں کہا۔

عمران سر ہلاتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ دونوں ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرے میں ایک آدمی پہلے سے موجود تھا جس کے بال برف کی طرح سفید تھے مگر چہرہ جوانوں کی طرح تھا۔

"باس! ـــ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پروفیسر بھاجا نقلی ہو ـــ؟ جب کہ اس کا بتایا ہوا فارمولا بالکل صحیح ہے ـــ ہم آدھا ایکو تو چیک کر چکے ہیں" ـــ اس آدمی نے بے چین لہجے میں کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے" ـــ ریڈ باس نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر ایک بٹن دبا دیا۔ جیسے ہی ٹرانسمیٹر کا بلب سبز ہوا۔ اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"وائٹ مین! ـــ ریڈ باس سپیکنگ اوور"۔

"یس باس، اوور" ـــ دوسری طرف سے وہی آواز ابھری جس سے عمران نے راجو بن کر باتیں کی تھیں۔

"پروفیسر بھاجا کو لے کر فوراً روم نمبر الیون میں پہنچ جاؤ ـــ جلدی۔ اوور"۔ ریڈ باس نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر باس اوور" ـــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــ ریڈ باس نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر بند کر کے جیب

میں ڈال لیا۔

" ہاں! — اب بتاؤ کہ تمہیں کس نے رپورٹ دی ہے — اور کیا رپورٹ دی ہے" — ؟ ریڈ باس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ شارک کو جانتے ہیں" — ؟ عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

" شارک! — کیا تمہارا مطلب اس بین الاقوامی مجرم شارک سے تو نہیں جو سائنس چور کے نام سے بھی مشہور ہے" — ؟ ریڈ باس نے اچانک چونکتے ہوئے جواب دیا۔

" ہاں! — میری مراد اسی شارک سے ہے — وہ نہ صرف اس ملک میں موجود ہے بلکہ اس نے ایکمو چرانے کے لئے زبردست پلان بنا رکھا ہے — میں نے اتفاق سے اس کی ایک ٹرانسمیٹر کال سن لی تھی — اس نے یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف کو قتل کر کے اس کا روپ دھار رکھا ہے — اس کا ایک ایجنٹ شروع سے ہی ہمارے اڈے میں موجود ہے — اس کا پروگرام یہ ہے کہ جب ایکمو پیک ہو کر اڈے سے باہر پوائنٹس پر پہنچے تو وہ انہیں اڑا لے اور پھر یہ تمام ایکمو سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں اکٹھا ہو جاتے اور وہاں سے سیکرٹ سروس کے ممبران کے ذریعے ملک سے باہر چلا جاتے — ظاہر ہے سیکرٹ سروس کے ممبران کی سامان کی تلاشی ہونی ناممکن ہے" — عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ! — بڑا خطرناک مگر جامع پروگرام ہے — مگر اُسے ہمارا کیسے پتہ چلا" — ؟ ریڈ باس نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

" بتا تو رہا ہوں کہ اس کا ایک ایجنٹ شروع سے ہی اس اڈے میں موجود

ہے۔ اس لئے اُسے پل پل کی خبریں مل رہی تھیں — اور آپ جانتے ہیں کہ وہ ہر کام کتنے صبر و تحمل سے کرتا ہے — وہ پہلے تو صبر سے بیٹھا رہتا ہے۔ بس ایک آخری داؤ لگاتا ہے اور تمام بازی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے" — عمران نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ریڈ باس کچھ کہتا، دروازہ کھلا اور ایک نوجوان منہ پر سفید نقاب لگائے اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ پروفیسر بھا بھا تھے جو بےحد کمزور اور نڈھال معلوم ہو رہے تھے۔

" وہ ایجنٹ کون ہے — جلدی بتاؤ" — ؟ ریڈ باس نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

" وہ ایجنٹ یہ وائٹ مین ہے — اور شارک آپ کا یہ خادم" — عمران نے سفید نقاب پوش کی طرف اشارہ کرنے کے بعد خود جھک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

" تت — تم شارک ہو" — ؟ ریڈ باس نے بوکھلا کر ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف رینگا۔ مگر عمران نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کا ڈنڈ بٹن دبایا اور پھر جیسے ہی ڈنڈ بٹن ایریل میں تبدیل ہوا۔ اس نے گھڑی کی سائیڈ میں موجود دوسرا بٹن دبا دیا۔

اسی لمحے ریڈ باس اپنا ریوالور نکال چکا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اس کا رخ عمران کی طرف کرتا۔ عمران کی گھڑی کا ایریل کا رخ اس کی طرف ہو چکا تھا اور دوسرے لمحے ایریل سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور پھر ریڈ باس کا جسم نقاب کی طرح ہی سرخ ہوتا چلا گیا۔ اور پلک جھپکنے میں وہ راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکا تھا۔

پروفیسر بھابھا اور پروفیسر شتنکام دونوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے ۔

" باس آپ "—— وائٹ مین کے منہ سے بے اختیار نکلا

" ہاں !— میں نے سوچا کہ کھیل ہی ختم کر دوں اور یہیں سے ایکو کو سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سپلائی کر دوں "—— عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" مگر باس !— وہ ایٹمک لیبارٹری تو ابھی تباہ ہونی تھی — اگر وہ تباہ نہ ہوئی تو اس میں موجود مشین زیرو ایکس تھرٹی ایکو کو اس اڈے سے باہر نکلتے ہی چیک کر لے گی "—— وائٹ مین نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" اس کی تم فکر نہ کرو —— اس کا بندوبست میں نے کر لیا ہے —— بس تم ایسا کرو کہ مجھے اس جگہ لے چلو جہاں ایکو موجود ہے "—— عمران نے مطمئن لہجے میں کہا ۔

" ایکو !— یہاں ایکو موجود ہے — ؟ دنیا کی سب سے قیمتی اور نایاب دھات "—— پروفیسر بھابھا نے پہلی بار بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" ہاں پروفیسر !—— یہاں ایکو موجود ہے —— اسی لئے تو تمہیں یہاں اغوا کر کے تم سے اس کی مخصوص پیکنگ کا فارمولا حاصل کیا گیا تھا "—— عمران نے جواب دیا ۔

" اوہ !— کاش مجھے پہلے علم ہوتا —— اگر ایکو ہمارے ملک کو مل جاتا تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں شکست نہ دے سکتی — ایکو سے بننے والا جنگی ہتھیار ہمیں ناقابل تسخیر بنا دیتا —— دنیا کے بڑے سے بڑے اور ہائیڈروجن ۔ کاربن ۔ جراثیمی اور ایٹم بم اور دوسرا بارودی اسلحہ اس ہتھیار سے ایک لمحے میں بیکار کیا جا سکتا ہے "

پروفیسر بھابھا نے بے چینی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا ۔

" تم ایکو حاصل نہیں کر سکتے —— میں اسے تباہ کر دوں گا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ پورا شہر بھی تباہ ہو جائے گا "—— اچانک پروفیسر شتنکام نے بلند آواز سے کہا ۔

" تمہاری اب ضرورت نہیں رہی پروفیسر !—— ہمارے پاس پروفیسر بھابھا موجود ہیں —— تم سے بڑا سائنسدان ۔ اس لئے تم چھٹی کرو "—— عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا ۔

اور پھر اس سے پہلے کہ پروفیسر شتنکام کچھ سمجھتا ۔ عمران نے بڑی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے اس کے ریوالور سے ایک شعلہ نکلا اور پروفیسر شتنکام کی پیشانی پر خون کے پھول کھلتے چلے گئے ۔ وہ الٹ کر فرش پر ڈھیر ہو گیا ۔ اس کی کھوپڑی کے چیتھڑے اڑ گئے تھے ۔

" باس !— آپ نے یہ کیا کیا —— پروفیسر شتنکام کے بغیر تو ہم بے دست و پا ہو جائیں گے "—— وائٹ مین نے پریشان لہجے میں کہا ۔

" میں نے جو کچھ کیا ہے — ٹھیک کیا ہے — تم میرے ساتھ چلو اور پہلے مجھے اس سارے اڈے کا کنٹرول سمجھاؤ ۔ پھر ہم ایکو لیبارٹری میں جائیں گے "۔ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا ۔

" چلو پروفیسر تم بھی !—— خبردار اگر کوئی حرکت کی تو تمہارا حشر بھی ان دونوں جیسا ہو گا "—— عمران نے انتہائی سخت لہجے میں پروفیسر بھابھا سے مخاطب ہو کر کہا ۔

اور پروفیسر بھابھا سہم کر سمٹ سا گیا ۔ ریڈ باس اور پروفیسر شتنکام کا حشر وہ دیکھ چکا تھا ۔ اس لئے سوائے تعمیل کے اسے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا ۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے اڈے کا تمام کنٹرول سمجھ لیا اور پھر وہ تینوں پچلی لیبارٹری میں پہنچ گئے جہاں ایکو پیک کیا جا رہا تھا۔

اتنی مقدار میں ایکو دیکھ کر پروفیسر بھا بھا کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ یہاں خودکار مشینوں کے ذریعے ایکو کی پیکنگ چھوٹے چھوٹے ڈبوں میں ہو رہی تھی۔

"یہاں اور کوئی آدمی کام نہیں کرتا" ——— ؟ عمران نے وائٹ مین سے پوچھا۔

"جب تک ایکو نکالا جا رہا تھا یہاں بارہ آدمی کام کرتے تھے ——— مگر پروفیسر بھا بھا سے فارمولا حاصل کرنے کے بعد پروفیسر شنڈکام نے آٹومیٹک مشین تیار کی اور سارا کام ان سے لینے لگا ——— کیونکہ کسی آدمی کی وجہ سے کوئی غلطی ہو سکتی تھی اور ذرا سی غلطی تباہی کا باعث بن سکتی تھی" ——— وائٹ مین نے تفصیل سے جواب دیا۔

"اوہ! ——— ویری گڈ! ——— بڑا عقلمند آدمی تھا پروفیسر شنڈکام" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے باس" ——— ؟ وائٹ مین نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"فی الحال تو شادی کرانے کا پروگرام ہے ——— کیا کہیں سے مولوی مل جائے گا؟" اچانک عمران نے اپنے اصل لہجے میں پوچھا اور وائٹ مین یوں دو قدم پیچھے ہٹ گیا جیسے اُسے بجلی کا شاک لگا ہوا۔

"حیران کیوں ہو گئے مسٹر وائٹ مین! ——— تمہارا باس تو کب کا ختم ہو چکا ہے۔ میرا نام علی عمران ہے" ——— عمران نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

اور وائٹ مین نے اچھل کر دروازے کی طرف بھاگنا چاہا۔ مگر عمران اُسے کہاں جانے دیتا تھا۔ اس نے اچھل کر اُسے دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا اور پھر وائٹ مین

نے عمران کے بازوؤں سے نکل بھاگنے کے لئے جان توڑ جدوجہد کی مگر عمران کے بازو تو اس کے جسم کے گرد کسی آکٹوپس کی طرح جکڑے ہوئے تھے۔ اور پھر عمران نے اپنے بازوؤں کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور وائٹ مین کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور اس کا سفید لعاب ناک اور منہ کی جگہ سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ عمران نے اس کی پسلیاں توڑ دی تھیں۔

عمران اُسے مزید دباتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد وائٹ مین کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ سانس رک جانے اور اندرونی ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے جھٹکا دے کر اُسے ایک طرف پھینک دیا۔

"کیا تم واقعی عمران ہو ——— ؟ خدا کی پناہ تمہارے بازوؤں میں کتنی طاقت ہے کہ ایک قوی ہیکل نوجوان کو تم نے بازوؤں میں جکڑ کر مار دیا ہے" ——— پروفیسر بھا بھا نے حیرت سے منہ پھاڑتے ہوئے کہا۔

"میرے بازوؤں میں ایکو بھرا ہوا ہے پروفیسر!" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پروفیسر بھا بھا کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"اب آپ اس ایکو کو سنبھالیں ——— میں اس اڈے کو سنبھالنے کے ساتھ ساتھ شہر میں موجود ان کے تمام ایجنٹوں کی گرفتاری کا بندوبست کر لوں" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر پروفیسر کو وہیں چھوڑ کر وہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"خدا کی پناہ اتنا ایکو ——— اب ہمارا ملک واقعی ناقابلِ تسخیر بن چکا ہے ——— ایک عظیم ملک" ——— پروفیسر بھا بھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر! ——— ملک دھاتوں اور اسلحے کی کثرت سے کبھی عظیم نہیں بنا کرتا۔ عظیم افراد ہی کسی ملک کو عظیم بناتے ہیں" ——— عمران نے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

"تمہاری بات بھی درست ہے ___ جس ملک کو تم جیسے عظیم افراد میسر آ جائیں۔ اُسے بھلا اسلحے اور دھاتوں کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے" ___ پروفیسر نے فوراً ہی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کو شائد غلط فہمی ہوئی ہے پروفیسر! ___ میرا نام عظیم نہیں بلکہ علی عمران ہے ___ بے چارہ علی عمران ___ جس کی پرواہ اُس کا باورچی بھی نہیں کرتا" ___ عمران نے بڑی مسمسی سی صورت بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا اور پروفیسر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

ختم شُد

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور شاندار کارنامہ

مکمل ناول

ڈیشنگ ایجنٹ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

فلسطینی کمانڈر جسے ایک انتہائی مضبوط یہودی تنظیم نے اغوا کر لیا اور جس کی واپسی کا مشن تنویر کے سپرد ہوا۔

تنویر کو روکنے کے لئے یہودی تنظیموں کا انتہائی مضبوط حصار قائم کر دیا گیا۔ مگر تنویر ہر قدم پر لاشوں کے ڈھیر لگاتا غضبناک انداز میں آگے بڑھنے لگا۔

ہیلی کاپٹروں، کاروں اور لانچوں کی جنونی ریس اور خوفناک تباہی میں تنویر کی مسلسل پیش قدمی۔

تنویر جسے اپنا مشن مکمل کرنے کے علاوہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی موت کے جبڑوں سے نکالنے کے لئے لڑنا پڑا۔ کیوں؟

کیا ڈیشنگ ایجنٹ تنویر اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یا؟

انتہائی تیز رفتار اور خوفناک ایکشن

موت کے جبڑوں میں پھنسا پھڑپھڑاتا سسپنس۔ دھماکوں، انسانی چیخوں اور کراہوں میں گونجنے والے موت کے قہقہوں سے بھرپور ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں لافانی نقوش چھوڑ جائے گی۔

شائع ہو گئی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں فورسٹارز سلسلے کا نیا اور منفرد ناول

مکروہ جرم

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

جعلی اور نقلی ادویات جس سے ہزاروں لاکھوں بے گناہ مریض تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتے ہیں۔

جعلی اور نقلی ادویات جو ایسا مکروہ جرم ہے جسے کوئی بھی معاشرہ کسی صورت بھی قبول نہیں کرسکتا۔

جعلی اور نقلی ادویات جس کے خلاف فورسٹارز اپنی پوری قوت سے میدان میں نکل آئے۔

جعلی اور نقلی ادویات جس کا جال پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا اور کھلے عام جعلی اور نقلی ادویات فروخت کی جارہی تھیں۔

مکروہ جرم جس کا پھیلاؤ دیکھ کر عمران اور فورسٹارز بھی حیران رہ گئے۔ کیا یہ سب کچھ حکومتی سرپرستی میں ہورہا تھا؟

ایسے مجرم جو بظاہر انتہائی معزز تھے لیکن دراصل وہ مکروہ اور انتہائی قابل نفرت مجرم تھے

وہ لمحہ جب سب سے بڑے مجرم کے خلاف قدرت کا قانون مکافات عمل حرکت میں آگیا۔ پھر کیا ہوا؟ انتہائی حیرت انگیز اور عبرت ناک نتیجہ

- وہ لمحہ جب فورسٹارز نے سوپر فیاض کو بھی ان مکروہ مجرموں کے ساتھ اغوا کرلیا اور پھر موت کے بے رحم پنجے سوپر فیاض کی طرف بڑھنے لگے۔
- کیا سوپر فیاض بھی اس جرم میں شریک تھا۔ کیا وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ یا؟ سماجی برائی کے اس قابل نفرت جال کو فورسٹارز نے کس طرح توڑا۔ توڑ بھی سکے ——— یا ——— نہیں؟
- انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہوگیا۔

تیز اور مسلسل ایکشن

لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات

اعصاب شکن سسپنس

شائع ہوگیا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی شاہکار کہانی

ڈیتھ کوئیک

مصنف .... مظہر کلیم ایم اے

ڈیتھ کوئیک

کافرستان کا ایک ایسا بھیانک سائنسی منصوبہ کہ جس کی تکمیل کے بعد پاکیشیا کے کروڑوں بے گناہ افراد ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے۔ لیکن پوری دنیا اسے قدرتی آفت ہی سمجھتی رہتی۔

ڈیتھ کوئیک

جس کا تجربہ پاکیشیا کے ایک پہاڑی علاقے میں کیا گیا اور ہزاروں افراد یکلخت لقمہ اجل بن گئے۔ مگر پاکیشیا اور پوری دنیا کے ماہرین نے اسے قدرتی آفت قرار دے دیا۔ کیوں ؟

ڈیتھ کوئیک

جس کے خلاف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب میدان میں اتری تو کافرستان کی چاروں ایجنسیاں عمران کے مقابل آگئیں اور پھر ایک نہ رکنے والے خوفناک ہنگامے کا آغاز ہوگیا۔

ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو زبردست جدوجہد کے باوجود ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کیوں ؟

وہ لمحہ

جب عمران اور سیکرٹ سروس کو باوجود سرتوڑ کوششوں کے ناکام پاکیشیا لوٹنا پڑا ؟

وہ لمحہ

جب شاگل نے کافرستان کی طرف سے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں ؟

کیا شاگل نے کافرستان سے غداری کر دی ـــــ یا ـــــ ؟

کیا واقعی اس مشن میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقدر میں ناکامی لکھ دی گئی تھی ـــــ یا ـــــ ؟

کیا کافرستان اپنے اس بھیانک سائنسی منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوگیا ؟

انتہائی دلچسپ اور قطعی منفرد انداز میں لکھا گیا
ایک یادگار ناول
ایکشن اور سسپنس کا حسین امتزاج
شائع ہوگیا ہے
آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان